مجلس بیان مین حاضر تھی ابوقت روانگی حقیر طرف دار الامارہ کے بالحاح مکرر عرض کیا کہ یہ سب حال کا اتفاق
بیان کا ہوا ہے اگر اس بیان کو زبین تحریر مین تحریر کیجئے تو خالی فائدہ سے نہ ہوگا اور یہ اس زمانہ کی یادگار
رہیگا پس بلحاظ الحاح اور عرض مکرر عزیز مذکور کے باوجود پراگندگی حال و تشتت بال اور کثرت
سبقون طلبا کی کہ فرصت ایکدم کی بھی نہ تھی بالاستیعاب حال امام مظلوم بر سبیل اختصار روایات صحیحہ
معتبرہ سے التقاط کر کے لکھا پس یہ عجالہ شائبہ افراط اور تفریط سے مبرا اور کذب بہتان
سے مبرا ہے اور رسالہ نافعہ کو ایک مقدمہ اور دو باب اور خاتمہ پر مرتب کیا اور نام اسکا انتخاب ۱۲
ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین رکھا حق سبحانہ و تعالی اس رسالہ کو پسند خواص و عوام کا
کرے اور پسند خاطر خلائق کی کرے اور اس گنہگار شرمسار کو بتصدق آل عبا کی روز حساب کو عذاب سے
نجات بخشے اور نہین ہے توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اور وہ کافی ہے مجھکو اور بہتر وکیل ہے

مقدمہ

بیچ بیان وجہ شہادت حضرت حسنین علیہما السلام کے اور پر اہل بصیرت کے مخفی و محتجب نہیں
کہ جو کمالات کہ منتشر تھے تمامہ انبیا علی نبینا و علیہم السلام مین حق تعالی جل شانہ نے اپنی
قدرت کاملہ سے ان سبکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مین جمع کیا تفصیل
مختصر اس اجمال کی یہ ہے کہ دیا حق سبحانہ و تعالی نے آنحضرت کو مرتبہ خلافت کا جیسا کہ
دیا تھا آدم علیہ السلام کو اور دیا ملک جیسا کہ دیا سلیمان علیہ السلام کو اور دیا حسن
جیسا کہ دیا یوسف علیہ السلام کو اور دیا مرتبہ خلت کا جیسا دیا ابراہیم علیہ السلام کو اور
حضوری کلام کی جیسا کہ دی موسی علیہ السلام کو اور دیا رتبہ عبادت کا جیسا کہ دیا
یونس علیہ السلام کو اور دیا شکر جیسا کہ دیا نوح علیہ السلام کو الحاصل جو صفت
کہ علیحدہ علیحدہ دی انبیا علیہم السلام مین تھے وہ سب ذات آنحضرت سرور عالم فخر بنی آدم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جلوہ گر ہوویں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر جملہ اوصاف
انبیا علیہم السلام تھے شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
اور یہ اوصاف جو انبیا علیہم السلام میں بٹے تھے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو عنایت ہوئے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ممتاز اور انبیا علیہم السلام سے ہوویں
چنانچہ زیادہ کمالات سبحانہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمالات مثل
اسلام ولایت و تصرفات و محبوبیت مطلقہ و برگزیدگی مطلق و دیدار حق و نزدیکی اتم جیسے
شب معراج مقام قاب قوسین میں شفاعت عظمی روز قیامت کی اور جہاد کرنا راہ خدا میں اور
غیر اسکے مثل علم کسب دعوات تمام و تعبد و تقوی و اجتہاد و احتساب و قرأت ختم نبوت
ولوائے حمد کہ جسکے نیچے اوسکے دن قیامت کو تمام ذریت بنی آدم ہوگی اور پس پشت سے دیکھنا
جیسا آگے سے اور رات تاریک میں دیکھنا جیسا روز روشن میں اور مقام محمود میں مشرف ہونا
اور داہنی عرش کی کرسی پر بیٹھنا اور چاند کا انگشت مبارک سے شق ہونا اور سیر معراج و
سواری براق اور گذر جانا سدرۃ المنتہی سے اور پہلا افاقہ آنا صیحہ سے سب سے اور حشر کے
اور پہلے گذرنا پل صراط سے اور کھلوانا پہلے سب انبیا علیہم السلام سے دروازہ بہشت کا اور
پہلے جنت میں جانا آپکی امت کا اور مرتبہ وسیلہ کا کہ اوپر اوسکے کوئی مرتبہ نہیں جیسے ہے
عنایت ہونا اور چوبیس ہزار مرتبہ حضرت جبرئیل کا جانب خدا سے پیغام لیکر آنا اور کمالات
دوسرے لاتعد و لاتحصی کہ جسکی تحریر سے قلم عاجز اور اوسکے بیان سے زبان جن و بشر کی
قاصر ہے آنحضرت کو عنایت ہوئے مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن باقی
رہگیا مرتبہ جلیل القدر شہادت کا کہ سرور کائنات کو عنایت نہ ہوا اور جبکہ نہایت
ہوا یہ کمال کا ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ ہے کہ اگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوتے جہاد کفار مین تو کسر شرکت اسلام کا ہوتی اور
تحلل راہ ہوتا جریان دین مبین مین اور اگر شہید ہوتے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دفعۃً وباخفا جیسا کہ شہید ہوے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم آپکے تو مشہور نہ ہوتا امر شہادت کا
اور کامل نہ ہوتا مرتبہ اوسکا اسواسطے کہ کمال مرتبہ شہادت کا یہ ہے کہ مارا جاوے
وہ شخص بغربت و بلا مین اور پامال کیے جاوین گھوڑے اور مرکب اوسکے اور ڈالا جاوے زمین پر
لاشہ اوسکا اور گھوڑے دوڑائے جاوین اوسکی لاشے پر اور ماری جاوین گردنین عزیز اور
قریب اوسکی اور لوٹ لیا جاوے تمام مال اوسکا اور قید کیے جاوین عورتین اور
یتیم اوسکے اور ہووے یہ سب با جرم محض راہ خدا مین حسبۃً للہ پس مقتضی ہوئی حکمت حکیم مطلق
جل شانہ کی واسطے شامل کرنے اس کمال عظیم اور اتمیم یعنی شہادت کے ساتھہ تمام کمالات
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انتقال فرمانے آنحضرت کے صلی اللہ علیہ وسلم
اور گذر جانے ایام خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے کہ منافی مقتولیت و
مظلومیت کی ہے بواسطہ مردان اہل بیت بلکہ بواسطہ نزدیک ترین اقربا و عزیزان
اولاد آنحضرت صلعم کی بلکہ بواسطہ اوس شخص کے کہ ہووے وہ شخص حکم اولاد آنسرور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین یہان تک کہ لاحق ہووے حال اوسکا حال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور مندرج ہووے کمال اوسکا کمال آنسرور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین پس متوجہ ہوئی عنایت ازلی اور مشیت سرمدی حق جل وعلی کی بعد
گذرنے ایام خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے طرف اس الحاق کے
پس قائم کیا حق سبحانہ وتعالی نے حسنین علیہما السلام کو مقام جد بزرگوار اپنے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کمال جلیل القدر مین اور گردانا حقتعالی نے

جل شانہ نے اسی قدرت کاملہ سے حسنین علیہما السلام کو آئینہ واسطے ملاحظہ کرنے کمال
آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور گردانا حق تعالی نے حسنین علیہما السلام کو دو رخسار
واسطے مشاہدہ کرنے جمال سراپا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ صورت
کمالیہ شہادت کی اس آئینہ رسول نما میں دیکھی جاوے اور صفائی طینت حسین علیہما السلام
کی بیک شہادت رسول الثقلین کی ہووے اور چونکہ بعض بھی شہادت اوپر دو قسم کے ایک شہادت
خفی اور دوسری جلی تقسیم کی گئیں یہ دونوں شہادتیں اوپر حضرت حسنین علیہما السلام
ہیں خاص کیے گئے فرزند اکبر یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام ساتھ قسم اول یعنی
شہادت خفی کے اور یہ کہ ہوتا امر اس شہادت کا چھپا ہوا ظاہر نہ ہوا ذکر اسکا
وحی آسمانی میں او مبہم رہا امر اسکا نزدیک واقع ہونے کے بھی یہاں تک کہ سرانجام
ہوا یہ امر یعنی شہادت خفی ہات زوجہ انکی سے اور زوجہ عرف میں علاقہ محبت میں بیگانہ ہے
سے عداوت سے اور یہ سب امر اسی لیے تھا کہ یہ شہادت حقہ مخفی تھی اور پردہ حقا
اسیواسطے نہ خبر دی اس واقعہ ہائلہ سے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور نہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اور نہ غیروں نے الحاصل یہ قسم شہادت کی
موقوف تھی اوپر پوشیدگی کے بعد کتمان اس راز کا اگر یہ ہوا تو اسیواسطے ہاتھ
زوجہ سے سرانجام اس کام کا ہوا کہ بیچ پردہ اختفا اور استتار کے رہے اور
سال اسکا وحی آسمانی میں بیچ خبر جبرائیل سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبان حضرت
علیہ السلام کے واقع نہ ہوا کہ یہ سر مکتوم قتل واقع ہونے کے پردہ حجاب میں
رہے بخلاف قسم دوسری کے کہ بیچ اسکے شہرت اور اعلان یہ تھا جیسا کہ سال
اسکا تفصیل آتا ہے اور خاص کیے گئے فرزند اصغر یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام

ساتھ یہ قسم دوسری سے کے اور لم اور سر بیچ خاص ہوئی شہادت سر خفی کی حضرت
امام حسن علیہ السلام میں اور خاص ہوئی شہادت ظاہر و علانیہ حضرت امام حسین
علیہ السلام میں سو یہ ہے کہ غیبت کو اوپر علانیہ کے تقدم وضعی حاصل ہے اور
بھی سر مثل اجمال و علانیہ مثل تفصیل کے ہے اور تفصیل بعد اجمال کے ابلغ زیادہ ہے
حق سبحانہ و تعالی نے قسم پہلی کو خاص کیا فرزند اکبر میں اور اختصاص فرمایا قسم
دوسری کو فرزند اصغر میں تا کہ تحفظ تقدم اور تاخر مرتبے کی کہ درمیان سبطین علیہما السلام
ہے برقرار رہے اور ظہور شہادت کا بعد مرتبہ غیبت کے اور وقوع تفصیل کا بعد اجمال کے
ظاہر اور ہویدا ہو وے پس جبکہ تھا مبنی قسم ثانی کا اوپر شہرت اور اعلان کے نازل کی گئی
پہلے خبر اسکی بوحی آسمانی اوپر زبان جبرئیل علیہ السلام کے اور سنے آواز اسکی زبانی
فرشتہائی آسمانی کے اور متعین ہونا مکان شہادت کا اور نام اوس جا کا کہ
مشہور بکربلا ہے اور تعیین ہونا زمانہ شہادت کا کہ شروع سن ساٹھ ہجری میں یہ
ماجرا ہوگا اور شہرت پایا اس امر نے اور ظاہر ہوئی یہ خبر اوپر زبان الہام بیان
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے سفر صفین میں یہ سب امور کہ بیان کیے گئے
باعث اشتہار قبل واقع ہونے شہادت کے تھی اور وہ امور کہ باعث اشتہار
بعد شہادت کے ہوئی وہ یہ ہیں پس جبکہ واقع ہوا یہ حادثہ ہائلہ ہوگئی مٹی خون
یہاں تک کہ کوئی پتھر بیت المقدس میں نہ تھا کہ نیچے اوسکے خون تازہ نہ نکلی اور
برسنا خون کا آسمان سے یہاں تک کہ مٹکے اور گھڑے اور ظروف بھی خون سے بھر گئے
اور نوحہ کرنا جنوں کا اور مرثیہ کہنا انہوں کا حضرت امام شہید کے حال پر اور محافظت کرنا
درندوں کا لاشہائے شہدا پر اور داخل ہونا چیونٹی کا سوراخ ناک قاتلوں میں اور گڑوا ہونا

گوشت شتران لشکر امام مظلوم کا وقت پکنے کے اور سوختہ ہونا عنبر اُنکا وقت ملنے کے
اور پھر ہونا عصفر ہو کر اور سیاہ ہو جانا سورج کا اور برسنا آسمان کا مدت دراز تک اور سوا
اسکے اور عجائب و غرائب کہ آئندہ تفصیل مذکور ہونگے اور یہ سب امور شہرت کے
اسلیے ہوئے تاکہ مطلع ہو جاویں اس حادثہ پر حاضرین و غائبین اور باقی رہی نکاو
حزن و الم اور تذکرہ اس واقعہ ہائلہ کا حضرت کی امت میں قیامت تک پس پہونچا
یہ حادثہ ہائلہ نہایت شہرت کو عالم علوی و عالم سفلی و عالم غیب و شہادۃ اور عالم جن
و عالم انس گویا اور بے زبان میں یعنے حیوانات و جمادات میں اتنا کہ تمام عالم
سے لیکر تا انسان و حیوان و جماد اس واقعہ ہائلہ سے آگاہ و خبردار ہوا اور حادثہ محیرہ
اس حادثہ کا یہ ہے کہ ہر جگہ حرم میں سر ہوے غم و الم و بکا و زاری تازہ ہو گی
پس جبکہ مقدمہ تمام ہوا چاہیے کہ اب بیان کریں ہم مقصود کو بدانکہ واسطے ثابت ہونے
حضرت حسین علیہما السلام کو فرزندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو وجہ ہیں پہلی
وجہ یہ ہے کہ بیٹی کا بیٹا حکم بیٹے میں ہے لہذا شمار کیے گئے عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں
اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے اور حضرت مریم
بنی اسرائیل یعنے فرزندان یعقوب سے ہیں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم کے
رشتے سے بنی اسرائیل کہلائے پس بواسطہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت
حسین علیہما السلام بھی بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے اور وجہ
دوسری یہ ہے یعنے نص صریح آئی ہے اور بیٹے ہونا حضرت حسین علیہما السلام کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث صحیح میں طرق متعددہ سے ثابت ہے
اس رسالہ میں بلحاظ طول ہونے کے ترجمہ حدیث پر اکتفا کیا فرمایا رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور روایت کی ہے امام احمد بن
حنبل نے اپنی مسند میں ابی اسحق سبیعی سے اور انھوں نے ہانی بن ہانی سے اور
انھوں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا امیر المومنین نے کہ جبکہ پیدا ہوئے
حسن تشریف فرما ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا دکھلاؤ مجھکو میرے
بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے اوسکا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے
عرض کیا کہ نام اسکا میں نے حرب رکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بلکہ حسین ہے پس جبکہ پیدا ہوئے حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے
اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے اسکا جناب امیر نے عرض کیا
کہ حرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ حسین ہے پس جبکہ پیدا ہوئے
محسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو
کیا نام رکھا تم نے اسکا حضرت امیر نے عرض کیا حرب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے بعد اسکے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ نام رکھا میں نے ان تینوں لڑکوں کا اوپر نام بیٹوں ہارون کے کہ
شبر وشبیر ومشبر ہے اور خارج کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور دار قطنی نے
افراد میں اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر ان سبھوں نے جناب امیر سے اور خارج کیا ہے
اس حدیث کو بغوی اور طبرانی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے مثل اوسکے اور قاموس میں
ہے کہ شبر کبقم وشبیر کقمیر ومشبر کمحدث ابناء ہارون علیہ السلام **فائدہ** اس حدیث شریف سے
معلوم ہوا کہ حضرت محسن علیہ السلام روبروے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پیدا ہوئے تھے اور شرف تسمیہ زبان نبوت ترجمان سے مشرف ہوئے پس طعن

محالفین کا اس شخص سچا ہے اور لیکن حضرت حسنین علیہما السلام کا آئینہ ہو یا
واسطے ملاحظہ کرے حال باکمال سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
پس انکی بھی دو وجہ ہیں وجہ پہلی بواسطہ سیادت یعنے سرداری مطلق سے کیونکہ حدیث
پس مسند اوسکی یہ ہے کہ خارج کیا نسائی اور ترمذی اور ضیاء نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
اور ابو یعلے نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے
اور ابن عدی نے ابن مسعود رضی اور ابو نعیم نے علی سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عمر سے
اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک بن حویرث اور دیلمی میں
انس بن مالک سے اور ابن عساکر میں عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی رمثہ کر
رضی اللہ عنہم کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن اور حسین
سردار جوانان بہشت ہیں اور زیادہ کیا ابن ماجہ اور غیر اوسکے نے کہ باپ ان دونوں کا
بہتر ہے ان دونوں سے اور بروایت طبرانی کے یہ ہے کہ باپ ان دونوں کا افضل ان دونوں سے
ہیں اور زیادہ کیا ہے حاکم اور ابن حبان اور غیر ان دونوں کی کہ مگر دو بیٹے خالہ کے
یعنے بن مریم و یحیی بن زکریا علیہما السلام اور جملہ متفرعات اس مراتب سے یہ ہے کہ محبت
و دوستی حسنین علیہما السلام کی بعینہ محبت و دوستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہے اور بغض و عداوت ان دونوں صاحبزادوں کی بعینہ بغض و عداوت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہے جیسا کہ واقع ہوا ہے روایت ابن عساکر اور غیر اوسکے میں
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص کہ دوست رکھے ان دونوں کو یعنی حسنین علیہما السلام کو پس تحقیق
اوسنے دوست رکھا میرے تئیں اور جو شخص کہ دشمن رکھے ان دونوں کو پس تحقیق کہ اوسنے دشمن رکھا میرے تئیں
اور وجہ دوسری یہ کہ اونکی جہت مشابہت صورت کی ہے پس یہ تحقیق حسنین علیہما السلام حق ما مد تصویر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر مین جیسا کہ سیرت اور باطن مین مشابہ تمام تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس بہ تحقیق خارج کیا ہے بخاری سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے نہ تھا کوئی مشابہ زیادہ ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا انس رضی نے حسین مین بھی تھی مشابہت زیادہ ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور روایت کیا ہے مفصلاً اس حدیث کو ترمذی نے علی کرم اللہ وجہہ سے اور صحیح کیا ہے اس حدیث کو اونے اور کہا تھی حضرت امام حسن علیہ السلام اشبہ زیادہ ساتھہ رسول اللہ کی سینے مبارک سے لیکر سر اطہر تک یعنے جہت اعلی مین اور حضرت امام حسین مشابہ زیادہ تھے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے مبارک سے قدم تک یعنے جہت اسفل مین اور خارج کیا ہے ترمذی نے کہ بہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لی لیا حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام کو پس فرمایا جو شخص دوست رکھے میرے تئین اور دوست رکھے ان دونوں کو تئین اور دوست رکھے باپ اور ماں ان دونوں کو وہ شخص ساتھہ میرے ہوگا بیچ درجہ میری کے دن قیامت مین اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث منکر ہے اور خارج کیا ہے مسلم نے کہ باہر تشریف فرما ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت صبح کے اور تھی آپ کے دوش مبارک پر کملی منقش سیاہ بالوں کی پس تشریف لائے حضرت امام حسن علیہ السلام پس داخل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو کملی مین بعد اوسکے تشریف لائے حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بھی کملی مین داخل کیا بعد اسکے تشریف لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ انکو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

داخل کیا بعد اسکے تشریف لائیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بھی کملی میں داخل کیا بعد اسکے سرور عالم بشری آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنی ارادہ کیا خدا نے کہ لیجاوے تم سے نجاست کو اور پاک کرے تمکو پاک کرنا یہ حدیث شریف غرر الاقتباس تصنیف خاتم المحدثین استاد العالمین شاہ عبد اللہ قدس سرہ میں مذکور ہے اور یہ حدیث شریف بھی اس رسالہ میں مسطور ہے آیا میرے پاس ایک فرشتہ آسمان سے کہ نہ آیا تھا قبل اسکے کبھی اور سلام کیا اور خوشخبری دی مجکو کہ حسن و حسین سردار ہو جوانان جنت کے ہیں اور فاطمہ سردار زنان اہل جنت کی ہیں روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عساکر نے اور بھی یہ حدیث اوس رسالہ شریفہ میں مسطور ہے بتحقیق حسن و حسین دو پھول ہیں میرے باغ سے دنیا میں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے یعنے حضرت حسنین علیہما السلام ثمرہ دل باغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور بھی اوس رسالہ طیبہ میں یہ حدیث مذکور ہے یہ دو بیٹے حسن و حسین بیٹے میرے ہیں اور دو بیٹے بیٹی میری کی ہیں بار خدا دوست رکھتا ہوں میں ان دونوں کو پس دوست رکھہ تو انکو اور دوست رکھہ اوس شخص کو کہ دوست رکھے انکو روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی نے پس حکم دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقبول ہوئی پس جو دوست رکھے حقتعالی کے حضرت حسنین علیہما السلام اور انکو دوست اوسکے تئیں ستہ باقی نہ رہا اور بھی اوس رسالہ جلیلہ میں یہ حدیث شریف مسطور ہے کہ فرمایا خدا اور اوسکے رسول نے کہ یہی ہے مال تمہارا اور اولاد تمہاری مگر فتنہ یعنے سبب آزمایش کے نظر کیا میں نے ان دونوں لڑکوں کی طرف یعنی حسن و حسین

کہ جاتی تھے اور گرتے تھے پیراہن دونوں کا پس صبر نہ کر سکا مین یہان تک کہ قطع کیا یعنی اپنی کلام یعنی خطبہ کو اور اوٹھا لیا مین نے ان دونوں کو روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد و نسائی مین یعنی ایک روز سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مجلس صحابہ کبار رضی اللہ عنہم مین مشغول خطبہ پڑھنے اور وعظ فرمانے مین تھے کہ ناگاہ درمیان وعظ کے حضرت حسنین علیہما السلام کھیلتے ہوے تشریف لائے اور پیر مبارک ان دونوں صاحبزادونکا چلنے مین لغزش کرتا تھا اور عنقریب تھا کہ زمین پر گرین اور سبب اونکی بدن مبارک کو بوجھ کی سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس حالت کو اثنار خطبہ مین ملاحظہ فرمایا ازراہ شفقت اور زیادتی محبت سے ضبط نہ کر سکے خطبہ کو چھوڑ کر دونوں صاحبزادونکو گود مبارک مین اوٹھا لیا بعد اوسکے یہ حدیث فرمائی اس مقام مین اہل بصیرت کو غور کرنا چاہیے کہ سرور کونین جد الحسنین صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کو کس قدر کی محبت اور شفقت حضرت حسنین علیہما السلام کے ساتھہ تھی کہ وعظ الہی کو حضرت حسنین علیہما السلام پر ترجیح دی پس مصائب جگر گوشہاے رسول خدا خاصتہ سید الشہدا علیہ التحیۃ و الثنا و دیگر اہل بیت مصطفی کو جو کہ کربلا مین واقع ہوئی کس قدر غم و الم روح انور شفیع روز محشر صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کو لاحق ہوے ہونگے اور اس قسم کی احادیث صحیحہ بیان فضائل حضرت حسنین علیہما السلام مین کتب صحاح مین بے شمار موجود ہین کہ اونکی استیفا کے واسطے دوسری کتاب بطول چاہیے یہ رسالہ مختصر گنجایش نہین رکھتا اس عجالہ مین بطور المنوذج کے چند احادیث صحیحہ کتب صحاح سے لکھی گئین پس اس مادی ناپیدا کنار سے عنان قلم کو روک کر طرف میدان مقصود کی روان کرتا ہے

روایت کی ہے امام محق ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار
فرمایا آپکے پدر بزرگوار سے کہ حج کیا حضرت امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ
اور حال آنکہ گھوڑے کوتل آپکے آگے چلتے تھے اور دیا حضرت نے راہ خدا میں تمام مال
اپنا دو بار اور تقسیم کیا راہ خدا میں نصف مال اپنا تین بار یہاں تک کہ دے دیا
راہ خدا میں ایک نعل اور رکھ لیا اپنے لیے ایک نعل اور دے دیا ایک موزہ اور رکھ لیا
ایک موزہ اور منجملہ اخلاق پسندیدہ آنحضرت علیہ السلام سے یہ قصہ ہے کہ ایک روز
آپ مسند امامت پر جلوہ گر تھے اور موالی دامالی گرد آپکے مانند ہالہ کے گرد چاند کے
بیٹھے تھے کہ ایک مرد نے گنواروں میں سے آکر پوچھا رئیس مجلس کون ہے اور نام اوسکا کیا
حضرت امام حسن علیہ السلام نے اوسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میں ہوں حسن یہی نام ہے اور
کہ اوسنے کہا وہی علی کہ جو گنوار اور نہایت جبار تھا اور اور کلمات ناشایستہ و نالائق
اسد اللہ غالب کی حق میں سکے اور پوچ گوئی نہایت کو پہنچائی حضار مجلس گرامی نے
بمجرد سننے اس ہفوات و خرافات کی بہت پیچ و تاب کھا کر قصد کیا کہ اوس بے ادب کو
تادیب کریں کہ اس اثنا میں حضرت امام سراپا تہذیب مستجمع خلق عظیم کے متوجہ
اوسکے حال کے ہوئے اور فرمایا کہ اے شخص تیرے طرز کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ تو
کسی رنج میں مبتلا اور کسی مصیبت میں گرفتار ہے اگر تو بھوکھا ہے طعام لذیذ
تیرے واسطے لاؤں اور اگر پیاسا ہے پانی سرد موجود ہے اور اگر قرضدار ہے تیرا
قرض ادا کر دوں اور اگر کوئی تیرا دشمن ہو تو تیری اعانت کروں اوس مرد گنوار نے
یہ کلام دلاویز و تحمل سنکر بمقابلہ اپنے کلمات زہر آمیز و مغلظات حسرت انگیز کر
زبان شیریں بیان اوس طفل تاجدار امامت و گل گلستان ولایت سے سنکر کہنے لگا

حضرت امام علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوکر کہا تو بیشک بیٹا علی ولی اللہ کا
کہ وہ قالع خیبر و برادر اور وصی پیغمبر کا تھا اور وہ مرد کافر مشرف باسلام ہوکر فدویان
خاص این برتبہ اختصاص فائز ہوا اور غاشیہ اطاعت جناب امام کا دوش فرمانبرداری پر
کھینچا اس قبیل کی حکایتین آپکی حسن اخلاق کی لاتعد و لاتحصی ہین کہ اونکا احصا و شمار نے
یہ عجالہ مختصر گنجایش اونکی نہین رکہتا لہذا عنان شبدیز قلم کو اوس جولانگاہ سے پہیر کے
طرف وادی مقصود کی روان کیا اور واقع ہوئی شہادت اوس سید الشہدا سردار
ہر دو سرا کی اس پچاس ہجری مین بیچ ارجح اقوال کے اول مہینے ربیع الاول مین اور بعض
روایت مین آخر صفر یعنے اٹھائیسوین تاریخ بھی آیا ہے اور یہ روایت مشہور ہے
اور بعض روایت مین سن پچاس تاریخ پنجم ربیع الاول بھی آیا ہے اور راویان جگرسوز
اور مخبران غم اندوز جناب امام علیہ السلام کی وجہ شہادت یون روایت کرتے ہین
کہ زوجہ آپکی یعنے جعدہ بنت اشعث بنت قیس نے باغواے یزید پلید کے آپکو زہر دیا
اوس پلید نے اس خبیثہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنے ساتہہ تجہسے بعد وقوع اس واقعہ ہائلہ
یعنے شہادت امام کے نکاح کرونگا چنانچہ اوس خبیثہ نے یزید پلید کے اغواے
جناب حضرت امام زمان کو سم قاتل دیا پس مریض ہوے امام ہمام قدوۂ انام حضرت
امام حسن علیہ السلام صدمہ اوس زہر ہلاہل سے اور چالیس دن بعد روح پرفتوح
جسد اطہر سے طرف ملاء اعلی کے متوجہ ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون پس بعد واقع ہونے
اس حادثہ ہائلہ کے اوس خبیثہ قاتلہ نے طرف یزید پلید کے ایک شخص کو صفیر کرکے
بھیجا کہ وفا کرے وہ خبیث پلید اپنے وعدہ کو پس جبکہ اس خبیثہ کا صفیر اوس خبیث کے
پاس پہونچا اوس لعین نے کہا مین راضی نہ تھا کہ تو امام حسن رض کے پاس رہے پس مین کیونکر

راضی ہونگا کہ تو میرے پاس رہے پس ہو گئی وہ خبیثہ خسر الدنیا والآخرۃ اوسپر ا
حسان آشکارا رہے اور تھا مرض امام علیہ السلام کا اسہال کبدی اور پارہ پارہ
ہوتا جگر اور آتا تھا ایسے وقت اجابت کے جگر و آنت ٹکڑے ہوکر گرتے تھے چنانچہ
ایک شخص وقت مرض آپکی عیادت کو گیا آپ نے فرمایا جگر میرا پارہ پارہ ہوا اوس شخص نے
کہا کہ میں نے بچشم اپنے دیکھا کہ فی الواقع قطعات جگر کے تھے اور جسکہ وقت انتقال
امام علیہ السلام کا ہوا تشریف لائے آپکے پاس حضرت امام حسین علیہ السلام اور
عرض کیا آپ سے کہ اے برادر بزرگوار کسنے آپکے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے حضرت
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ارادہ اوسکے قتل کا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے
عرض کیا آری پس حضرت امام حسن علیہ السلام نے کمال حلم عظیم سے فرمایا کہ اگر کیا ہے
اس کام کو اوس شخص نے کہ جسکا مجکو گمان ہے پس حق تعالیٰ زیادہ منتقم حقیقی اور سزا
کرنیوالا ہے اگر فی الواقع یہ کام اوس شخص سے نہیں ہوا پس نہیں دوست رکھتا ہوں
اسبات کو کہ قتل کرے تو بے گناہ کو اور فرمایا کہ پلایا گیا میں زہر کئی بار لیکن
پلایا گیا میں سخت اس بار سو زیادہ تنبیہ ظاہر ہے کہ نے قاتل میں چند اسرار تھا
اول یہ ہے کہ جسکہ مدار شہادت سریہ کا اخفا پر تھا قاتل کو بھی پردۂ اخفا میں
رکھا دوسرے یہ بھی کہ مدار قصاص کا شرع شریف میں جزم اور احتیاط پر ہے
تاوقتیکہ قاتل کا خوب یقین نہ ہو حکم اوسکے قتل کا جاری کرنا چاہیے تیسرے یہ کہ
اعراض کرنا اظہار قاتل سے دلیل ہے اوپر کمال حلم اور کھانے غصہ پر اسواسطے
کہ اگر خوب تفحص و تجسس کیا جاتا تعین قاتل کا من حیث الشرع ممکن تھا لیکن باز رہنا
انتقام سے اور پہلوتہی کرنا قصاص سے باوجود قادر ہونے کے فی الحقیقت

کا کام انہیں حضرات کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے شائبہ اغراض نفسانیہ سے
بیچ جبلی پاک ان حضرات علیہم السلام کے خلق نہیں کیا ورنہ سرانجام اس کام دشوار کا
عوام بلکہ خواص بشر سے بھی متعذر ہے اور فصل الخطاب میں منقول ہے کہ امیر المومنین
حسن علیہ السلام کو چھ مرتبہ زہر دیا پانچ مرتبہ کاری نہ ہوا چھٹے مرتبہ کاری ہوا
اور حلیۃ ابو نعیم میں عمیر بن اسحق سے روایت ہے کہ میں اور دوسرا شخص بیچ مرض الموت
حضرت امام حسن علیہ السلام کے واسطے عیادت کے گیا حضرت رضی نے فرمایا کہ اے فلان
کچھ مجھسے سوال کر راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس حال میں سوال مناسب
نہیں ہے حضرت کو جبکہ افاقہ مرض سے ہوگا سوال کرینگے پس آنحضرت علیہ السلام
دولتخانہ میں تشریف لے گئے بعد اوسکے باہر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جو سوال کرنا ہے
سوال کر کہ پھر فرصت سوال کی نہ پاوےگا اور مجھے طاقت جواب کی نہ ہوگی بعد اسکے فرمایا کہ
مجھے چند بار زہر دیا اس مرتبہ کارگر ہوا کہ ٹکڑے جگر کے کٹ کر گرتے ہیں پس راوی کہتا ہے
کہ میں دوسرے روز حضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت حالت احتضار میں
ہیں اور جناب حضرت امام حسین علیہ السلام سرہانے آپکے بیٹھے قاتل کو پوچھ رہے ہیں
اور بعض روایت میں آیا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ درمیان
میری دو آنکھ کے قل ھو اللہ احد لکھا ہے حضرت نے اس خواب کو سعید بن المسیب سے بیان کیا
سعید نے کہا کہ زمانہ وفات آپکا قریب پہونچا الحاصل جبکہ وقت انتقال کا قریب آیا حضرت
جناب امام حسین علیہ السلام سے وصیت کی کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ہے کہ
جبکہ میرا انتقال ہووے مجھے ایک قبر کی جگہہ حجرہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دینا
چنانچہ عائشہ رض نے جگہہ دینیکا وعدہ کیا ہے کتب سیر میں مسطور ہے کہ جبکہ حضرت امام حسن ع

نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جگہ قبر کی اپنے دفن کے لیے طلب کی
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا بیٹے کو باپ سے کون جدا
کر سکتا ہے الحاصل حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے
فرمایا کہ بعد وفات کے جنازہ میرا آگے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجا کر
عائشہ رضی اللہ عنہا سے احتیاطاً اجازت واسطے دفن کے حجرۂ مبارک میں مجھے طلب کرنا
اگر وہ اجازت دیویں جوار قبر شریف جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مجھکو
دفن کر دینا مگر مجھکو بالیقین معلوم ہے کہ اشخاص بنی امیہ اس امر سے منع کریں گے پس
اے حسین ان لوگوں سے اس منع پر جنگ و جدال نہ کرنا اور میرا جنازہ بقیع میں لیجا کر
اوسی جا دفن کر دینا چنانچہ جو حضرت امام مسموم امام نے زبان الہام بیان سے
ارشاد کیا تھا وہی سانحہ درپیش ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس وقت کہ روح مجروح
اوس جناب پاک کی عرش بریں کی طرف متوجہ ہوئی اور بدن اطہر کو چھوڑ کر آشیانۂ قدس کو
اختیار کیا جناب امامت مآب پیشوائے کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعد فراغ غسل
وکفن کے بموجب وصیت برادر بزرگوار کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
واسطے دفن کے اجازت طلب کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسب
وعدہ کے اجازت دی پس جبکہ یہ خبر مروان بد انجام کو پہنچی از راہ خباثت کے
مرور وجسر قدم براہ مخالفت میں رکھکر آمادہ قتال و جدال کا ہوا اور امام کونین
علیہ السلام کو روضہ مبارک میں دفن ہونے نہ دیا پس جنازہ آنحضرت علیہ السلام کا
روضہ شریف سے پھیر کے بقیع میں لیجا کر بیچ قبہ حضرت عباس رضی کے پہلوے فاطمہ
بنت اسد جدہ شریفہ آنحضرت علیہ السلام کے دفن کیا اور قوم بنی امیہ میں سے

کوئی جنازۂ مبارک پر حاضر نہ ہوا لیکن اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے مگر سعید بن العاص کے که اوس زمانہ میں امیر مدینہ طیبہ کا تھا باجازت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نماز جنازہ آنحضرت علیہ السلام کی پڑہی اور تھا سن شریف امام علیہ السلام کا چھتیس برس اور چھ مہینے کا مگر کچھہ روز کم اور ولادت سراسر سعادت امام ہمام علیہ السلام کی نصف شعبان سن تین ہجری میں اوپر صحیح اقوال کے واقع ہوئی اور بعضوں نے نصف رمضان بھی کہا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب تمام ہوا بفضلہ الکریم ومنہ الجسیم بیانہ شہادت سریہ کا کہ مخصوص ہوئی ساتہ اوسکے سبط اکبر یعنے حضرت امام حسن علیہ السلام

ہدایۃ اب بیان شہادت جہریہ کا کہ مخصوص ہوئی ساتھہ اوسکے سبط اصغر یعنے قبلہ کونین پیشوای دارین جناب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یہ شہادت کبری اکبر وقائع مشہورہ سے ہے کہ آگاہ ہوی اس سے حاضر وغائب اور خبر دی اس حادثہ ہائلہ کی حضرت جبرئیل ع اور فرشتہاے آسمانی نے سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکن خبریں رسول مقبول کی کہ اس واقعہ ہائلہ میں جہت وحی سے بواسطہ حضرت جبرئیل ع اور فرشتون آسمانی سے وارد ہین پس مشہور اور متواتر ہین حدیث خارج کیا ہے طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ بہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر دی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ بہ تحقیق حسین قتل کیا جائیگا بعد میرے زمین طف مین اور لای جبرئیل میرے پاس مٹی اوس زمین کی اور خبر دی مجکو کہ اس زمین پر مرقد حسین رض کا ہوگا حدیث خارج کیا ہے ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئی میرے پاس جبرئیل علیہ السلام پس خبر دی مجکو کہ بتحقیق امت میری قریب ہے

کہ قتل کریگا میرے بیٹے یعنی حسین کو اور لائے میرے پاس مٹی سرخ اور حاکم نے حدیث
خارج کیا ہے احمد بن حنبل نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق
آیا میرے گھر میں ایک فرشتہ کہ نہ داخل ہوا تھا پہلے میرے اسکے کبھی پس
اوس فرشتہ نے مجھے کہا کہ تحقیق یہ آپ کی بیٹی کا بیٹا حسین قتل کیا جائیگا
اور اگر آپ کو منظور ہو تو دکھلا دوں میں مٹی اوس زمین کی کہ قتل کیا جائیگا وہ بیچ
حسینؓ اوس جا پر پس لایا وہ فرشتہ مٹی سرخ اور حاکم نے حدیث خارج کیا اور بیہقی نے
بیچ سنن اپنی کی حدیث انس سے کہا انس نے کہ اجازت چاہی فرشتہ باران نے حقتعالے
سبحانہ سے واسطے زیارت کرنے آنحضرتؐ کے اور تشریف رکھتے تھے سرور عالم
فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں پس فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
نگاہ رکھو دروازہ کو کہ کوئی آنے نہ پاوے پس ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حسب الحکم
فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دروازے پر گئیں وہاں ہو کر بیٹھیں پس اس
اثنا میں ناگاہ حضرت امام حسینؑ تشریف لائے اور سیدھے گھر میں داخل ہوئے اور گود مبارک
رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
آپکو گود مبارک میں لے لیا اور بوسہ دینا شروع کیا پس پوچھا اوس فرشتے نے آنحضرت
صلی اللہ سے کہ آیا دوست رکھتے ہیں آپ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہاں فرشتہ مطر نے کہا عنقریب ہے کہ امت آپکی اسکو قتل کرے اور اگر آپکو
منظور ہو تو دکھلا دوں میں اوس مکان کو کہ قتل کیا جائیگا یہ اوس مکان میں پس دکھلایا
اوس فرشتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ مکان پس لایا وہ فرشتہ مٹی

نرم یا مٹی سرخ ایسی تنک ہے راوی کو لیا اوس مٹی کو حضرت ام المومنین ام سلمہ نے لیکر
کپڑے میں باندھ لیا کہا ثابت نے کہ راوی اس حدیث کا ہے کہ تھے ہم کہتے مٹی کو
زمین کربلا ہے اور خارج کیا ہے بیچ اس حدیث کو ابو حاتم نے بیچ اپنی صحیح کے اور
بیچ روایت احمد حنبل کے بیچ زیادتی مسند کے یہ ہے کہ پس دیا مجکو کف دست مٹی سرخ
اور خارج کیا حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے کہا ام الفضل نے کہ گئی میں
ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام کو لیکر آنحضرت کے پاس پس بٹھال دیا میں نے
امام حسین علیہ السلام کو گود مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پس ناگاہ
دیکھا میں نے طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ گرتے تھے آنسو آنکھ مبارک سے
پس فرمایا آنحضرت نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور خبر دی مجکو کہ بیشک میری امت
قتل کریگی اس میرے بیٹے کو اور لائے جبرئیل میرے پاس مٹی سرخ اوس جاکی حدیث
خارج کیا ہے ابن راہویہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ بہ تحقیق
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب کیا اور بیدار ہوئے ایک روز پس جب اٹھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالیکہ اندوہگین اور غمناک تھے اور ہاتھ مبارک میں
مٹی سرخ تھی کہ بیچ اوس کے اولٹ پلٹ کرتے تھے آنحضرت اوس مٹی کو حضرت ام سلمہ کہتی ہیں
میں نے پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کیسی مٹی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجکو جبرئیل نے کہ بہ تحقیق یہ بیٹا
میرا یعنے حسین قتل کیا جاویگا زمین عراق میں اور یہ مٹی اوس جاکی ہے حدیث
خارج کیا ہے بیہقی اور ابو نعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اجازت
چاہی فرشتہ باران نے پروردگار عالم سے کہ آوے واسطے ملاقات رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اذن دیا حق تعالیٰ نے اوسکو پس حاضر ہوا وہ فرشتہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مشرف ہوا پس داخل ہوئی اوسوقت میں حضرت حسین
علیہ السلام اور سوار ہوئے دوش مبارک پیر پس یہ حالت دیکھکر فرشتے مخاطب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آیا دوست رکھتے ہیں آپ اسکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں عرض کیا اوس فرشتے نے امت آپکی قتل کریگی اسکو
اور اگر آپکو منظور ہو تو دکھلا دوں میں آپکو وہ مکان کہ قتل کیا جائیگا اوس مکان میں
پس مارا ہاتھ اوس فرشتہ نے اور دکھلائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹی سرخ
پس لے لیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اوس مٹی کو اور رکھ دیا اوسکو اپنے کپڑے میں
راوی کہتا ہے کہ سنتے تھے ہم کہ حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کیے جائیں گے کربلا میں
حدیث خارج کیا ہے ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت
ام سلمہ رض نے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام میرے گھر میں
کھیلتے تھے کہ ناگاہ نازل ہوئے حضرت جبرئیل پس کہا یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تحقیق امت آپکی قتل کریگی اس بیٹے کو بعد آپکے اور اشارہ کیا طرف حسین کے اور
لائے حضرت جبرئیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مٹی پس سونگھا اوسکو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس مٹی کو اور فرمایا کہ یہ بوئے کرب و بلا کی ہے اور فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے ام سلمہ جسوقت ہو جاوے یہ مٹی خون اوسوقت جاننا کہ تحقیق
قتل کیا گیا حسین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نگاہ رکھا میں نے اوس مٹی کو
شیشے میں اور بعض روایت میں حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ جس روز کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے وہ خاک خون ہو گئی اور بعض روایات میں بجائے

لفظ خاک کی لفظ سنگریزہ کی وارد ہوئی ہے چنانچہ مروی ہے کہ جبکہ سنگریزے بیچ قتل حسین کے
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کو سپرد کیے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ جس روز کہ
سنگریزوں سے خون جاری ہووے جاننا کہ حسین قتل ہوا پس حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ
روز عاشورہ ہوا میں نے شیشہ کو کھول کر دیکھا کہ اون سنگریزوں سے خون جاری تھا
اور بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جبکہ رات قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام کی تھی بیچ ایک آواز سنی میں نے اور گوئندہ معلوم نہ ہوا شعر ایہا القاتلون
جہلاً حسیناً ۔ ابشروا بالعذاب والتنکیل ۔ قد لعنتم علی لسان داود ۔ وموسی وحامل الانجیل ۔
یعنی اے قتل کرنے والے حسین کے ازروی جہل اور نادانی کے مژدہ ہو جیو تمھارے تئیں ساتھ
عذاب و فضیحت کے بیچ تحقیق کہ لعنت کیے گئے تم اوپر زبان داؤد اور موسی اور حامل انجیل یا
یعنی عیسی کی حدیث خارج کیا ہے ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے کہا حسن نے کہ
تھا میں ہمراہ امام حسین علیہ السلام کے اوپر نہر کربلا یعنی فرات کے پس نظر کیا حضرت
امام حسین علیہ السلام نے طرف شمر ذی الجوشن کے پس فرمایا سچ کہا اللہ اور اوسکے
رسول نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا کہ میں نظر کرتا ہوں طرف
کتے ابلق کے منہ ڈالتا ہے بیچ خون اہل بیت میرے کے اور تھا شمر ملعون مبروص
فی الواقع یہ ملعون زیادہ حریص تھا اور بدکردار و لئیم بیچ خون اہلبیت کے جیسا کہ مخبر صادق نے
خبر دی تھی حدیث خارج کیا ہے ابن السکن اور امام بغوی نے بیچ کتاب صحابہ کے
اور ابو نعیم نے طریق سحیم سے وانس بن الحارث سے کہا انس نے سنا میں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیشک بیٹا

لیے حسین قتل کیا جاوینگا بیچ زمین کے کہ کہتے ہیں اوسکو کربلا پس جو شخص کہ حاضر ہو
تم سے اس واقعہ میں پس چاہیے کہ امداد کرے حسین کی پس نکلا انس بن الحارث
کہ راوی اس حدیث کے ہیں کربلا کی طرف اور شہید ہوئے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام
مخفی نرہے کہ یہ حدیث اور حدیثوں میں سے احاد ہے لیکن جس کسی نے کہ اس کلام معجز
نظام کو زبان الہام بیان مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا امتثال
اس حدیث کا اوسکے ذمہ لازم ہوا اسیواسطے انس بن الحارث نے اوس خبر کو
کہ واحد الاعتقاد تھی عمل کیا اور شہید ہوئے حدیث خارج کیا بیہقی نے ابی سلمہ
بن عبدالرحمن سے کہ تحقیق داخل ہوئے پاس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت کے پاس تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام
اوپر بالاخانہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ قریب ہے کہ قتل کریں اسکے تئیں
یعنی حسین کو امت آپکی اور اگر آپکو منظور ہو تو خبر دوں میں آپکو اوس زمین سے
کہ قتل کیا جاویگا اوس میں حسین علیہ السلام اور اشارہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
ہاتھ سے طرف طف کی کہ موضع ہے عراق میں پس لے آئی مٹی سرخ اوس جا کی
اور دکھلا دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور خارج کیا بیہقی نے اس حدیث کو
طریق اور سے ام سلمہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
موصولاً حدیث خارج کیا ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عباس نے
کہ نہیں تھے ہم شک کرتے تھے ہم اور اہل بیت اکثر ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
قتل کیے جاوینگے بیچ طف یعنی کربلا میں حدیث خارج کیا ہے ابو نعیم نے بیچ

تحصرمی سے کہ اوسنے سفر کیا ہمراہ رکاب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے طرف
صفین کی اور وہ موضع مشہور ہے اوپر کنارہ فرات کے کہ اوس جا پر درمیان امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ اور درمیان معاویہ بن ابی سفیان کے جنگ عظیم واقع ہوئی
جبکہ نینوا کے مقام میں پہونچے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے زبان الہام بیان سے
فرمایا صبر کر اے ابو عبد اللہ یعنے حسین اوپر کنارے فرات کے راوی کہتا ہے
کہ میں نے عرض کی کیا فرمایا آپنے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ بہ تحقیق حسین قتل کیا جاویگا
کنارے فرات کے اور دکھلائی جبرئیل نے مجھکو ایک مٹی اوس جا کی اس روایت سے
ظاہر ہوتا ہے کہ امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کو علم شہادت حضرت امام الحسین
علیہ السلام کا فرمانے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھا حدیث تخریج
کیا ہے ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا اوسنے کہ آئے ہم ہمراہ رکاب حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ کے اوپر جگہہ قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کے پس فرمایا حضرت
امیر علیہ السلام نے یہ جگہہ بیٹھنے شتران اونکی ہی اور یہ جگہہ خیمہ گاہ اونکی ہے اور یہ جگہہ گرنے خون اونکی
کی ہی قتل کیے جاوینگے جوان نوجوانان اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور روینگا اونپر آسمان
اور زمین حدیث تخریج کیا ہی حاکم نے اور صحیح کیا ہی اوسنے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے کہا ابن عباس نے وحی کیا حقتعالے نے طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ بہ تحقیق قتل کیا میں نے
عوض یحیی بن زکریا کی ستر ہزار آدمی اور بہ تحقیق قتل کرونگا میں عوض بیٹے تیری بیٹی کے ستر ہزار اور ستر ہزار
فائدہ اس جا سے عظمت و وجاہت خاتم الانبیا مالک ہر دو سرا علیہ الصلوۃ والثنا کی
غور کیا چاہیے کہ عوض خون یحیی بن زکریا کے ستر ہزار آدمی اور عوض خون حضرت سید الشہدا

علیہ التحیۃ والثنا کی وجہ سے ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی مقتول ہوئے اور مصداق اس کا
حضرت صادق کا واقعہ مختار میں اور اوائل دولت عباسیہ میں بیچ زمانہ علی سفاح کے
ظہور میں آیا حدیث خارج کیا ہے امام حنبل اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب میں دوپہر کو پریشان حال اور موئے مبارک غبار آلود اور ہات مبارک میں شیشہ بھرا
ہوا خون کا تھا عرض کیا میں نے یہ کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یہ خون حسین اور اوس کے اصحاب کا ہے کہ لے لیا میں نے اوسکے تئیں تمام دن میں جمع کرتا رہا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نگاہ رکھا میں نے اوس وقت کو پس
دریافت ہوا کہ تحقیق اوسی دن قتل کیے گئے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام
حدیث خارج کیا ہے حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب میں اور سر اطہر و لحیہ انور پر غبار تھا حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا حال ہے آپ کا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گذرا ہوں میں ابھی مقتل حسین سے اور نظر
کرنیوالے اخبار محمدیہ اور آثار احمدیہ کے پوشیدہ نہیں ہے کہ جسکو آزار حضرت خاتم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ دن جنگ بدر کے ہمراہ کفار مکہ کے قید
ہو کر آئے تھے گوش مبارک جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہونچی
تمام شب اس رنج سے خواب نہ فرمایا خیال فرمانا رسول الثقلین امام الثقلین جد امجد حسین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئیں بسبب معرکہ کربلا کے قیاس کرنا ارباب عقل کو

بس بچھا ان

ہونا چاہیے کہ بسبب غلبہ تشنگی عترت طاہرہ سے اور قتل و...
گلشن رسالت و نوجوانان اہل بیت عفت و طہارت کے خصوصاً شہید ... کے پس ماندوں کی تعزیر
بلبل شاخسار امامت یعنی پیشواے کونین امام الخافقین حضرت ... ارہ مین قید کیا
رفیقان
کا اور جانا اہل بیت عفت و طہارت کا طرف کوفہ اور شام کے اوپر شتران بے کجاوہ
اور نازل ہونا مصائب لاتعد و لاتحصی کا اوپر عورتون اور یتیمان اہل بیت کے
روح انور شفیع روز محشر پر کیا کچھ رنج و ملال لاحق حال نہ ہوا ہوگا پس پریشانی موی مبارک
اور غبار آلودگی جسم مقدس اور لینا خون حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے
اصحاب کا شیشہ مین اور غبار آلود ہونا سر و ریش مبارک کا اور تشریف لیجانا مقتل
حضرت امام حسین علیہ السلام مین جیسا کہ روایت ہوا وہ حضرت عباس رض اور
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اسیر وارد ہے کچھ جاے تعجب نہین ہے بلکہ جسوقت کہ
آواز رونی امام حسین علیہ السلام کی ایام طفلی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
ایذا پہونچاتی تھی اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو خصوص اس مقدمہ مین
کہا تھا اس بات کو کہ تو نہین جانتی کہ گریہ حسین کا مجکو ایذا پہونچاتا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے مخاطب کیا رنج و تعب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بسبب روح سانحہ
عظیمہ و وقوع واقعہ ہائلہ کربلا کے کیا لکھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے آج تک ایسا
حادثہ کسی جن و بشر پر نہین گذرا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا
الحق کہ اگر قیام قیامت کا موقوف بوقت نہ ہوتا تو کچھ عجب نہ تھا کہ اس حادثہ ہائلہ سے
اوس روز جگر آسمان کا پارہ پارہ ہوتا اور مانند قطرات باران کے اوپر زمین کے ٹپکتا
اور دامن زمین کا مانند کتان کی عکس ماہ اس غم سے تار تار ہوتا تو دریا وہان سراپا غم

رسالہ ہدایۃ الکونین اسی باب شہادت حضرت امام کونین میں فرماتے ہیں حضرت امام حسین
علیہ التحیۃ والثنا کے ذکر کرتے ہیں کہ جبکہ بادشاہ ہوا یزید پلید بعد مرنے معاویہ کے
[illegible] کا رابطہ ہوا اور بیعت تمام مملکت پر اور وہ ماہ رجب کی مہینے میں ساٹھ سال
ظہور میں آیا دمشق میں بجائے پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا نامہ تمام اسی اقالیم اور
ممالک میں واسطے اخذ بیعت معاویہ کے طرف عمال اور حکام ہر مقام کے لکھا چنانچہ
نامہ اوس بیعت کا ولید بن عقبہ حاکم مدینہ منورہ کو اس مضمون کا بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ تھا
بندہ ہائے خدا سے اوسنے انتقال کیا اور میں بجائے اوسکے تخت پر بیٹھا بیعت لینے کے
واسطے اسے جلد چاہتا ہوں میں چاہئے کہ حسین بن علی اور دوسرا اہل مدینہ سے بیعت
انقیاد کی واسطے میرے لے اور درنگ و تاخیر لیے بیعت میں نہ کرے ولید بن عقبہ نے بمجرد
ورود نامہ یزید پلید کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر کو طلب کیا اور
اخبار و مخبران آثار روایت کرتے ہیں کہ جبکہ نامہ یزید پلید کا روکش ولید بن عقبہ کے پہنچا
ولید نے اس مقدمہ میں مروان حکم سے مشورہ لیا اور ابن خبیث نے کہا کہ حسین بن علی
و عبدالرحمن بن ابی بکر و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دار الامارہ میں
طلب کر اور ان چاروں سے درخواست بیعت یزید کی کر اگر یہ سب بیعت کریں فبہا و اگر نہ
ان چاروں کو قتل کر تا کہ اور لوگوں کو عبرت ہو اور قبول بیعت سے تخلف نہ کریں ولید
مشورہ مروان پر راضی نہ ہوا اور کہا میں پسر فاطمہ علیہا السلام اور پسر ابوبکر اور پسر عمر و
پسر زبیر رضی اللہ عنہم کو قتل نہیں کر سکتا المختصر کہتے ہیں کہ ولید نے امام کونین حضرت
امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا جناب امامت مآب غلامان اور موالیان کو ہمراہ لیکر
دار الامارہ میں تشریف لے گئے اور دروازہ دار الامارہ پر غلاموں اور موالیوں کو چھوڑ کر تنہا

اس ولید کی تشریف لائے ولید بہ تعظیم تمام حضرت
آپ سے عرض کر کے درخواست بیعت کی کی حضرت امام زمان نے
فرمایا کہ مین بیعت یزید کی نہ کرونگا اسواسطے کہ وہ فاسق اور ظالم ہے ارادہ مین قید کیا
اخبار کہتے ہین کہ مروان خبیث اپنی شرارت سے باز نہ رہا اور ولید سے کہا اپ رفیقان
اونکو امام حسین علیہ السلام کو بے اخذ بیعت کی مت چھوڑ کہ پھر حسین پر تو قدرت نہ پاویگا
اوسکو تین قید کرنا چاہیے تاکہ یزید کی بیعت کرے اور اگر بیعت سے باز رہے واسطے قتل کے
حکم کر تو خلیفہ یعنے یزید پلید تجھسے راضی ہو ولید نے اوس خبیث سے کہا وکیا یا مروان
یہ خواری کا ہو چیز تجکو اے مروان کیا مجسے تکلیف واسطے قتل حسین کے کرتا ہے اگر
شرق اور غرب مجکو دین ہین ہرگز قصد قتل امام حسین علیہ السلام کا نہ کرونگا جبکہ
ولید نے اوس خبیث کو یہ جواب دیا وہ خبیث چپ ہوا اور جناب امام زمان علیہ السلام
دار الامارہ سے ہٹ کر دولت خانہ مین تشریف لائے اور قصد روانگی کا طرف
مکہ معظمہ کے کیا چنانچہ چوتھی تاریخ شعبان کی مدینہ منورہ سے طرف مکہ معظمہ کے
مع اہلبیت و ذریت عصمت و طہارت تشریف فرما ہوئے حدیث خارج کیا ہے
بیہقی نے شعبی سے کہا شعبی نے جبکہ عبد اللہ بن عمر مدینہ منورہ مین آئے اور خبر روانگی
جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف عراق کے سنی بمجرد سننے اس
خبر کے لی تا بانہ دو روز مقام زبدہ مین کہ مدینہ طیبہ سے مسافت دو روز کی ہے حضرت
امام حسین علیہ السلام سے ملاقی ہوئے اور امام علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا
کہ آپ ہرگز کوفہ کی طرف تشریف نہ لے جائیے اسواسطے کہ تم جگر گوشہ رسول مقبول
کے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باوجود متخیر ہونے دنیا اور آخرت پر

رسالہ مآب کو رویائے صادقہ میں شرف کو دولت حطام دنیوی سے آلودہ نہ کیا اور چونکہ
علیہ التحیۃ والثناکو
ہم اخروی عوض دنیا و دنیوی سے واسطے تمہارے
حسن علیہ السلام کا ولایت شہر کی کوئی اہل بیت نبوت تمتع دنیوی سے متمتع نہ ہوگا
طہور پس یہ مناسب ہے کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کریں چونکہ امام کو یہی
منظور تھا اور یہ حضرت امام شہید بہ سہام تقدیر کے ہو چکے اور ماہ محرم آگیا
معلوم تھا کہ سائل اور قافلہ حضرت ایزدی بحر رضا تقدیر الٰہی سے چارہ نہیں ہے
عرصہ اس عمر کا آپکی حیات میں پیدا نہ ہوا اور سبب نہ قبول عبداللہ بن عمر کی
گفتگو قبول نہ کی اور ترجیح عزیمت کا اختیار نہ کیا عبداللہ بن عمر نے جبکہ آپکی جناب
مراجعت کی واسطے نہ پائی لاچار ہو کر امام کو رخصت کیا اور وقت رخصت کے
حضرت امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیا اور کلمہ تاسف اور تلطف کا زبان پر لائے اور
کہا خدا کے سپرد کیا فائدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ نہ جانتے تھے کہ آنحضرت علیہ السلام
اسی سفر پر خطر میں شہید ہو گئے واگرنہ شرف رفاقت آپکی ہرگز نہ چھوڑتے اور سبب
شہادت کی سعادت ابدی حاصل کرتے اور یہی حال اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی طرف سے
مثل عبداللہ بن عباس و عبداللہ و عبداللہ بن جعفر و محمد بن حنفیہ اور جیسے کے یہی قول
کرنا چاہیے واگرنہ باوصف علم کے ابن عباس و اہل بیت رسالت کا ساتھ نہ رفاقت
کربلا سے ممکن نہ تھا لیکن مشیت میں دامن صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کا ملہم محال نفسست
اکثر الحاصل جبکہ اہالی مکہ معظمہ آپکی روانگی سے آگاہ ہوئے سب کے سب بہت شاداں
و خوشحال ہوئے اور امام حسین علیہ السلام بعد طی مسافت و قطع مراحل کے مع اہل
بیت اہل بیت و رفقا موت قریب مکہ معظمہ کے پہنچے صغیر و کبیر وضیع و شریف اور ملحقہ

ما المدینۃ یکون منشاء و حرز الحسین

بھتی کیا بیس بھیجا اُن

۳۱

آپکی بھیا نی تعظیم تمام کرکے مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوسکے پس لا محل وسکی تعین
اور وہان امام زمان نے چندی استقامت فرمائی معاملہ قضا و قدر دائرۃ مین قید کیا
تشریف فرما ہونیکی خبر کوفہ مین پہنچی اتفاق کرکے ایک جماعت کثیرہ سے رفیقان
شریفہ مین متواتر نامے لکھے مضمون طلب آنحضرت علیہ السلام سے اور خروج کرنے انکے
اور زوال سے آپکو اوپر آنحضرت علیہ السلام سے اور بیچ خدمتگزاری کرنے آنحضرت علیہ السلام کے
حد سے زیادہ مبالغہ کیا اور اس مقدمہ مین یعنی طلب مین پے در پے نامے اہل کوفہ کے
آنحضرت علیہ السلام کے پاس قریب تین سے کے پہنچے ہر گروہ اور جماعت سے ایس جب
کوفیونکی لکھنے اور زیادہ اصرار سے کے امام کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے پسر عم اپنے
یعنی مسلم بن عقیل کو طرف کوفہ کے روانہ فرمایا اور اہالی کوفہ کو واسطے نصرت اور حمایت
حضرت مسلم علیہ السلام کے تاکید تمام ارقام فرمائی اُنکا حال اہالی کوفہ نے واسطے طلب
امام زمان علیہ السلام کے نامہ اور قاصد پے در پے بھیجے اور اس مقدمہ مین
اصرار حد سے زیادہ کیا راویان اخبار و حاملان آثار لکھتے ہین کہ نامہ اخیر کہ بیچ بابت
ایک مقدمہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت شریف مین بھیجا تھا عبارت
اوسکی یہ تھی للحسین بن علی من شیعتہ و شیعۃ ابیہ علی امیر المومنین سلام علیک اما بعد
فان الناس ینتظرونک لا رای لہم غیرک فالعجل العجل یا ابن رسول اللہ السلام علیک
ورحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی یہ نامہ ہے واسطے حسین بن علی کے طرف شیعہ اوسکے سے
اور شیعہ باپ اوسکے یعنی علی امیر المومنین علیہ السلام سلام اوپر تیرے ہو لیکن بعد
اسکے پس بتحقیق تمام آدمی منتظر مقدم شریف آپکے ہین اور اطاعت و فرمان برداری
دوسرے کی سوا آپکے منظور نہین رکھتے ہین اے پسر رسول خدا اپنے تئین جلد

رسالہ ماتم اکبری میں لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہی حصے میں رحمت خدا کی دیکھ کر لوگوں کو چھوڑا اے سلام اور یہ تیرے
علیہ التحیۃ والثناء کو دو
حضرت صادق کا دیدار کی بات ملت آنحضرت علیہ السلام میں زیادہ حد سے گذر گیا
طہور میں آیا تب اور اس میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے جا کر بدایت تشریف لائے
اور طرف کوچ اور کئی اسباب کے تشریف فرما ہوں حمد اللہ میں وہاں اور
سب اصحاب رضی اللہ عنہم کہ مکہ معظمہ میں موجود تھے حضرت امام علیہ السلام کے ارادہ
واقف ہو کر یہ آپکو اس طرف کے تشریف فرما ہونے سے منع کیا اور عرض کیا
کہ بیوفائی اہل کوفہ کی عالم میں ضرب المثل ہے قول فعل
کر لیجئے انکو ہی لا یوفی بوفائی اہل کوفہ کی عالم میں ضرب المثل ہے
سکتا اور جگہ کا ہرگز قابل اعتماد کے نہیں ہے آخر الامر بعد قیل و قال بسیار کے یہ قرار
پایا کہ آنحضرت علیہ السلام عازم کوفہ کے ہوں اور کسی شخص کو اپنے متوسلوں میں سے
اس طرف روانہ فرماویں چنانچہ جناب امامت مآب امام کونین پیشوائے دارین
حضرت امام حسین علیہ السلام نے بموجب مشورہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم برادر عم زاد
اپنے مسلم بن عقیل کو طرف کوفہ کے بہ نیابت خود روانہ فرمایا اور اہالی کوفہ کو واسطے
اطاعت اور متابعت حضرت مسلم کے تاکید تمام اور ترغیب اور تحریص واسطے حضرت
مسلم کی تابعداری کی آنحضرت علیہ السلام نے لکھا اب ہمارے کیسے پہنچے حضرت
مسلم کی کوفہ میں گوش ہوش تامل سے کرتے ہے اور بد عہدی اور فریب کوفیوں کا
بچشم انصاف تماشا کرنی ہے پس جبکہ حضرت مسلم مع دو صاحبزادہ محمد و ابراہیم بعد
قطع منازل کی کوفہ میں تشریف فرما ہوئے اور مختار بن عبید ثقفی کے گھر میں
اقامت فرمائی مردمان کوفہ جوق جوق آکر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہات پر
بیعت کرنے لگے راویان اخبار و ناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ بارہ ہزار آدمیوں نے

حضرت مسلم کی ہات پر بیعت کی اور بعض اخبار میں اٹھارہ ہزار اونکے پس لا محالہ اسکی تعین
اور بعض روایت میں چالیس ہزار بھی آیا ہے اور ان ہم و زدو مختین نعمان ارتہ میں قید کیا
بشیر حاکم کوفہ کی تھے اور وہ صحابی تھے یہ خبر پہنچے بیعت حضرت رفیقان
بنا بر کار بنا شہادت کی ہرکر لوگوں کو بیعت حضرت مسلم سے منع کیا اور باطن میں معاودت کو
بدکار نکو کی ... اور ترغیب ہر بان کوفہ کو واسطے بیعت حضرت مسلم کے وہی بہ سبب حسین
غفلت نعمان بن بشیر سے اہالی کوفہ کو معلوم ہوئی ان بدبختوں نے یزید پلید کو اس حال سے
آگاہ کیا پس لکھا مسلم بن سعید حضرمی و عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید پلید کو معاملہ
حضرت مسلم اور میلان کرنا اہالی کوفہ کا طرف حضرت مسلم کے اور تغافل کرنا نعمان بن بشیر کا
اس امر سے راویان اخبار روایت کرتے ہیں کہ جبکہ یہ خبر یزید پلید کو پہونچی بمجرد دریافت
اس سانحہ کے بکار خود حیران ہوا اور اپنے ندیموں بدنہاد سے اس امر میں مشورہ کیا مشاورین
بدمآل نے اندیشہ کیا کہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ میں پہونچے تو عراق ہاتھ سے
جاتا رہیگا بلکہ ہمارے سلطنت اور حکومت کی شکست ہوجائیگی پس صلاح یہ ہے کہ نعمان
بن بشیر حکومت کوفہ سے معزول کیے جائیں اور دوسرا شخص بجاے اونکے اوس جا پر
منصوب ہو کہ مسلم بن عقیل کو مع اعوان و انصار کے قتل کرے اور بیخ فتنہ و فساد کی
بالکلیہ جڑ سے کھود ڈالے آخر الامر بعد رد و قدح بسیار کے یہ امر قرار پایا کہ یہ کار عظیم سواے عبید اللہ
بن زیاد بدنہاد کے سرانجام نہ ہو سکیگا یزید پلید نے بموجب اس مشورہ ناپاک کے
ابن زیاد بدنہاد کو کہ سابق میں وہ بدنہاد یزید پلید کی طرف سے حاکم بصرہ کا تھا امارت
کوفہ و عراق کے مقرر کیا اور اوس پلید نے اوس بدنہاد کو لکھا کہ جلد اپنے تئین
کوفہ میں پہونچا کر مسلم بن عقیل کو مع تابعان و مبائعان کے قتل کر اور حضرت امام حسین

علیہ التحیۃ والثنا کو وہ سبب تھا کہ اگر وہ سبب کو قبول کریں مبادا اولاد کو بھی قتل کریں
حضرت عباس کا ولد یزید پلید کا ابن زیاد بانی فساد کو عبید کا بیٹا بھائی کو بصرہ میں آئے
جلوس میں آیا تب بے الی العوریح بوج عازم کوفے کا ہوا چنانچہ مقام قادسیہ میں بھیجا
ہم مدینہ اور جائے چھوڑ کر راہ بدلی اور قریب کے لباس تجار میں آراستہ ہو کر عمامہ سر پر باندھ
باندھ کر اونٹ پر سوار ہو کر ہمراہ چند آدمیوں کے کہ بظاہر قافلہ تجار کا آتا ہے شب تاریک میں
نا میں بارہ ساعات کے داخل کوفے کا ہوا اور حسب اتفاق اس زمانے میں اہالی
کوفہ بعد اختیار بیعت اور انقیاد و اطاعت مسلم بن عقیل کے مستدعی تشریف آوری
حضرت امام کو میں پیشوائی واسطے امام حسین علیہ السلام کی ہو اور ہمہ تن چشم براہ
منتظر حضرت امام علیہ السلام کے تھے اور آمد آمد حضرت کی بھی اطراف و جوانب
مشہور ہو رہی تھی اہالی کوفہ اور راہ علانیہ اس زیاد بانی فساد کو حضرت
امام حسین علیہ السلام سمجھ کر سب نے اس ملعون کی پیشوائی کی اور السلام علیک یا ابن رسول اللہ
مرحبا کہتا یا ابن رسول اللہ کہتے ہو دوڑ پیش جاتے تھے اور کوئی شخص رکاب اور کوئی
شخص پیر کو بوسہ دیتا تھا اور وہ بد نہاد ساکت و صامت اونٹ پر بیٹھا تھا یہاں تک کہ
دارالامارہ میں داخل ہوا یہ سب مکر و فریب اس لیے تھا کہ تا کہ اہالی کوفہ دفعۃً
ہوا کر کے آمادہ فتنہ و فساد ہوں پس جبکہ صبح ہوئی جمع کیا ابن زیاد بانی فساد نے
اہالی کوفہ کو اور پڑھی ایک سند ایک حکومت کی کوفہ پر اور تحذیر و تہدید کیا اہل کوفہ کو
مخالفت یزید پلید سے اور متفرق کیا جماعت حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو قوت
تدبیر سے پس پوشیدہ ہوئے حضرت مسلم گھر ہانی بن عروہ میں تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ محمد و خدا لسانی و تخویف زبانی ابن زیاد بدنہاد کے ساتھ ابن ساہا

حضرت مسلم متفرق ہو گئے حضرت مسلم نے لاچار ہو کر اپنے تئین مختفی کیا پس بھیجا ابن
زیاد نابہنجار نے محمد بن اشعث کو مع فوج طرف گھر ہانی بن عروہ کے پس لائی وسکو نزدیک
نزدیک ابن زیاد کے پس اوس ملعون نے اوسکو تئین اور جماعہ روسائے کوفہ کو دارالامارۃ مین قید کیا
پس جبکہ یہ خبر حضرت مسلم کو پہونچی آواز دی حضرت مسلم نے خاصان اور رفیقان
اپنے کو پس جمع ہوئے مجرد آواز کے ہمراہ آپکے چالیس ہزار آدمی اور احاطہ کر لیا دارالامارۃ کو
پس حکم کیا ابن زیاد بد نہاد نے اسیرونکو کہ رئیس کوفہ کے تھے کہ سمجھا وین عزیزان اور
قریبان اپنے کو کہ ترک رفاقت مسلم کی کرین پس سب سیرون نے بموجب حکم اوس ملعون کے
اپنے اپنے عزیزون اور قریبونکو واسطے ترک رفاقت حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے سمجھایا
پس متفرق ہو گئی وہ جماعت متابعین کی ہمراہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے اور شام تک
ہمراہ حضرت مسلم کے پانسے آدمی فقط باقی رہے اور جبکہ شب تاریک ہوئی وہ بھی فرار کر گئے
فقط تن تنہا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے راویان اخبار روایت کرتے ہین
کہ جبکہ حضرت مسلم نے مسجد کوفہ مین ہئیت نماز شام کی باندہی پانچ سے آدمیون نے
حضرت مسلم کی اقتدا کی اور جسوقت کہ سلام پھیرا ایک آدمی بھی باقی نرہا اور دوسری
روایت مین آیا ہے کہ جبکہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نزدیک قصر ابن زیاد بد نہاد کے
پہونچے دیکھا کہ تمام ہمراہی فرار کرتے ہین یہان تک کہ تین سے آدمی رہگئے حضرت
مسلم رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر چپ و راست نگاہ کر کے کہا کہ اے شیعان ہمارے
کہان جاتے ہو اور جبکہ فقط بارہ آدمی رہ گئے فرمایا کہ اے اہل کوفہ خطوط متواتر
لکھکر ہمارے تئین طلب کیا اب میرے تئین ہاتھ دشمن مین چھوڑتے ہو پس جبکہ
دو ایک قدم چلے تن تنہا رہگئے پس جسوقت کہ سب ہمراہیان حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو

تنہا چھوڑ کر فرار کر گئے حضرت مسلم حیران پریشان کوچہ بازار کوفہ میں پھرنے لگے
اور تشنگی حضرت پر غالب ہوئی ایک عورت کے دروازے پر کہ نام اوسکا طوعہ تھا آئی کر
پانی طلب کیا اوس عورت نے آپ کو پانی پلایا اور اپنے گھر میں آنکے لے گئی اتفاقات
قضا و قدر سے بیٹا طوعہ کا چیلہ محمد بن اشعث کا تھا اوس بدبخت نے حال حضرت
مسلم کا محمد بن اشعث سے کہا اوس لعین نے خبردار آگاہی سے ابن زیاد بد نہاد کو خبر دی
اوس ملعون نے خبردار کرکے ابن جلال کے کوتوال شہر یعنی عمرو بن حریث کو مع محمد ابن
واسطے گرفتاری حضرت مسلم کے روانہ کیا ان دو بدبختوں نے جماعت کثیرہ ہمراہ لیکر گھر
طوعہ کا کہ جس میں حضرت مسلم تھے آ گھیر لیا کہتے ہیں کہ جس وقت کہ عمرو بن حریث کوتوال اور
محمد بن اشعث نے ہمراہ جماعۃ ساٹھ آدمیوں کی گھر طوعہ کو محاصرہ کیا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ
کہ حمیت ہاشمی آپکی جوش میں آئی تن تنہا تلوار ہات میں لیکر گھر سے باہر نکل آئے
اور ہنگامہ محاربہ کا اعدا سے گرم کیا بعضے ان لعینوں کو زخمی اور بعضوں کو جہنم واصل کیا
ابن اشعث مردود نے جبکہ معلوم کیا کہ کل قبیلہ بنی ہاشم کا اس جماعت سے نہ ہو سکیگا ارادہ مکر و فریب کا اس
طلب کر کے حضرت مسلم کو مقاتلہ سے باز رکھا اور بحیلہ حضرت مسلم و محمد و ابراہیم دو صاحبزادوں کو
ہمراہ لیکر ابن زیاد بد نہاد کے پاس آیا اور ابن زیاد بد نہاد نے قبل آنے حضرت
مسلم کے دربانوں کو حکم دیا تھا کہ جس وقت کہ مسلم دروازے سے داخل ہوں اوسی وقت سر
اونکا بدن سے جدا کیا جاوے چنانچہ دربانوں نے بموجب حکم اوس شقی کے چپ راست سے تلوار
برہنہ کرکے منتظر آنے حضرت مسلم کے ہوئے پس جس وقت کہ حضرت مسلم دروازے سے داخل ہوئے
ان اشقیاوں نے سر مبارک حضرت مسلم کو بدن اطہر سے جدا کیا راویان اخبار لکھتے ہیں کہ جس وقت کہ
حضرت مسلم داخل قصر ابن زیاد بد نہاد کے ہوئے آپ مشغول بہ تہلیل و تسبیح تھے اور

آیہ کریمہ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین تلاوت فرماتے تھے کہ دفعۃً حضرت شہادت کا
چکھا اور روح پرفتوح آپکی متوجہ طرف ملاء اعلیٰ کے ہوئی بعد اوسکے محمد و ابراہیم دونوں صاحبزادونکو
اوس ملعون نے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور ہانی بن عروہ کو دار پر کھینچا اور سر ان
ان مقتولونکو نیزے پر رکھکر تمام کوچہ کوفہ میں پھرایا اور سر مبارک حضرت مسلمؑ کو دروازہ
کوفہ میں معلق کر دیا یہ سانحہ سخت یعنے شہادت حضرت مسلمؑ کی تیسری ذی الحجہ سن ساٹھ
ہجری میں واقع ہوا تمام ہوا قصہ حضرت مسلمؑ کا

اب بیان سے حال امام کونین پیشوای حرمین حضرت امام حسین علیہ السلام کا یعنے روانگی آنحضرت علیہ السلام کی مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے اور پہنچنا حضرت کا دشت کربلا میں اور بانواع کرب وبلا کے مبتلا ہونا بگوش عبرت و حزن کے سننا چاہیے اور معاملہ قضا وقدر کا معاینہ کرنا چاہیے

حسب اتفاق جس دن کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوے اوسیدن جناب
امامت مآب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے روانہ ہوے اور
بعض روایت میں آیا ہے کہ دن ترویہ یعنے آٹھوین ذی الحجہ کے آنحضرت علیہ السلام روانہ ہوے
اور سبب خروج آپکا یہ ہوا کہ جبکہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہونچے اور اہالی اوسجا نے
غاشیہ طاعت کو دوش فرمانبرداری پر کھینچا یہانتک کہ چالیس ہزار آدمی بیعت ارادت میں
داخل ہوکر مستدعی تشریف آوری حضرت امام کی ہوئے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے نظر اوس
حال تابعداری ان بدعہدونکا معاینہ کرکے حضرت امام علیہ السلام کو نامہ اس مضمون کا
لکھا کہ اہل کوفہ نے بیعت قبول کی اور ہمہ تن مصروف اطاعت اور فرمانبرداری اور
چشم براہ قدوم میمنت لزوم آپکے ہیں جبکہ حضرت امام علیہ السلام نے نامہ

چاہا کہ کوفہ میں آپ اکو دیکھیں

حضرت مسلمؑ کا معاینہ فرمایا عزم مصمم روانگی کوفہ کا مکہ معظمہ سے کیا اور سامان سفر کا
مہیا فرمایا جتنے اکابر رضی اللہ عنہم سے کہ مکہ معظمہ میں موجود تھے امام زماں علیہ السلام کو
سفر کوفہ سے منع کیا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت علیہ السلام سے و اور
عرض کیا کہ اے حسینؑ حرم مکہ سے کہ خانہ خدا ہے اس سے باہر ہرگز تشریف نہ لے جائیے
اور قول کوفیوں کا اعتماد نہ کیجیے آپکو بالجزم معلوم ہے کہ ان کوفیوں نے آپکے پدر بزرگوار اور
بھائی کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور اگر آپ اس عزم سے باز نہیں تو اہل و عیال کو ہرگز ہمراہ
نہ لے جائیے اسواسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا آپ قتل ہو جاویں اور عورتیں اور
لڑکے مقید ہو جائیں اور بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں
گمان کرتا ہوں کہ آپ مانند عثمانؓ کے عورتوں اور لڑکوں میں شہید ہو جائیے گا الحاصل
عرض ابن عباسؓ کی آنحضرت علیہ السلام کے معرض قبول میں نہ آئی پس حضرت
ابن عباسؓ اندوہگیں ہوا اور ہائے ہائے کرکے روئے اور حضرت امام زماں علیہ السلام سے
رخصت کیا اور بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت علیہ السلام کو عزیمت کوفہ سے
منع کیا اور کہا اے حسینؑ دیر قول اور فعل اہل کوفہ کے فریب کھائیے المختصر
حضرت جابر و ابوسعید خدری و ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام نے کہ مکہ معظمہ میں
موجود تھے حضرت امام علیہ السلام کو بالحاح و زاری تمام عزیمت کوفہ سے منع کیا
آخرکار جبکہ منع و اصرار مانعین کا حد سے گذرا حضرت امام علیہ السلام نے لاچار ہو کر
کشف اسرار کا کرکے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور اجوں کو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ایک گوسپند مکے میں مارا جاویگا کہ بسبب اس کے
حرمت کعبہ معظمہ کی ہوگی پس میں دوست نہیں رکھتا کہ میں وہی گوسپند ہوں لیکن

کعبہ مین مارا جائیگا کہ خون اوسکا موجب بے حرمتی کعبہ کا ہوگا پس مین وہ شخص نہین ہونا چاہتا
کہ کعبے مین مارا جاؤن اور مصداق اس حدیث کا ہون پس مصداق اس حدیث کے حضرت
عبداللہ بن زبیر ہوے کہ انکو حجاج نے مکہ مین ناحق شہید کیا اور یہ خون ریزی باعث
استحلال خانہ کعبہ کی ہوئی ہر چند کہ یہ کشت خون بجبر و ظلم واقع ہوا مقتول کی طرف
کسی نہج کا قصور و گناہ عائد نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ کشت خون موجب ہتک حرمت کعبہ کا تھا
حضرت امام کو نہین پیشوائے ادارین امام حسین علیہ السلام نے بسبب کمال احتیاط و فرط رعایت
ادب کعبہ کے گوارا نہ رکھا کہ قتل آپکا موجب استحلال کعبے کا ہو اس جا پر ایک اشکال ہے
ظاہر ہوا وہ یہ کہ باوجود واقف و آگاہ ہونے اکابر صحابہ مثل ابن عباس و ابن عمر و جابر و
و ابو سعید خدری و ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم کے اوپر شہادت سید الشہدا علیہ التحیۃ و
والثنا کی کیون تقاعد سفر کربلا سے اختیار کیا اور ہمراہ رکاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے
جاکر شریک شہادت نہ ہوے جواب اس اشکال کا مجملاً یہ ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو بالجزم
والیقین یہ معلوم نہ تھا کہ اس سفر مین یہ حادثہ عظیمہ بحکم قضا و قدر کے ہوگا ورنہ بالیقین
اجلہ صحابہ ہمراہ رکاب حضرت علیہ السلام کے ہو کر سعادت کونین حاصل کرتے القصہ حضرت
علیہ السلام نے مع دو چند اپنے اہل بیت اور یاران و غلامان لیکر مکہ معظمہ سے تیسری تاریخ
ذالحجہ کی بروایت صحیح طرف کوفہ کے خروج فرمایا اثنا راہ مین خبر شہادت حضرت مسلم بن عقیل
و بدعہدی کوفیوں کی اور متفرق ہونا جماعت کا آنحضرت علیہ السلام نے اسنا فی الفور
عزم مراجعت کا کیا کہ پسران عقیل نے قسم کھائی باتفاق کہا کہ ہم سعادت ہر گز نہ پھرینگے
تاوقتیکہ انتقام خون ناحق مسلم کا نہ لین گے پس یا ان بدعہدون سے انتقام خون ناحق کا
لین گے یا مارے جائینگے جناب حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ گفتگو پسران

عقیل کی ملاحظہ کرکے فرمایا کہ لطف زندگی کا بعد اسکے نہیں ہے کہ تم سب کے سب
مارے جاؤ اور میں بھی تمہارے بعد باقی رہوں اور ان اخبار روایت کرتے ہیں کہ اثناء راہ میں
حضرت امام حسین علیہ السلام فرزدق شاعر سے ملاقی ہوئے اور احوال کوفے کا پوچھا
فرزدق کہتا ہے کہ میری ماں مریض تھی کہ میں بحکم یہ وارد نہ تھا سبب وہیں مرض کے
اثنائے راہ میں حضرت سے عرض کیا کہ کوفے کو تشریف نہ لے جائیے کہ معظمہ کی طرف
معاودت کیجیے اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جبکہ حضرت امام علیہ السلام نے
فرزدق شاعر سے ملاقات کی پوچھا کہ اے ابا فراس کہاں سے آتا ہے اوس نے
عرض کیا کہ کوفے سے حضرت نے فرمایا کیونکر چھوڑا تو نے کوفیوں کو عرض کیا اوس نے
کہ دل انکے تمہاری طرف ہیں اور تلواریں انکی بنی امیہ کی طرف فرزدق نے اس سے
کہا یہ کیا کہ وہ لوگ جو ان قتل آپکے ہیں اور کہا فرزدق سے کہ قضا و قدر آسمان سے نازل ہے
اللہ یفعل ما یشاء حضرت امام حرمین حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدق سے یہ سنکر
جواب میں فرمایا قضا و قدر کو کوئی روک نہیں سکتا اتنے میں بسبب سنگ راہ ہوئے
پسران حضرت عقیل کے حضرت امام علیہ السلام مراجعت مکہ معظمہ سے باز رہے اور طرف عراق کے
روانہ تشریف فرما ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کے اوسجا پر پہنچے کہ وہاں سے کوفہ دو منزل تھا
پس وہیں حر سے ملاقی ہوئے امام ہمام علیہ السلام حر بن یزید ریاحی سے اور اوسکے ہمراہ ہزار سوار مع
ہمراہیان ابن زیاد علیہ ما علیہ تھے پس حر نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے ابن زیاد نے
مع ہزار سوار مسلح واسطے آپکی گرفتاری کے بھیجا ہے لیکن دل میرا راضی نہیں ہے کہ آپکو گرفتار کرکے آگے
ابن زیاد کے لیجاؤں اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپکو چھوڑ کر مراجعت کروں پس جبکہ حر بن یزید ریاحی
نے یہی آپکا عرض کیا جناب امامت مآب علیہ السلام نے حر کے جواب میں فرمایا

دمین آپ سے عازم کوفے کا نہین ہوا بلکہ کوفیون نے نامہ متواترا اور قاصد
پے درپے بھیجکر مجکو بلوایا اور اس باب مین مبالغہ بیعت ہو رہے تم لوگ بھی اہل کوفہ سے
ہو اگر اپنے عہد پر برقرار ہو تو مین عازم تمہارے شہر کا ہون ورنہ اپنے وطن کو
رجعت کرون حر نے اپنی بیخبری محض نامہ اور قاصد سے حضرت امام علیہ السلام کی
خدمت مین عرض کیا کہ اب بازگشت میری کوفے کیطرف بے آپکے لیے جانے نزدیک
ابن زیاد کے ممکن نہین ہے کاتبان اخبار لکھتے ہین کہ حر ریاحی نے آپکی واگذاشت پر
راضی ہوکر کہا کہ جناب کو اختیار ہے جس جانب چاہین روانہ ہوویں مین کوفی مین
جاکر ابن زیاد سے یہ عذر کرونگا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے راہ مین اتفاق ملاقات کا
ہوا معلوم نہین کس طرف روانہ ہو گئے اسی حال مین نامہ ابن زیاد کا حر کے نام پر
ناگہ ہونگا پہونچا کہ بیچ قید کرنے حسین کے قصور نہ کرنا ورنہ سزا مین مبتلا ہوگا کہ تحمل نہ ہوسکا
رسکے گا بعد آنے اس نامہ کے حر نے بحال خود ترسان ہوکر اپنے دل مین کہا
کہ سواران ابن زیاد کے کہ ہمراہ میرے ہین حقیقت حال کا ابن زیاد سے کہین گے
جانے کہ بات جو ابن زیاد سے میرے اوپر کیا ہو یہ سمجھ کر پھر مبالغہ بیچ لیجانے
حضرت امام حسین علیہ السلام کو نزدیک ابن زیاد بانیٔ فساد کے کیا یہانتک کہ
بسبب کلام طول اور سلسلہ سخن کا جانبین سے دراز ہوا قصہ کوتاہ جبکہ حضرت
امام علیہ السلام نے مرضی حر ریاحی کی معلوم کی فسخ عزم کوفے کا فرمایا سائق توفیق
قدر نے نشان کشان حضرت امام زمان علیہ السلام کو طرف کربلا کے لے گئے
الحادثہ عظیمہ واقعہ جلیلہ گوش عمر واندوہ سے قابل سننے کی اور کارگذار ہی دنیا کی
دیدکی ہے پس پھیرے حضرت امام کونین علیہ السلام راہ کوفہ سے اور متوجہ ہوے

طرف کربلا کی پس دوسری تاریخ محرم کی سن اکسٹھ ہجری میں کربلا میں تشریف فرما ہوئے
بعد نزول کے پوچھا کہ نام اس زمین کا کیا ہے عرض کیا لوگوں نے کہ نام اسکا کربلا ہے
پس حضرت نے فرمایا کہ یہ جگہ کرب اور بلا کی ہے پس آنحضرت علیہ السلام نے اور سپاہ
خیمہ گاہ کیا اور ہمراہیان آنحضرت کے بھی اوسی جا اوترے اور حر ریاحی مع لشکر کے مقابل
آنحضرت علیہ السلام کے نازل ہوا ترجمہ طبری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
زمین کربلا میں پہونچے حر ریاحی نے بطریق خیر خواہی کے آپکی خدمت میں عرض کیا
کہ اچھی اور سچ فرمایا واں یاد نہیں آئی آپکو میں مطلق العنان کرتا ہوں کہ جہاں آپ
آپکو جی کرے کسی جانب کو تشریف لیجائیے جناب امام سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو خیال
خیر خواہی حر ریاحی کی پسند آئی بموجب صلاح اوس خیر خواہ کے اوسی سمت کو کوچ فرمایا اور
تمام سمت بسرعت تمام قطع مسافت کا کیا احوال قضا و قدر کا معاینہ کیا چاہیے کہ جبکہ پانچ
عنان موحضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئیں اوسی جا پر پایا کہ جس جا سے کوچ کیا
راویان سابق یہ روایت کرتے ہیں کہ یہی معاملہ سات ست اتفاق ہوا کہ ہر مرتبہ
آنحضرت علیہ السلام کوچ فرماتے تھے پھر صبح کو اوسی جا پر یعنی زمین کربلا میں آتے تھے یا
یہاں تک معاملہ پہونچا کہ اونٹوں کو تئیں ہر چند کہ مارتے تھے وہ اپنی جا سے حرکت کرتے
آخر الامر لاچار ہو کر بہ تقاضاے مشیت ایزدی کے اوسی جا پر طرح اقامت کی ڈالی
یعنی باعتبار قضا و قدر یہ معاملہ ہوا کہ جبکہ صبح زمین میں گڑ گئے تھے یا کوئی درخت سے
جوں زمین اور درخت نکلا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ حال
فرماکر کے بالہام ربانی سے فرمایا کہ جاے موعود و مقتل مشہد ہمارا یہی
اور ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے زمین کربلا

با قتضاء قضا و قدر کے نزول فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جماعہ ملائکہ کے تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو
گود میں لیا اور فرمایا کہ اے فرزند میرے میں جانتا ہوں کہ دشمنوں نے قصد تیرا
کیا ہے اور درپے تیرے قتل کے ہیں یہ سب میری شفاعت سے روز قیامت کو
محروم ہیں اور نزدیک ہے کہ حق تعالے تجھے مرتبہ شہادت کا دیگا اور بہشت تیرے واسطے
آراستہ ہے اور ماں و باپ تیرے منتظر ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہات مبارک اوپر سینہ پر سکینہ امام زمان علیہ السلام کے رکھا اور یہ دعا فرمایا
اللّٰہم اعط الحسین صبراً واجراً اے بار خدایا عنایت کر حسین کو صبر و اجر پس جبکہ
سید الشہدا خواب سے بیدار ہوئے یہ رویا صادقہ اہل بیت اطہار سے کہا وہ سب یہ خواب
سنکر گریاں ہوئے اور آیہ کریمہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑہا القصہ جبکہ خبر نزول
حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی زمین کربلا میں ابن زیاد بانیٔ فساد نے
سنی اوس لعین نے نامہ حضرت امام زمان علیہ السلام کو واسطے بیعت یزید پلید کے
لکہا پس جبکہ ایلچی فرستادہ ابن زیاد بدنہاد کا نامہ لیکر امام زمان علیہ السلام کے
پاس آیا اور نامہ اوس لعین بدنہاد کا آپ کو دیا آپ نے نامہ پڑھکے ڈال دیا اور قاصد
سے فرمایا کہ اسکا جواب ہمارے پاس نہیں ہے پس ایلچی اوس لعین کا ناکام پہرکے
حقیقت حال اوس لعین بدنہاد سے کہا مجرد سننے اس حال کے نائرہ غضب ابن زیاد
بدنہاد کا مشتعل ہوا اور مانند رسن سوختہ کے اوپر اپنے پیچ کہا کر آمادہ قتل و محاربہ
امام زمان علیہ السلام سے ہوا اور درپے جمع کرنے لشکر اور سامان لشکر واسطے
جنگ حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہوا ابن سعد کے تئیں کہ عامل رے

واطلاع اوسکے کا تقاضا طلب کیا تاکہ اوسکے پیش مقدمۃ الجیش لشکر کفار کا کرکے واسطے
جدال و قتال امام کونین کے طرف کربلا کے روانہ کرے ابن سعد نے اولا انکار
استعفا کر کے اپنے تئیں بچانا چاہا کہ واسطے مقاتلہ و محاربہ حضرت امام حسین
کے۔ جب ابن زیاد بانی فساد نے اوسکے تئیں لکھا کہ اے ابن سعد اگر حسین کے حرب کے
واسطے اور اوسکے محاربہ کے جاوے گا اور نہ حکومت رے سے دست بردار ہو اور سعد نے کہ
کر میں نے حکومت سے دستبردار کر اور جانا نہ چاہتیں ہیں پس ابن سعد دنیا کو دین پر اختیار کر کے
استرداد حکومت رے کی اور سر ولی گوارا نہ کیا حکم ابن زیاد بد نہاد کا قبول کر کے
مستعد مقاتلہ و محاربہ امام زمان کا ہوا اور ترک اصل اور حکم ہدی کو اپنے پیچھے
چھوڑ کیا پس مع لشکر اشقیا بہ اسعید طرف کربلا کے روانہ ہوا اور ابن زیاد خسران بنیاد
لوٹ لینے واسطے کمک ابن سعد کے بھیجتا تھا یہاں تک کہ ابن سعد شقی ساتھ
جمعیت بائیس ہزار سوار و پیادہ ساتویں محرم کو کربلا میں پہنچا اور درمیان لشکر امام حسین علیہ السلام
اور درمیان فرات کے حائل ہوا اور لشکر اشقیا کو کنارے فرات کے اوتارا اور لشکر امام زمان
علیہ السلام کو پانی فرات سے منع اور عرصہ اوپر جناب سید الشہدا اسے تنگ کیا یہاں تک
کہ مارا ان دونوں ابنا سعادت کا اہل بیت اطہر پانی کو ترستے رہے اور بچوں نے ایک قطرہ پانی کو
محتاج اور تشنگی سے بیتاب ہوے اور دل مصیبت زدوں کے کباب ہوا یہ حال معاینہ کر کے یزید ہمدانی
کہ لشکریان امام کونین علیہ السلام سے تھا امام مظلوم علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
نزدیک ابن سعد کے جاکر اجازت پانی کی لوں آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ اختیار ہے
یزید ہمدانی امام مظلوم علیہ السلام سے اجازت لیکر نزدیک ابن سعد کے آیا اور بغیر
سلام کہ شعار اہل اسلام کا ہے ابن سعد پر گیا ابن سعد نے یزید ہمدانی سے پوچھا کہ اے برادر

ہمدانی تو نے ترک اسلام کا کیون کیا آیا مین مسلمان نہین ہون اور آیا مین خدا اور رسول کو
نہین جانتا یزید ہمدانی نے کہا وہ اچھا اور یہ اسلام تیرا نہ کے کہ دعوی مسلمانی کا کرتا ہے اور خروج
ابن رسول اللہ اور اولاد بتول پر کیا ہے اور واسطے قتل انکے کمر باندہی ہے اور تشنہ خون انکا
ہو رہا ہے فرات وہ دریا ہے کہ سگ و خوک و طیور و بہائم اوس سے پانی پیتے ہین اور حسین بن علی علیہ السلام
و برادران و فرزندان اہل بیت عفت و طہارت کے تشنہ و جان بلب ہین اور تو پانی فرات سے
اونکو منع کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور دعوے اسلام کا کرتا ہے ابن سعد
شقی نے یہ سنکر کہا کہ اے یزید ہمدانی یہ سب تو سچ کہتا ہے لیکن کیا کرون کہ دل امیر [illegible]
کہ حکومت ری و اضلاع اوسکی کی چھوڑ دے پس یزید ہمدانی نے اس شقی بدبخت سے یہ جواب سنکر
حقیقت حال کا حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی اور ہم پہلو انکی ایک حکایت صحیح بخاری
اور ترمذی مین مروی ہے کہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ایک شخص نے اہل عراق سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
مسئلہ طہارت خون پشہ کا پوچھا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا سبحان اللہ اہل عراق طہارت
خون پشہ سے سوال کرتے ہین اور حال آنکہ فرزند رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا
اور خون انکا حلال جانا اور مین نے اپنے کان سے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے تھے وَہُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا یہ دونون یعنے حسنؑ و حسینؑ دو ریحان ہین دنیا سے
راویان اخبار صحیح روایت کرتے ہین کہ جبکہ لشکر اشقیا آمادہ جنگ و جدال امام مظلوم علیہ السلام
ہوا حضرت امام مظلوم علیہ السلام نے اپنے مقام سے باہر آکے روبرو ان اشقیا کے
کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے خطاب طرف لشکر اشقیا کے کرکے فرمایا کہ اے مردمان دیکھو
کہ مین کون ہون اور نسبت میری کیا ہے اور اپنے دلونمین تامل کرو اور انصاف کرکے کہو کہ
تمکو قتل و ہتک حرمتی میری درست ہے یا نہین اور آیا مین بیٹا بیٹی تمہارے نبی کا نہین ہون اور

فرزند دلبند عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں ہوں آیا حضرت حمزہ سید الشہداء عم شریف
نہیں ہیں اور آیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں سیدا
شباب اہل الجنۃ نہیں فرمایا اور اور وسائل و مناقب بھی آنحضرت علیہ السلام اسی زور زبان
اشقیا کے بیان فرمائے اور حجت ان پر تمام کی اور روایت صحیح میں وارد ہوا ہے کہ جبکہ لشکر یزید
ابن سعد نے پانی فرات کا آنحضرت علیہ السلام کے لشکریوں پر بند کیا اور
حال اہل بیت طہارت و مودت کا تنگ ہوا جناب امام مظلوماں علیہ السلام نے
ابن سعد شقی کو لکھا کہ اے ابن سعد تین باتوں میں ایک کو اختیار کر یا مجکو اجازت دے
کہ میں مکہ کو جاؤں یا مجکو مطلق العنان کر کہ میں کسی اور سرحد کی طرف روانہ ہوں
یا مجھے طرف یزید کی بھیج کہ میں اس سے گفتگو کروں ابن سعد شقی نے کہا کہ آپ تامل
فرمائیے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں جو وہاں سے جواب اسکا آویگا عمل کرونگا پس جبکہ ابن سعد
شقی نے ابن زیاد بد نہاد کو یہ مضمون لکھا اس نمک حرام بدبخت نے ابن سعد کو جواب لکھا کہ اگر
حسین بیعت یزید کی اختیار کرے تو بہتر ورنہ اسکو قتل کر اور میں نے تجکو جنگ کے واسطے
بھیجا ہے نہ صلح کے چاہیے کہ ہنگامہ قتال کا گرم کر ورنہ بجائے تیرے دوسرا بھیجا جاویگا
پس جبکہ یہ نامہ ابن زیاد بد نہاد کا ابن سعد شقی کے پاس آیا اوسی وقت اوس ملعون نے
لشکر اشقیا کو درست کر کے آمادہ قتال کا ہو کر کہا کہ اے حسین میں نے سمجھا ہے کہ آپ
بیعت یزید کی کیجیے اور میں آپ کی جو میں مبتلا ہوں لیکن یہ کام سرانجام ہوا اب
مستعد جنگ کو ہو جیسے روایت صحیح میں آیا ہے کہ جبکہ لشکر ابن سعد شقی نے پانی
فرات سے حضرت امام مظلوم کے لشکر کو منع کیا اور امام زماں علیہ السلام کا خیمہ گاہ تک
خاکوں میں اور چاہ کھودی سو ہاتھ تک سرچشمہ پانی کا نہ لگا اہل بیت نبوت اور یاران ا

ہو ہوا الیان دو آب تشنگی سے بیتاب ہوئی حتیٰ کہ کام سے کسیکو طاقت گفتار بھی نہ رہی
سب لوگ باشارہ بات کہتے تھے اور تیمم سے نماز ادا کرتے تھے پس جبکہ بے طاقتی عورتین
اور لڑکونکی حد سے تجاوز کر گئی جناب امام مظلومان علیہ السلام نے حضرت عباس بن
علی کو ہمراہ چند آدمیونکی واسطے لانے پانی کے طرف فرات کے روانہ کیا لشکر اشقیا
پانی نہ لینے سے مانع آئے حضرت عباس رض کو مجروح اور ہمراہیونکو قتل کیا حضرت عباس رض
زخم کاری کھا کے امام مظلوم علیہ السلام کی خدمت مین پہونچے اور زبان حال سے
کہتے تھے کہ بجز آب شمشیر کے پانی نصیب نہوگا اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ خیمہ سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا ریگستان مین استادہ تھا ایک شخص نے آپکی خدمت مین آکر دیکھا کہ امام
مظلوم علیہ السلام مشغول تلاوت قرآن ہین اور اشک چشم مبارک سے جاری ہین اوس شخص نے
حضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیونکر آپ وارد اس جا کے ہوئے حضرت علیہ السلام نے
فرمایا کہ کوفیون نے نامے لکھکر اور قاصد بھیجکر ہمکو بلوایا اور اب تشنہ ہمارے خون کی ہوئی ہین
اور اکثر لشکر اشقیا مین وہ لوگ ہین کہ جنہون نے بیعت کی ہے ترجمہ صواعق محرقہ مین مذکور ہے
کہ جبکہ امام مظلوم علیہ السلام پر یہ سختی گذری نصیحت اپنے بھائی یعنے حضرت امام حسن علیہ السلام
کی یاد فرماکے زار زار گریہ کرتے تھے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت رحلت کے
یہ فرمایا تھا کہ اے حسین سفہاے کوفہ اور اعوان اونکی سے پرحذر رہنا اور اوپر قول اون لوگونکے
خروج نکرنا کہ باعث خفت اور پریشانی تیری کا ہوگا ترجمہ طبری مین مذکور ہے کہ حضرت
امام کونین ہتیار پہنکر اپنے خیمہ مین تشریف فرما ہوئے اور حرم محترم اور اہل بیت نبوت و
طہارت کو نصیحت فرمائی اور حکم صبر کا فرمایا عورتین گریہ کرنے لگین آنحضرت علیہ السلام نے
عورتونکو گریہ سے منع فرمایا اور نظر مبارک طرف آسمان کی کی اور فرمایا خدا وندا تو جانتا ہے

کہ ان کو گروں نے بیعت محسن کی اور عہد امان توڑا جدا ہوئے اور الصاف اس کا کہ بعد اُس کے فرمان
ہمراہی کو طلب کر کے سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ جو حق کہ تیرہ عام سے ادا کیا اور شرط
خدمت کی بجا لائے تم لوگ تھوڑی ہوا اور عدالت میں دیکھو اپنی بیعت سے باہر کیا تم کو اختیار ہے
جس طرف چاہو جاؤ اور میں اپنی زندگی سے نا امید ہوا ہوں سب ہمراہیوں نے بالاتفاق
عرض کیا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ آپکو اس دشت سیاہ میں مابین اعدا میں چھوڑ کر جاویں اپنی
سلامتی کے واسطے میں فرزند امامت کو آپ کے آگے جدا کیا عذر کریں گے ہم سب لوگ اپنی جانیں
آگے آپکے فدا کرینگے شعر گر دست دہد ہزار جانم * در پائے مبارکت فشانم ذیں ہمراہیاں
امام مظلوم علیہ السلام کے کمر ہمت کی چست باندھی اور ہاتھ اپنی زندگی سے دہو کر منتظر
شہادت کے بیٹھے اور لشکر اشقیا مقابل میں آ کر مستعد کارزار کے ہوئے پس جبکہ امام
مظلوم علیہ التحیۃ والثنا نے یقین دریافت کیا کہ لشکریان ابن سعد شقی کے تعرض سے
باز نہ رہیں گے اور بے قتل مجھ کو چھوڑینگے اپنے یاران مردانہ کو حکم دیا کہ مستعد جنگ کے ہوں اور
داد شجاعت دیکر شہادت کا درجہ پائیں اور حکم فرمایا کہ گرداگرد خیمہ گاہ کے ایک خندق
کھودیں پس یاران نجابت علیہ السلام کی بموجب حکم شریف کے گرداگرد لشکر اسلام کے
شبیہ خندق کی کھودی اور ایک راہ اپنے جانے آنے کی واسطے رکھی پس جبکہ ہمراہیان
امام مظلوم علیہ السلام نے یہ سامان کیا سرداران ابن سعد شقی کے خیمہ گاہ حضرت امام مظلوم
علیہ السلام کا چار طرف سے گھیر کر آمادہ جنگ و جدال کے ہوئے سامعان حال امام مظلوم کے
سر گذشت یہ دریافت کریں کہ جبکہ دسویں تاریخ محرم الحرام کی پہنچی اور صبح عاشورا کی مشرق سعادت سے
نمایاں ہوئی ابن سعد شقی نے اپنے لشکر ضلال کو آراستہ کیا اور اشقیائے جور و جفا نے
میمنہ میسرہ مقابلہ لشکر اسلام کے باندہیں جناب امام مظلوم علیہ السلام نے بعد ادائے

نزدیک ہی کے آ اترے تھے واسطے قطع حجت کے رو برو اون لشکر کفار کے خطبہ بلیغ پڑہا بعد قرأت
حمد خدا و نعت مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خطاب طرف اعدا کے کرکے ارشاد کیا
کہ ای لوگو نہیں دیکھتے کہ ترسایان یعنے نصارا کسی نشان سم خر حضرت عیسی کا تعظیم کرتے ہین
اور جہودان یعنے یہود اگر کہین کوئی نشان حضرت موسیٰ کا پاتے ہین اوسکو عزیز رکھتے ہین
اور مین بیٹا بیٹی پیغمبر تمہارے کا ہون کہ میرے قتل پر تم لوگون نے ناحق باندہی ہے اور
تم لوگ کیا نہین جانتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجکو اپنا بیٹا کیا ہے
اور مجھے عزیز کیا ہے اور میری مدح اور ثنا بہت کی ہے آیا مین نے کسیکا خون کیا ہے
کہ درپے قصاص کے ہو یا کسیکا مال لیا ہے کہ طلب اوسکا کرتے ہو یا کوئی مطالبہ
میرے اوپر ہے کہ اوسکے واسطے عرصہ میرے اوپر تنگ کیا ہے مین مدینہ منورہ مین
اپنے نانا کی قبر پر بیٹھا تھا مجکو تم لوگون نے وہان رہنے نہ دیا وہان سے مین
مکہ معظمہ مین آیا تم سبہون نے نامہ پے درپے واسطے میری طلب کے بھیجے اور قاصد
بھیجکر مجکو یہان طلب کیا موجب تمہاری طلب کی مین تم تک پہونچا بعد اسکے
تم لوگون نے غدر اور فریب کیا اور نقض عہد میرے ساتھ کیا پس جبکہ امام مظلوم علیہ السلام نے
یہ خطبہ فصیح بلیغ اون کافرون کے مقابلہ پر پڑہا اون کافرون سے کسی نے جواب نہ دیا پس
حضرت امام مظلومان علیہ السلام نے فرمایا کہ حجت خدا کی اوپر تمہارے ہے اور تمہاری
حجت کوئی میرے اوپر نہین ہے پس امام زمان علیہ السلام ناقہ کو بیٹھا کے گھوڑے پر سوار
ہوے اور صف لشکر اسلام کو آراستہ کرکے منتظر ہوے کہ کوئی اونمین سے ابتدا جنگ کی کرے
روایت ہے کہ ایک مرد لشکریان ابن سعد ملعون سے عبد اللہ نامی کہ فی الحقیقت وہ
عبد الشیطان تھا اپنے گھوڑے کو جولان دیکے سامنے اون دونا مین آیا اور کہا کہ کرا کر و حسین دوزخ میں

اگ دو شخص ہے تاکہ کوئی اصحابی امام خیمہ شریف سے آ نہ سکے اور اس ملعون نے کہا کہ اے
حسین بشارت ہو تجھے تیرے قتل ساتھ آگ دنیا کے قبل آتش آخرت کے جناب سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثناء نے اوس ملعون کے حق میں دعا بد کی الہی اوس ملعون کے گھوڑے کا
پاؤں گڑھے میں پڑا اور اس گھوڑے نے اوسکو خندق میں ڈال دیا آخر کو وہ ناری اسی
آتش میں جل گیا بعد اوسکے دو شخص اور لشکر کفار سے آکر مبارز طلب کیا لشکر شاہ شہیداں سے
دو شخص مقابل ہو کر اون دو ناریوں کو جہنم واصل کیا راویان جگر سوز و مخبران غم اندوز یوں
روایت کرتے ہیں کہ جسکو کوئی مرد لشکر کفار سے آن کر مبارز طلب کرتا امام مظلوم کے
خود بنفس نفیس قصد میدان جنگ کا کرتے تو موالیان اور ہمراہیان آپکو چھوڑتے کہ آپ لڑائی کے
لیے تشریف لے جائیں اور موالیوں اور ہمراہیوں نے امام زمان کی خدمت میں عرض کیا
کہ جب تک کہ ہم میں سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپکو ہم مقابل کفار کے واسطے لڑنے کے
نہ جانے دینگے آخر کل لشکریان ابن سعد ملعون کو بالجزم معلوم ہوا کہ ہمراہیان امام حسین علیہ السلام
مستعد اور آمادہ شہادت کے ہیں مقابلہ فرادی فرادی کی عہدہ برآئی مشکل ہے لہذا تمام
ایک مبارز لشکر امام علیہ السلام کے ہجوم کرکے چند ہا تیر باران کرتے تھے کہ وہ مبارز زندہ پھیر کے
نہ آتا تھا بلکہ اسی بار شہید ہوتا تھا اسی طرح پر شہید ہوئے لشکریان امام مظلوم سے
پچاس سے زیادہ مبارز ایک دم مضطر میں فریاد کیا امام مظلوم علیہ السلام نے آواز بلند کہ
آیا ہے کوئی فریاد رس کہ اس وقت مصیبت میں ہماری فریاد کو پہونچے واسطے خدا کے آیا ہے
کوئی دفع کرنے والا کہ دفع کرے ان لعینوں کو حرم محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سامعان اخبار امام مظلوم پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فریاد اور استغاثہ امام علیہ السلام کا فقط واسطے
اتمام حجت کے تھا تاکہ معلوم ہو کہ کسی نے مدعیان اسلام سے شریک مصیبت امام مظلوم کا

علیہ السلام کی ہوکر سعادت کونین حاصل نہ کی پس جبکہ امام مظلوم نے استغاثہ کیا اور داد از فریاد کی
امام مظلومان سی حالت اضطرار مین بلند ہوئی حر بن یزید ریاحی نے بیکسی جناب امام مظلوم
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی دیکھکر بسبب توفیق سعادت ابدیہ کے اطاعت ابن سعد لعین سے
کنارہ کش ہوکر اور بجہت سائق عنایت سرمدیہ کے رفاقت یزید پلید سے انحراف کرکے
بیچ خدمت امام ہمام قدوۂ انام علیہ السلام کی پہونچ کر پابوس آنحضرت سے بہرہ اندوز ہوکر عرض
کی کہ مین جیسا پہلی آیا تھا آپکی قتل کی واسطے اوسیطرح پر مین اب آیا ہون کہ سابقین ناصرین
آپکا ہون ارشاد ہو کہ جان اپنی آپکی ہواخواہی مین نثار کرون اور فردا سے قیامت کو نقد
شفاعت آپکی جد امجد کی ہات ایمان مین لاؤن یہ عرض کی اور ہمراہ بھائی اور بیٹا اور غلام کے
لشکر کفار پر عرصہ کارزار کا گرم کیا اور اس قدر مقاتلہ و محاربہ اون اشقیا سے کیا کہ بہت سے
اشقیا کو جہنم واصل کیا آخر کار شادان و فرحان منزل فردوس مین پہونچا مجملاً جبکہ یاران موالیان
لشکر امام مظلومان علیہ السلام کی ایک ایک داد شجاعت کی میدان جنگ مین دیکر جان عزیز اپنی کو
فدای تولا و فرزند رسول خدا و اہل بیت مصطفےٰ کی کیا اور سوا ے تنے چند عزیزان و قریبان کے
کوئی لشکر امام مظلوم علیہ السلام مین باقی نرہا جناب امامت مآب حضرت شاہ شہیدان نے
فرمایا کہ اب نوبت میری ہے اور قصد کیا کہ خیمہ شریف سے باہر نکلکر متوجہ لشکر کفار کی واسطے
کارزار کی ہون یہ حال معاینہ کرکے برادران و برادر زادگان و سائر عزیزان نے فریاد کی کہ جب تک
ہم مین سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپکو واسطے کارزار کفار کے جانے نہ دینگے پس جبکہ نحت ہوا
قتال و نائرہ جدال کا فلک پر پہونچا شہید ہوگئے سب یاران اور فرزندان و برادران و عمزادگان
امام مظلوم علیہ السلام کی اور باقی رہگئے حضرت امام مظلومان تن تنہا پس آنجناب علیہ السلام
سیف مسلول ہات مبارک مین لیکر ذوالجناح پر سوار ہوکر متوجہ لشکر اشقیا کے ہوے

اور زبان بلاغت ترجمان سے یہ اشعار آبدار فرمایا نظم انا ابن علی الخیر من آل ہاشم ۔ کفانی بہذا
مفخر حین افخر ۔ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ۔ ونحن سراج اللہ فی الارض یزہر ۔ وفاطمۃ
امی سلالۃ احمد ۔ وعمی یدعی ذو الجناحین جعفر ۔ وفینا کتاب اللہ انزل صادقا ۔ وفینا الہدی
والوحی والخیر یذکر ۔ ترجمہ بودہ ام ابن علی از آل ہاشم بافخار ۔ اینقدر کافیست مارا افتخار
وافتخار ۔ جد من باشد رسول اللہ بہتر زاں کسے ۔ ہست ما بر زمیں ہستیم چراغ کردگار
مادرم زہراست بنت مصطفیٰ وعم من ۔ ذوالجناحین جعفر طیار مجد روزگار ۔ درمیان ما کتاب اللہ
نازل بودہ است ۔ ذکر حق وحی و ہدایت خیر جملہ یادگار ۔ پس جو شخص کہ لشکر اشقیا سے
مقابل ہوتا آنحضرت علیہ السلام اسکو جہنم واصل کرتے یہاں تک کہ تم عمیر جماعت کثیر
ضرب شمشیر سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے درک اسفل میں گئے تزلزل عجیب
ولرزہ عجیب فوج اعدا میں ظاہر ہوئی اور ہر جنبہ کا سردار کا اعدا پر تنگ ہوا
آخرکار اون اشقیائے غدار نے گرد و پیش سے شاہ شہیداں پر تیر باراں کیا القصہ
حملہ لشکریان ابن سعد ملعون کے تاب مقاتلہ و محاربہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ
والثنا کی نہ لا سکے شمر بدبخت نے حیلہ و مکر کیا یعنی حائل ہوا وہ ملعون شقی بیچ
لشکر کے درمیان امام مظلوم علیہ السلام اور درمیان حرم محترم آپکی اور چاہا کہ اوس نے
ساتھ اہل بیت طہارت کے درازی کرنے کا قصد کیا یہ حال معاینہ فرما کے امام مظلوم سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا نے طرف اون کفار کی نعرہ کیا کہ ویحکم یا شیعۃ الشیطان میں تم لوگوں کو
مقاتلہ کرتا ہوں یہ کیا نامردی ہے کہ تم عورتیں بیگناہ سے تعرض کرتے ہو یہ سنکر بس
اس نعرہ ہیبت ناک سے شمر بدبخت نے تعرض حریم سراپردہ عصمت و طہارت سے ہات کھینچا
اور مع اپنے شیاطین کے متوجہ طرف حضرت امام مظلوم علیہ السلام کے ہوا ہیں انکے طرف

ست ... صدمہ جگر کی اور دوسری ضرب تیغ اور اشقیائے امام مظلومان علیہ السلام کو
تیر خنجر اور برچھا اور ضربت اون اشقیاؤن بے حضرت امام مظلومان علیہ السلام پر تیر
نیزہ برسائے گئے اور اسقدر تیر و نیزہ لاتعد و لاتحصے اون جفاجوون نے جناب امامت مآب کو
ہزار مارے کہ بدن اطہر و جسد منور جناب امام مظلومان شاہ شہیدان کا زخمہائے
تیر و تبر و نیزہ و شمشیر سے مانند غربال کے مشبک ہو گیا کہ ناگاہ ایک تیر کسی شقی کا
اون اشقیائے زمین سے حلق مبارک مین لگا کہ اوس صدمہ عظیم سے وہ یکتائے میدان وغا کو
وہ شیر غراں بیشہ شجاعت بجام تسلیم و رضا کی ہاتھ شجاعت مین لیکر ذوالجناح کی پشت سے زمین شہادت پر
زر کر عنان شہسواری کی اس جہان بے ثبات سے کھینچی اور طائر روح پر فتوح نے عناصر جسد پاک سے
جانب فردوس برین کی پرواز کی روایت صحیح مین وارد ہوا ہے کہ یہ سانحہ ہائلہ اور یہ حادثہ
ہائلہ بعد زوال آفتاب نقطہ نصف النہار سے کہ اول جزو اجزاء نماز ظہر کا تھا روز جمعہ کو
واقع ہوا گویا کہ یہ ہیئت زوال ہے اسیر کہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے تکبیر افتتاح
کی اور پشت ذوالجناح سے باندھی اور رکوع بعد جدا ہونے اوسکے پشت سے اور سجدہ بعد
پہونچنے زمین شہادت کے ادا کیا اس ہیئت کذائی سے جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے
نماز ظہر کی دم ذبح مین نیچ درگاہ معبود حقیقی کی اس ناہنج پر ادا کی اور خنجر جفا کو سر مبارک کے
بدن اطہر سے اختلاف صحیح یہ ہے کہ جبکہ امام شہدا علیہ التحیۃ والثنا پشت ذوالجناح سے
بسبب زخمہای کاری کی شہید ہو کر زمین شہادت پر گرے قصد کیا نصر بن حرسہ لعین نے
کہ سر انور کو بدن اطہر سے جدا کرے پس اوس شقی نے قدرت نہ پائی اس شناعت کی
پس اوترا گھوڑے سے خولی بن یزید ملعون پس جدا کیا سر انور کو بدن اطہر سے اوس
ملعون شقی نے پس یہ شقاوت ازلی اور یہ شناعت سرمدی ازل مین ناصیہ خولی مین

لکھی تھی اگرچہ ابن سماعہ ملعون بصری جو سبھی شریک ہوا اور دوسری روایت میں آیا ہے
کہ جسم مبارک کربلا جراحات سہام و رماح سے آمد ہوا ایسا کہ شدت سے ہاتھ شمر ملعون کے
ہمراہیوں کو تحسین کیا کہ باوجود شدت بے مدد اس شخص کے رہا ہے تیر وغیرہ سے مجروح
حلقوم سے ہوکر ناگاہ ایک تیر کسی بدبخت شقی کا اور بدبختوں نے امام مظلوم علیہ السلام کے
کام مبارک میں لگا اور کم بخت کے مارے کام حضرت سید الشہدا کا تمام کیا حضرت
امام شہید علیہ السلام بت دوالجناح سے زمین شہادت پر گرے اور اسی حال میں
شمر بد شقی نے ایک شمشیر اور بریدہ اور سے حوالہ کی اور سنان بن انس نخعی ملعون نے
سمجھے اگر حضرت سید الشہدا علیہ السلام کو سر دست مجروح کیا خولی بن یزید لعین گھوڑے سے
اتر کر قصد کیا کہ سر اطہر کو جسم مبارک سے جدا کرے کہ بات اور شقی کالعین کانپ گیا
بن زیاد سگ رو اور شغال لگی گھوڑے اور ترے کے سر مبارک کو تن پاک سے جدا کرکے
حوالہ خولی کیا انا للہ وانا الیہ راجعون و سوت میں خامسہ آل عبا کا دماسی ہوا اور کمال بیچ مچ
بیچ وہی مقطع ہوا جو کچھ کہ ظالم مید و باب لشکر ان شمر بدبخت اور ابن سعد شقی سے اور بقیہ اہل عصمت
طہارت و آل طہٰ اور ان کے متوسلوں سے اور روئی کو ہے یعنی جسکہ سر مبارک حضرت امام
شہیداں علیہ السلام کا تن اطہر سے جدا کیا اور شجرۂ رسالت اور ذوجہ موت کو تیشۂ ظلم سے
کاٹ ڈالا ایک روایت میں آیا ہے کہ قیس بن اشعث لعین نے پیراہن تن سر سے کھینچا
اور حبیب بن بدیل شقی نے شمشیر آپکی لی اور شمر بد سگ نے مع ہمراہیوں کے قصد خیمہ اہل بیت
عصمت و طہارت کا کیا اور جو اسباب وہاں کہ خیمہ میں تھا تاراج کیا شقی بن الحسین نے
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کہ بستر بیماری پر پڑے تھے جسکے لطف
شمر شقی کی آپ پر پڑی اور بے علیٰ جایا کہ آپکو قتل کرے ایک شخص نے بات اور بعض کا

کیا اور کہا سنان ابن انس نے کفار کو بھی نہیں مارتے تو اس لڑکے مسلمان کو کیوں
مارتا ہے شمر شقی نے جواب دیا کہ امیر یعنی ابن زیاد بدنہاد نے کہا ہے کہ کوئی
نرینہ آل عبا سے باقی نہ رہے اوس شخص نے کہا کہ ان سبھون کو امیر کے پاس بھیجنا
چاہیے جو کچھ اوسکی مرضی ہوگی کریگا بعد اسکے ابن سعد علیہ اللعنۃ والعذاب نے حکم دیا
کہ گھوڑے اوپر جسد اطہر امام مظلوم علیہ السلام اور سائر شہدا کے دوڑائے جائیں
چنانچہ بموجب حکم اوس لعین کے بیس سوار دوڑے جسم شریف و عنصر لطیف کو پامال
گھوڑوں کا کیا یہاں تک کہ استخوان تن مبارک کی ریزہ ریزہ ہوگئے اور سر اطہر کو
اور سر تمام شہدا کی نیزہ پر چڑھالیا اور بارہ لڑکے بنی ہاشم کے اور سب عورتین اہلبیت
عفت و طہارت کے تئیں قید کرکے اونٹ بے پردہ پر سوار کرکے اور حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام کہ بیمار تھے ایک اونٹ پر ڈال کر مع سر مبارک کے ہمراہ بشیر بن مالک و
خولی ابن یزید کے کوفے کو نزدیک ابن زیاد بدنہاد شقی کے روانہ کیا اور ابن سعد لعین نے
[illegible] وہاں مقام کرکے اپنے مقتولان جہنمیوں کو دفن کیا اور جسد اطہر امام
شہیدان اور سائر شہدا کا تین شبانہ روز میدان کربلا میں پڑا رہا اور کسی نے
دفن نہ کیا اور سباع نے بحکم کردگار عالم کے پاسبانی لاشوں کی بیس روز تک کی
کہ قریہ ہے کنارے فرات کی جمع ہوکر جسد مبارک سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو
ایک قبر میں اور شہدا بنی ہاشم کو آپکے جنب میں اور باقی شہدا کو ایک جا دفن کیا
اسما شہدا کی کہ ہمراہ امام زمان علیہ السلام کے معرکہ کربلا میں شہید ہوئے
مجملاً بیان کیا جاتا ہے پنج تن برادران سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا عباس بن علی
و عثمان بن علی و محمد بن علی و عبداللہ بن علی و جعفر بن علی و سہ تن از فرزندان

امام حسن علیہ السلام قاسم بن حسن عبداللہ بن حسن عمر بن حسن اور بعض نے ابی
ابوبکر بن حسن دونوں فرزندان سید الشہداء علیہ السلام علی اکبر بہ سلامت یہ بزرگوار
معرکہ کارزار میں شہید ہوئے و عبداللہ کہ انگوٹھی انعام میں لکھے ہیں امام سجاد کے کنار
صدمہ تیر ایک شقی اشقیاء فوج کفار کا در حلق معصوم کے پیوستہ ہوا گود امام مظلوم ان
کو شہید ہوئے و محمد اور عون فرزندان عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب و عبداللہ
و عبدالرحمن جعفر پسران عقیل بن ابی طالب بس یہ سب مع امام مظلوم تا شہدا ار
علیہ السلام کے سولہ یا سترہ جوان اہل بیت عصمت و طہارت سے معرکہ کربلا کے ہمراہ
رکاب جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء کے شہید ہوئے اور اولاد صحابہ مہاجرین
و انصار بھی کہ ہمراہ رکاب جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء کے شہید ہوئی از
حضرت علی اوسط کہ لقب آپ کا امام زین العابدین تھا واقعہ ہائلہ کربلا میں بہت
بیمار تھے اور بعد ازاں شہادت علی اکبر کے خدمت امام آل عبا کے حاضر ہو کر
عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ان اشقیاء سے جنگ کر کے رتبہ و جناب ابدی کے
شرف شہادت سے مشرف ہوں امام مظلوم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فرزند تو یادگار
رسول خدا و بقیہ آل عبا کا ہے اگر کہیں تو شہید ہو جائیگا تو نسل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
دنیا سے بالکلیہ منقطع اور درخت رسالت بیخ و بن سے کندہ ہو جائیگا یہ کہہ کر ابھی بہت
جناب تجھے ابھی یہی لازم ہے کہ تجھے میرے دشمنوں سے محاربہ کرنا اور ہمیشہ صابر و شاکر رہنا
اولاد شریف حضرت سید الشہداء علیہ السلام میں اختلاف ہے عمدۃ الطالب ابن جوزی میں
مذکور ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین بیٹے تھے مسمی بعلی اکبر و علی اصغر و جعفر
اور دو بیٹیاں فاطمہ و سکینہ اور ابن الاخضر نے معالم العترت میں لکھا ہے کہ حضرت کے چار بیٹے

اور دو بیٹیان یعنی مسمی عبداللہ کو اون تین صاحبزادون پر زیادہ کیا ہے اور جافظ محب الدین
ابو العباس نے ذخائر عقبی مین لکھا ہے کہ اولاد حضرت امام زمان علیہ السلام کی تو تھین
چھہ بیٹے اور تین بیٹیان دو بیٹے مسمی علی اوسط و محمد اور ایک بیٹی مسمی زینب کو زیادہ کیا ہے
اور نزدیک بعض علما کی علی اصغر لقب امام زین العابدین کا ہے اور بعض حضرت کو علی اکبر
کہتے ہین اور حال محمد و جعفر کا معلوم نہین ہے شاید کہ قبل سن بلوغ کے وفات فرمائی ہو
اور باقی صاحبزادون سے فقط حضرت امام زین العابدین علیہ السلام باقی رہے تھے حق تعالی
جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپکی اولاد شریف مین اتنی برکت دی کہ تمام عالم آپکی اولاد
امجاد سے پر ہے اور قیامت تک زمانہ اس فیض اور برکت سے خالی نرہیگا آبا و اجداد و کاتب الحروف
کی بھی اولاد آنحضرت علیہ السلام ہین چنانچہ فقیر نے تھوڑا سا حال اپنے اجداد کا رسالہ بہجت
بیان کیا ہے اور خاتم المحدثین عمدۃ المفسرین استاد استادنا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے
بعض مکاتیب مین حضرت خاتم آل عبا علیہ السلام کی اولاد امجاد کا حال بیان فرمایا ہے
ترجمہ اوس مکتوب شریف کا واسطے زیادتی اہتمام کے اس رسالہ مین لکھا گیا حضرت امام حسین
جسوقت کہ کربلا مین تشریف فرما ہوے ہمراہ آپکی تین صاحبزادے تھے علی اوسط امام زین العابدین
کہ اوسوقت مین بیمار تھے علی اکبر کہ سن آپکا اٹھارہ برس کا تھا معرکہ کربلا مین شہید ہوے
تیسرے صاحبزادے کی نام مین اختلاف ہے بعضے عبداللہ اور بعضے علی اصغر کہتے ہین یہ بھی
ایام شیرخوارگی مین شہید ہوی حضرت امام علیہ السلام نے غلبہ تشنگی سے آپکو دیکھا
اور زبان مبارک اپنی واسطے تسکین کے منہ مین دی کہ ناگاہ جانب اشقیا سے ایک تیر
حلقوم معصوم مین پہونچا اوس صدمہ سے آپنے پدر بزرگوار کی گود مین جان دی اور
ایک صاحبزادی مسمی سکینہ ہمراہ تھین اور منسوب تھین حضرت قاسم کے ساتھ اوسوقت مین

سن آپکا سات برس کا تھا اور ایک نکاح کیا او سوقت ملک شام میں غلط ہے او صحیح یہ ہے کہ وفات
اسکا ملک شام میں ہوئی اور یہ جو مشہور ہے کہ حضرت سکینہ نے ملک شام میں انتقال فرمایا یہ بھی غلط ہے
سنہ ۱۱ ہجری اسواسطے کہ آپ مدت تک زندہ رہیں اور مصعب بن زبیر کی منکوحہ ہوئیں اور دختر
حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی کرم اللہ وجہہ کی تھے و دختر کلاں حضرت امام
علیہ السلام کی فاطمہ صغریٰ نام تھا ہمراہ اپنے شوہر کے کہ حسن مثنیٰ بیٹے امام حسن کے
تھے مدینہ منورہ میں تھیں دشت کربلا میں ہمراہ امام علیہ السلام کے نہیں آئیں اور نام
مادر حضرت امام زین العابدین کا شہربانو لقب شاہ زنان تھا بیٹی یزدجرد بن شہریار
بن ہرمز بن نوشیرواں کی اور نام مادر علی اکبر کا لیلیٰ تھا دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کی
سردار بنی ثقیف کا تھا اور نام مادر بشیر سوم کہ شیر خوار تھے یا وہی بقدر معلوم ہے کہ عورت
تھیں نسل بنی قضاعہ سے اور نام مادر سکینہ کا رباب تھا دختر امراء القیس بن عدی کا
کہ بنی کلاب سے تھا اور سب ازواج سے حضرت امام علیہ السلام رباب کو بہت دوست
رکھتے تھے اور نزدیک امام علیہ السلام کے اونکی عزت بہت تھی چنانچہ انہیں کی مدح میں
آپنے شعر بھی فرمایا ہے شعر لعمرک انی لاحب دارا تحل بہا سکینۃ والرباب۔
یعنی قسم ہے جان اپنی کی کہ میں اوس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ رباب و سکینہ
وہاں رہیں اور منزل کریں اور نام مادر فاطمہ صغریٰ کا کہ دختر کلاں حضرت امام علیہ السلام
کی تھیں اور مدینہ منورہ میں تھیں ام اسحٰق تھا بیٹی حضرت طلحہ کی کہ ایک صحابی
مشہور و معروف ہیں و حضرت امام محمد باقر اوس وقت میں چار سالہ تھے اسواسطے
کہ قتل واقعہ کربلا کے سن اکسٹھ ہجری میں واقع ہوا اور سال پیدائش ستاون ہجری کے
ہوئے تھے اور تمام ازواج امام علیہ السلام ہمراہ آپکے معرکہ کربلا میں تھیں اور مادر بشیر بھی تھیں

اور دوسری ازواج کا معلوم نہین کہ اوس وقت مین زندہ تھین یا مرگئی اور فرزندان
حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہ ہمراہ آپکے شہید ہوے چار تن تھے حضرت
قاسم و عبد اللہ و عمر و ابوبکر اور فرزندان حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
پانچ تن تھے حضرت عباس بن علی و عثمان بن علی و محمد بن علی و عبد اللہ بن علی
و جعفر بن علی یہ سب ہمراہ حضرت علیہ السلام کے شہید ہوے اور عباس ابن علی
کہ علمدار تھے مزار حضرت امام علیہ السلام سے کربلا مین دو تین تیر تاب روضہ
آپکا جدا ہے اور شہداء کربلا حضرت کے روضہ مبارک مین دفن ہین اور فرزندان
حضرت عقیل سے حضرت مسلم کہ قبل تشریف لانے حضرت امام علیہ السلام کے کربلا مین
تیسری تاریخ ذی الحجہ کو سن ساٹھ ہجری مین کوفہ مین شہید ہوے اور انکو حضرت امام
علیہ السلام نے پہلے سے طرف کوفہ کے روانہ فرمایا تھا کہ مردمان کوفہ سے قول و قرار
مستحکم لیکر اطلاع کرین اور دو بیٹے حضرت مسلم کے ہمراہ آپکے شہید ہوے محمد و ابراہیم نام
و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر پسران عقیل بن ابیطالب کے کہ ہمراہ تھے شہید ہوے
اور فرزندان عبد اللہ بن جعفر طیار بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دو بیٹے
ہمراہ تھے شہید ہوے محمد و عون نام اور دونون خواہرزادہ حقیقی امام علیہ السلام کے
تھے اور مان ان دونونکی حضرت زینب دختر علی کرم اللہ وجہہ کی تھین بطن بتول
رضی اللہ عنہا سے اور ساتھ عبد اللہ بن جعفر طیار کے نکاح ہوا تھا اور حضرت
امام زین العابدین و عمر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی اور دوسرے صاحبزادے حضرت امام حسن
قید ہو کر گئے اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام کی اور شہربانو زوجہ
امام علیہ السلام و حضرت سکینہ دختر امام علیہ السلام و دیگر زنان اہل بیت عصمت و

بشارت کہ ہمراہ امام علیہ السلام کی جس طرف علاوہ سلام سے قید ہو گئیں مستحق ثواب اکثر
کسوف شریف کا اتصال بعد شہید ہونے خاتم آل عبا علیہ السلام اور پیدا آیات ظاہر شد
اور بیان ہوا اونکو اور اسیر ہونے اہل بیت عصمت و طہارت کے کسوف سدا سے الہی کا ہونا
ہوا چنانچہ خارج کیا ہے بیہقی اور ابو نعیم نے بصرۃ الازدیہ سے کہ کہا بصرہ نے کہ جس وقت شہید
ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام خون برسایا آسمان نے پس صبح کی ہم نے حال اینکہ ہمارے مٹکے
بھرے ہوئے اور دوسرے ظرف ہمارے خون سے اور خارج کیا ہے بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے
کہا زہری نے کہ نہیں بچی کوئی پتھر بعد قتل یہ بات کہ حسین بن علی شہید ہوئے حضرت امام حسین کے
مقتل کیا جاتا تھا کوئی پتھر بیت المقدس کا مگر حال اینکہ پایا جاتا تھا خون عبیط سے
اوسکے اور خارج کیا ہے بیہقی سے ام حبان نے کہا ام حبان نے کہ حسین بن علی کہ شہید
کیے گئے حضرت امام حسین علیہ السلام تاریک ہو گئی اوپر ہمارے دنیا تین روز اور
نہیں ملتا تھا کوئی ہم میں سے زعفران کو تھیلی اوپر منہ کے مگر حال اینکہ جل جاتا تھا
منہ اوسکا اور نہ منقلب کیا جاتا تھا کوئی پتھر بیت المقدس کا مگر درحالیکہ پایا جاتا تھا
دم عبیط نیچے اوسکے اور خارج کیا ہے بیہقی سے علی بن مسہر نے کہا علی بن مسہر نے
کہ کہا مجھے دادی میری نے کہ تھی میں دن قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے
نوجوان پس تھا آسمان کہ گویا اوسکے اوپر چادر و آذر پس معان حال امام مظلوم علیہ السلام
پوشیدہ نہ رہے کہ بہت روایات صحیحہ سلف کے اوپر رونے آسمانوں کے حضرت امام مظلوم علیہ السلام
منقول ہیں چنانچہ ابن جوزی نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ دن قتل حضرت
امام حسین علیہ السلام کے تین دن تک دنیا تاریک رہی اور اوسکی سرخی آسمان پر
ظاہر ہوئی اور ثعلبی سے منقول ہے کہ آسمان اوپر حسین علیہ السلام کے رویا اور رونا

اور اسکی گریہ کا سرخی اوسکی ہے اور روایت مین آیا ہے کہ کئی مہینے تک بعد قتل امام
مظلوم علیہ السلام کے آسمان سرخ رہا اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ سرخی
شفق کی کہ کنارے آسمان کی محسوس ہے بعد قتل حضرت حسین علیہ السلام کے حادث ہوئی
اور قبل اسکے اسطرح کی سرخی نہ تھی اور ابن سعد سے مروی ہے کہ سرخی شفق کی
آسمان پر قبل قتل شاہ شہیدان کی مرئی و محسوس نہ تھی اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حکمت
سرخ ہونی آسمان کی یہ ہے کہ وقت عارض ہونے غضب کے خون جوش مین آتا ہے
اور باعث سرخی چہرے کا ہوتا ہے اور چونکہ ذات باری تعالی کی منزہ ہے جسم سے پس نشان
غضب کا بذریعہ سرخی کنارے آسمان کی ظاہر ہوئی تاکہ یہ سرخی شفق کی دلیل واضح ہو
اوپر عظمت معصیت قاتلان حضرت امام علیہ السلام پر اور باعث ظہور رنگ غضب الہی
کا ہو اوپر انکے قاتلوں کی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ بعد شہید ہونے حضرت
خامس آل عبا سید الشہداء کے سات روز تک آسمان نے گریہ کیا اور اوسکا
گریہ اس مرتبہ کو پہونچا کہ سرخی آسمان سے دیوارین اور عمارتین سرخ ہوگئین تھین
اور کواکب اسقدر گرے کہ بایکدیگر ملجاتے تھے اور دن شہادت خامس آل عبا
علیہ السلام کو آسمان سے خون برسا کہ مدت تک نشان اوسکا باقی رہا کہ ہر کپڑا
ورناس سرخ ہوگیا تھا اور سرخی اوسکی یہان تک رہی کہ جب تک وہ کپڑا نہ پھٹا
سرخی اوسکی نہ گئی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ دن قتل خامس آل عبا سید الشہداء
علیہ التحیۃ والثنا کو آسمان سے خون برسا کہ ہر گھر اور کوچے خراسان اور شام اور
کوفہ سے روان ہوا اور جسدن کہ سر مبارک خامس آل عبا شاہ شہیدان علیہ السلام کا

شہادت امام مظلوماں علیہ السلام کی سرخ کہیں ہوا اور دیکھو ستاروں کو سامنے
ٹوٹے ہوئے اور خارج کیا ہے بیہقی دلائل میں مرہ سے کہ ابو ستاہ کہ جو کہ لوٹ لیا تھا
لشکریاں یزید پلید نے شتراں لشکر امام علیہ السلام کو دن قتل آنحضرت علیہ السلام کے
ذبح کیا اوسکو اور پکایا سو گیا گوشت اون شتروں کا مثل حنظل کے تلخی میں کہ وقت کھانے
حلق سے نیچے نہ جاتا تھا اور ترجمہ صواعق میں منقول ہے کہ ایک قافلہ کا یمن میں سے ورس
تھا واسطے تجارت کے لیجاتے تھے اون میں ورس تو پایا تھا جسکہ قافلہ لشکر یزید پلید سے ملاقی ہوا
کروہ لشکر ضلال جس سوا ان کو جاتا تھا سارا ورس خاکستر ہو گیا اور بعض روایت میں
میں آیا ہے کہ ورس لشکر یزید پلید میں تھا خاکستر ہو گیا اور جسکہ شتران لشکر
امام شہیداں کو ذبح کرتے تھے گوشت ڈاگ نکل جاتا تھا اور خارج کیا ہے ابو نعیم نے حبیب
بن ثابت سے کہا جنہوں نے سنا میں جن کو کہ نوحہ کرتی تھے حضرت خاتم آل عبا علیہ السلام
شعر مسح النبی جبینہ + فلہ بریق فی الخدود + ابواہ من علیا قریش + جدہ خیر الجدود مسح کیا
اور بوسہ لیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشانی اوسکی کو پس تھا واسطے اوسکے
نور لمعان رخسار پر ان اور ماں باپ اوسکے تھے عمدگان قریش سے اور تھا دادا اوسکا
بہتر دادوں کا اور خارج کیا ہے ابو نعیم نے طریق حبیب ابن ثابت سے اور اوسنے حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ام سلمہؓ نے ہم نے سنا میں نے نوحہ جن کا حسین پر
کہ اشغال فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر آج کی رات اور گمان کرتی ہوں میں
کہ تحقیق مقتول ہوا امیر میرا یعنے حسینؑ پس کہا میں نے اسی لونڈی سے کہ جا کر دیکھ
اسکی خبر پس خبر دیا مجھکو اوسنے کہ تحقیق سن کے گیا حسینؑ اور نوحہ کرتے ہیں جن تیئیں
شعر الا یا عین فاحتفلی بجہد + ومن یبکی علی الشہداء بعدی + علی رہط تقودہم المنایا ـ

الٰہی است تحیر ثبات عہد ہی شد آگاہ ہوا ہے آنکہ لیس گریہ زاری کرکے گوشۂ تمام ورگون کے
زار زار کرے اور پر شہید ہوئے بعد بستر اور پر گرد سکے کرکھینچا اونکو اسباب موت شکے طرف
ظالم سرکش سے انچ سلطنت ناسنے میں روی سکے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
بعد دریافت اس حادثہ ہائلہ کے اسقدر گریہ کیا کہ بیہوش ہوگئیں اور غشی آپ پر طاری
ہوئی اور خارج کیا ہے ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر حضرمی سے اور اوسنے اپنی ماں سے
کہا اوسکی ماں نے کہ سنا مین نے جن کو کہ نوحہ کرتا تھا اوپر حسین علیہ السلام کے شعر
ابکی حسینا سیدا۔ کان حسینا جبلا۔ خبر مرگ حسین کی پوچھتا ہون مین غمگین اور تھا حسین
با جمال اور کوہ صبر و استقلال کا پوشیدہ نہ رہے کہ مراد نوحہ سے رونا یاد کرکے اوصاف
حمیدہ و خصال پسندیدہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے ہے نہ نوحہ متعارف اہل بدعت کا
کہ باتفاق علما کے حرام ہے اور احادیث صحیحہ مین وعید شدید اوسپر وارد ہوئی ہے
اور شہید ہوئے خاتم آل عبا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا روز عاشورا کے سن اکسٹھ ہجری
دسوین تاریخ محرم الحرام روز جمعہ بعد زوال آفتاب کی نقطۂ نصف النہار سے اور سن
شریف آپکا وقت شہادت کے چھپن برس پانچ مہینے پانچ روز کا تھا القصہ
جبکہ لشکر ضلال کا مع سر مبارک حضرت خامس آل عبا کی اور سر دیگر شہیدان کربلا کا
مع اسیران اہل بیت عفت و طہارت کے داخل کوفہ مین ہوا ابن زیاد علیہ اللعن نے یوم اول
قصر امارت کو آراستہ کیا اور بہ ہیبت و وقار کوشک پر جلوس کرکے دار الامارۃ مین اذن
بار عام کا دیا پس وضیع و شریف اعیان کوفہ کے حاضر ہوئے سبایاے اہل بیت نبوت
کو مع ذکور و اناث اور سرہاے شہدا کے روبرو اپنے طلب کیا جسوقت کہ سر مبارک حضرت
شاہ شہیدان خاتم آل عبا علیہ التحیۃ والثنا پر نظر اوس خبیث کی پڑی بار بار دیکھتا تھا

اور تبسم کیا تھا اور چوب کہ اوس ملعون کے ہاتھ میں تھی اور راہ لی اوپر لب کے اور لب و دندان
شاہ شہید کے مارتا تھا زید بن ارقم کہ اکابر صحابہ سے تھے اوس مجلس میں موجود تھے کہا
کہ اے ابن زیاد چوب اپنی کو دندان حسینؑ سے اوٹھا اور ان دندان مبارک پر سے ہاتھ اٹھا کہ بخدا سوگند کہ میں نے
بارہا دیکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لب و دندان کا بوسہ لیا ہے
بعد اوسکے گریہ زید بن ارقم کے طاری ہوا اور سیلاب چشم کا دونوں آنکھوں سے
روان کیا پس جبکہ ابن زیاد ملعون نے یہ بات زید بن ارقم سے سنی اور حال ان کے گریہ کا
ملاحظہ کیا اوس ملعون نے کہا کہ خدا تیری آنکھ کو گریان رکھے اگر تو پیر نہ ہوتا اور تیرا
حواس کو نہ کھوچکا میں گردن تیری مارتا پس زید بن ارقم نے کہا کہ اے ابن زیاد
میں تجھسے ایک حدیث نقل کرون کہ وہ حدیث غصہ دلانیوالی اور آزردہ کرنیوالی زیادہ تجھ
سا تو سے دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ امام حسن کو ران راست پر
اور امام حسینؑ کو ران چپ پر بٹھلا کر ہاتھ مبارک کو ان دونوں صاحبزادوں کے سر پر پھیرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ بار خدایا میں نے ان دونوں کو تجھکو اور مردمان صالح کو امانت سونپتا ہوں
پس اے ابن زیاد امانت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کیا تو نے اور کہا
زید بن ارقم نے کہ اے مردم کوفہ حق سبحانہ وتعالی تم سے حق سمجھے کہ ابن فاطمہ زہراؑ
کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنے اوپر امیر کیا بعض روایت میں آیا ہے کہ اسی حال میں
ابن زیاد بد نہاد اوپر منبر کے گیا اور خطبہ پڑھا اور کہا شکر خدا کو کہ اظہار حق کا کیا اور امیر المومنین یزید
پلید اور اوسکے لشکر کو فتح دیا اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا اور ایسا ہی کہکے وہ لعین
زبان پر لایا کہ عبد اللہ بن عفیف اپنی جا سے اوٹھا اور کہا کہ اے دشمن خدا و عدو
مصطفےٰ تو دروغگو ہے اور تیرا باپ اور وہ دروغگو ہے کہ تجھکو امیر کیا ہے اور چاہا

تیرے کہ اولاد پیغمبر خدا کو تو نے قتل اور اہل بیت رسول خدا کو ذلیل کیا اور اوپر
منبر کے کہ مقام صدیقوں کا ہے چڑھا تو خدا سے شرم نہین رکھتا کہ ایسے ایسے
دروغ کہتا ہے اور راہ کذب کی جاتا ہے اور روایت مین آیا ہے کہ جب وقت اسیران
اہل بیت نبوت حضور ابن زیاد بانی فساد کے حاضر ہوئے اوس ملعون نے کہا الحمد للہ
اکرب و اکرب شکر خدا کہ سختی دیا دشمنونکو اور سختی دیا حضرت ام کلثوم رض نے جواب دیا
الحمد للہ الذی کرمنا بمحمد و طہرنا تطہیرا شکر خدا کو کہ ہمکو گرامی کیا بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور پاک کیا ہمکو پاک کرنے کر پھر ابن زیاد ملعون نے کہا ارایتم قدرۃ اللہ دیکھا تم نے قدرت
خدا کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یجمع اللہ بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم
جمع کریگا خدا ہمکو اور تمکو اور انصاف کریگا حق تعالے درمیان ہمارے اور درمیان تیرے
روز قیامت مین ابن زیاد بدنہاد ان کلمات حقہ سے آشفتہ ہوا اور کہا اب تک اسقدر
دلیری اور تندی کلام مین باقی ہے پس اوس ملعون نے چاہا کہ حضرت ام کلثوم رض کو
عقوبت کرے کہ لوگون نے کہا عورتونکی بات کا اعتبار نہین ہے پس نگاہ نظر اوس لعین کی علی
بن حسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی پوچھا کہ یہ کسکا بیٹا ہے لوگون نے کہا
کہ پسر حسین ع بن علی ہے اوس شقی ازلی نے کہا کہ اسکو بھی قتل کرو مین نہین چاہتا کہ
نسل فاطمہ رض سے کوئی زینہ باقی رہے شحنہ شہر نے چاہا کہ آپکو باہر قصر کے لیجا کر قتل کرے
کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپکو گود مین لیکر اوس ملعون شقی سے کہا کہ اگر اسکو مارنا
منظور ہے تو پہلے مجھکو مار کہ نسل فاطمہ رض سے یہ ایک شخص باقی ہے کہ محرم زنان اہل بیت کا ہے
اگر یہ بھی مارا جائیگا ہم سب عورتین بے محرم رہجاوینگی ابن زیاد شقی کو کلام حضرت
زینب سے ہیبت آئی نسر خون علی بن حسین علیہ السلام سے درگذرا اور بیان اخبار روایت

کرتے ہیں کہ جبکہ زنان اہل بیت عصمت اور طہارت کی اور پسران کو بریدہ سر کے سوا انکے
سر اہیں خاک کوفے میں پہونچیں اہالی کوفہ حال جزائی و وزاری ان بیوت کا دیکھکر روتے
حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ اے مردمان کوفہ اب کیوں روتے ہو یہ سب جور و ظلم کہ
ہم پر ہوئے تمہاری جہت سے ہوئے ہیں ہمارے تئیں قتل اور ذلیل کیا اور اب روتے ہو اور
یہ چند ابیات حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا زبان عربی میں فرمائیں **ابیات**

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ماذا فعلتم وانتم آخر الامم بعترتی و باہلی بعد مفتقدی منہم
اساری و قتلی ضرجوا بدم ما کان ہذا جزائی اذ نصحت لکم ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی کیا کہو گے تم
جس وقت کہ پوچھیگا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روبرو جزا کے کیا کیا تم نے اور حال آنکہ تم
بہتر امت کی تھے ساتھ عترت اور اہلبیت میرے کے بعد مفقود ہونے میرے کی درحال آنکہ
اور اہلبیت سے قیدی و مقتول ہیں کہ انکا ایسا کیا خون اونکا گویا کہ یہ تھے قیدی قتل
جزا اوس خیر کی کہ نصیحت کیا میں نے تمہارے تئیں یہ کہ تخلف کرو تم میری موت کے بیچ حق میرے
ذوالارحام کے الحاصل ابن زیاد نامہ فساد نے بعد ملاحظہ کرنے حال اسیران اہل بیت عصمت و
طہارت کے حکم دیا کہ اسیروں کو زندان خانہ میں قید کرو اور سر حسین اور تمام شہدا کا کرجہاں کوچہ
میں پھیراؤ چنانچہ بموجب حکم اوس شقی ازلی کے ہاتھ امام سید الساجدین زین العابدین علیہ السلام کا
باندھ کر مع اہل بیت نبوت کے زندان خانہ میں داخل کیا اور سر مطہر حضرت حسین آل عبا سید الشہدا
علیہ السلام اور سر سائر شہدا دشت کربلا کا نیزوں پر رکھکر کوچہ بکوچہ کوفے کے پھرایا زید بن
ارقم سے روایت ہے کہ جبکہ سر مبارک امام مظلوم کا میرے گھر کی طرف سے نکلا اور میں
غرفہ میں بیٹھا تھا سر مبارک کا یہ آیہ کریمہ تلاوت کرتا تھا ام حسبت ان اصحاب الکہف
والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا زید بن ارقم لکھتے ہیں کہ حسرت یہ آیہ کریمہ میں نے زبان مبارک

حضرت شاہ شہیدان کو سنا میرے تمام بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کہا مین نے اس
زمین نے ان سالون کا تعجب زیادہ ہے حال العجائب کہنے کے بعد اسکے ابن زیاد ملعون نے حرمان
قیس نحس بن ثعلبی و شمر ذی الجوشن کو ساتھ مع پانچ ہزار لشکر کے مقرر کر کے
مع سر مبارک حضرت خاتم آل عبا علیہ السلام اور سر تمام شہیدان دشت کربلا کا اور جملہ
اسیران اہل بیت عصمت و طہارت کو ساتھ دمشق کو نزدیک یزید پلید کے روانہ کیا پس
قافلہ زنان و دختران اہل بیت نبوت کا اور شتران بے پردہ کی سوار اور سر مبارک شاہ شہیدان
علیہ السلام اور سر سائر شہدا کا نیزون پر جس شہر و دیار مین اس ہیئت کذائی سے پہونچتا
فریاد واویلا وامصیبتا کی زمین سے آسمان تک جاتی اور شیون غم و الم کا برپا ہوتا اور
ہر منزل مین کرامات باہرہ عیان اور خرق عادات ظاہر و باہر ہوتی تھین کہ یہ سب دال حقیقت
حقیقت شہادت شہدا مظلومان علیہ السلام پر اس مقالہ مین بلحاظ طول نہ ہونے کے چند معجزات بعض
منازل کی بطریق المنوفع سے کہ صحیح روایت مین ثابت ہے لکھے گئے ہین خارج کیا ہے ابو نعیم نے
بسند سعید کہ محدث مشہور ہے اور اوسنے ابی قبیل سے کہ جبکہ سر مبارک جناب سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا مع اہل بیت عصمت و طہارت کی طرف شام کے لیجاتے تھے جب وقت کہ پہلی
منزل مین پہونچے اور شرب نبیذ مین مشغول ہوئے دیکھا کہ ایک قلم غیب سے پیدا ہوا ایک دیوار پر
اوس قلم نے بخط جلی یہ شعر لکھا اترجوا امۃ قتلت حسینا ۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب ۔ آیا امید
رکھتے ہین وہ گروہ کہ قتل کیا حسین کو شفاعت دادا اوسکی کی روز جزا کو اور بعض روایتون مین
آیا ہے کہ جبکہ زنان اہل بیت عصمت و طہارت کو شتران بے پردہ پر سوار کر کے اور سر مظلومان
کو لیکر طرف شام کے روانہ ہوئے ایک منزل مین پہونچ کر اوس جا پر ایک راہب کو دیکھا
اوس حوالی مین اونہون نے دیکھا کہ دیوار دیر پر یہ بیت لکھی ہے راہب سے اون اشقیا نے پوچھا

کہ لکھنے والا اس شعر کا کون ہے راہب نے کہا کہ میں اسقدر جانتا ہوں کہ یہ بیت اس دیوار پر بعثت
پانسو برس پیشتر قبل بعثت تمہارے نبی کے لکھی ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ دیوار
دیر کی شکافتہ ہوئی اور ہاتھ اور قلم اوس دیوار سے باہر آیا اور اس بیت کو جو لکھا ہے
لکھا پس جبکہ راہب دیر حال اسیران اہل بیت سے واقف ہوا اور سر مبارک سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا سیر دیر دیکھا اپنے دل میں کہا کہ یہ بد قوم ہیں کہ پیغمبر کی
آل کو قتل اور اہل بیت ان کے کو ذلیل و خوار کیا پس اوس راہب نے جماعت اشقیا سے کہا
کہ دس ہزار درہم مجھ سے لو اور سر مبارک کو ایک رات کے واسطے مجھکو دو لشکریان
اشقیا ازبسکہ حریص بطمع کے تھے قول راہب کو قبول کر کے سر مبارک کو حوالہ راہب کے
کیا پس راہب سر مبارک شاہ مظلوم علیہ السلام کو خلوت میں لے گیا اور غسل دیکر خوشبو لگا کر
اپنے زانو پر رکھا مشاہدہ انوار حق کا اوس جمال حق نما پر کرتا تھا اور معائنہ کرتا تھا کہ انوار تجلیات
سر انور شاہ شہیدان علیہ السلام سے ہویدا تھے اور طبقات نور کے لیے دروازے صبح تک
آسمان سے سر مبارک پر آتے تھے بمجرد ملاحظہ اس حال کے راہب مسلمان ہوا اور بقیہ عمر
اسی کو بیچ محبت اور دوستی اہل بیت کی اور اتباع احکام اسلام میں گذرانی اور حسب
وعدہ کے دس ہزار درہم اون اشقیا کو دیے پس اون بدبختوں نے جبکہ درہم کو صرف کے
واسطے تقسیم کے نکالا دیکھا کہ سب درہم خاکستر ہو گئے اور ایکطرف اون درہموں کے یہ
آیہ کریمہ لکھی تھی کہ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون اور دوسری طرف یہ آیہ وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اور منزل میں جو لشکر کفار کا مع سر شہدا کے حران میں
پہنچا اوس جا ایک ٹیلہ پر گھر یہودی کا تھا جسکا یحیی نام وہ یہودی گھر سے باہر آکر سر
شہدا کو دیکھنے لگا ناگاہ نظر اوسکی سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا

تیز بھی دیکھا اوس یہودی نے کہ لب مبارک آپکے جنبش کرتے ہین جبکہ اوسنے کان اپنے
قریب سر مبارک کے لیگیا یہ کلمات طیبات لب اطہر سے سنے ای منقلب ینقلبون یہودی نے
مشاہدہ اس حال سے متعجب ہوکر اون اشقیاؤن سے پوچھا کہ یہ سر کسکا ہے کہا اون لشکریون نے
کہ یہ سر حسین بن علی کا ہے یہودی نے کہا کہ نام باپ کا معلوم ہوا نام ماں کا کیا ہے کہا
لشکریان ضلال نے فاطمہ رض بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یہودی نے کہا کہ اگر
دین تمہارا برحق نہ ہوتا یہ براہین روشن اس سر سے ظاہر نہ ہوتی پس اوس یہودی نے کلمہ
شہادت کا صدق دل سے پڑہا اور عمامہ سر مبارک کہ سر پہ باندہے تھا ٹکڑے ٹکڑے کرکے
زنان اہل بیت نبوت کو دیا اور جامہ خز و دیبا کہ پہنے تھا مع ہزار درم بیچ خدمت امام زین العابدین
علیہ السلام کی بھیجا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے احتیاج مین خرچ کیجیے لشکریون نے یہ حال دیکھکر
اوس یہودی سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا دشمنان والی شام کی اعانت کرتا ہے اس حرکت سے
باز آ ورنہ ہم تیرا سر بدن سے جدا کرینگے یہودی کی تئین از بسکہ ذوق محبت اہل بیت کا زیادہ ہو اٹھا
اپنے خادمون سے کہا تلوار لاؤ جبکہ خدمہ بموجب حکم کے تلوار لائے تب یہودی نے تلوار لیکر اور تکبیر کہکر
اون شقیون پر حملہ کیا پانچ آدمیونکو جہنم واصل کیا آخر کو شہید ہوا قبر اوسکی دروازہ حران پہ مشہور
معروف ہے اوسکو بھی شہید کہتے ہین اوسجا پر دعا مستجاب ہوتی ہے اور نقل ہے کہ اثنائے
راہ مین شہر موصل کے پاس سر اطہر امام شہدا علیہ السلام کو ایک پتھر پر رکھا تھا چند قطرات
سر مبارک کی اوس پتھر پر ٹپکے ہر سال دن عاشورہ کے خون تازہ پتھر سے نکلتا تھا لوگ
جوق جوق اطراف و جوانب سے وہان جمع ہوکر مراسم عزاداری کی بجا لاتے تھے یہی حال تا
زمانہ عبدالملک تک اوس خبیث نے اپنی عہد حکومت مین اوس پتھر کو وہان سے کندہ کرکے
کسی جا پر پہنچا دیا آج تک اوسکا نشان بھی معلوم نہین ہے لیکن اوس جا پر گنبد بنا گیا ہے

اور یہاں اسکا نام مشہد نقطہ ہے ہر سال لوگ اطراف و جوانب سے جمع ہو کر تبرکاً لطف زیارت کے
سالانہ آتے ہیں اور امام اسمعیل نے کتاب ابوالحسن کی روایت کیا ہے کہ ہر سنہ کو واسطے
نگہبانی سر مبارک شہدا اور یہاں اہل بیت اطہار کے پچاس آدمی مقرر ہوتے تھے
ابوالحسن لکھتا ہے کہ ایک رات کو میرا نوبت اس سال کا ہوا کہ اتفاقاً سب نگاہبان سب کے
سو گئے اور میں اکیلا جاگتا تھا کہ ناگاہ جانب آسمان سے ایک آواز مہیب ایک میں نے سنی کہ
عقریب تھا کہ اوسکی دہشت سے تمام عالم زیر و زبر ہو جائے کہ دفعتہً ایک مرد سفید جامہ پہنے عمامہ
سیاہ نورانی بلند بالا گندم گوں دیکھا میں نے کہ آسمان سے نیچے آیا اور سرائے کو جہاں کہ سر
مبارک جناب آل عبا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو صندوق سے نکال کے بوسہ دیا تھا
اور روتا تھا میں اسی حالت میں متحیر ہو کر اوٹھا اور چاہا کہ سر مبارک کو اس شخص سے لیکر صندوق
میں رکھوں قتل اسکو کیا اور پہچان نہ سکیں کہ ایک شخص نے مجھے نعرہ مارا اور کہا گستاخی مت کر
اور یہ مت جان کہ تیرا دم صبح انتہا ہیں کہ واسطے ماتم فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تشریف لائے ہیں کہ اس سال میں ایکبار آدم اور موسیٰ اور نوح نجی اللہ تشریف لائے آدم صفی اللہ
ابراہیم خلیل اللہ اور اسمعیل ذبیح اللہ اور اور انبیا علیہم السلام تشریف لائے اور سب کے آخر میں
محمد رسول اللہ مع صحابہ کبار و حیدر کرار و حمزہ و امام حسن و جعفر طیار رضی اللہ عنہم تشریف لائے
اور مراسم ماتم کے ادا کیے اور سب کے ہمراہ فرشتے آسمانی تھے ایک فرشتے نے طمانچہ اور کہیں سر
کے مارا کہ میرا طمانچہ تمام سیاہ ہو گیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اوس فرشتے سے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو پر اوس فرشتے نے بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مجھکو چھوڑ دیا میں بیہوش ہو گیا ناگاہ صبح ہو گئی اور مجھکو ہوش آیا دیکھا میں نے کہ اوس رکن کا
اور سجادہ پریشان بھی تھا مگر تو وہ خاک پڑا تھا اور سر مبارک امام مظلوم علیہ السلام کا اور سب

منبدون میں بند تھا صبح کو شمر بدگہر نے مجکو طلب کیا دیکھا کہ لعنت منہ میرا سیاہ ہو گیا ہے
مجسے حال پوچھا مین نے جو حال گذشتہ کو گذرا تھا سارا بیان کیا اور ایک آہ کرکے مرگیا دیکھا کہ زہرہ اوسکا
پھٹ گیا تھا اہل لشکر یہ حال معائنہ کرکے بہت ڈرے اور بعض اپنے کئے پر پشیمان ہوئے مگر بجز
جانے کے چارہ نہ دیکھا لاچار ہوکر طرف شام کے پھر روانہ ہوئے اور قریب موصل کے
ایک شہر تھا نصیبین نام جبکہ حاکم موصل نے لشکر ملاعین یزید پلید کو موصل میں آنے نہ دیا
اونہون نے یعنی حاکم نصیبین نے کہ منصور بن الیاس نام تھا واسطے آراستہ کرنے شہر کے
کہلا بھیجا اوس حاکم نے بموجب ان اشقیاؤنکو کہنے کے شہر کو آراستہ کیا پس جبکہ لشکر
طغیان شہر میں داخل ہوا ناگاہ قدرت الہی سے ابر سے برق غضب الہی اوس
شہر پر گری کہ نصف شہر اوس صدمہ سے جل گیا اور مردان شہر کہ واسطے تماشا کے
گرداگرد لشکر ضلال کے جمع ہوئے تھے پشیمان ہوکر پھر گرد اوس لشکر ضلال کے
نہ گئے اور وہ لشکر طغیان سراسیمہ ہوکر وہان سے روانہ ہوا اور قریب ایک
پہاڑ کے کہ اوسجا پر گہاس اور پانی بہت تھا قرار پکڑا اور اوس پہاڑ پر ایک
دیہہ آباد تھا معمورہ نام اور اوسمین ایک حصار بہت مستحکم تھا اور اوس حصار پر
ایک کوتوال تھا عزیز بن ہارون نام اہالی دیہہ وحصار مع حاکم سب یہودی تھے اور
اون سبکا کسب یہ تھا کہ جامہ حریر کا بنتے تھے کہ تمام حجاز وعراق وشام میں مشہور تھا
پس جبکہ اوسجا پر رات ہوئی کنیز حضرت شہربانو کی شیرین نام کہ حسن وجمال میں شیرین
زمان اور بلیغ دوران تھی حال حضرت شہربانو کا اور آپکے کپڑے کہنہ وشکستہ معائنہ کرکے
بہت روئی اور وہ حال یاد کیا کہ روبرو شہزادے یعنی امام کونین حضرت امام حسین سے
تھا کہ جامہ مرصع نگار پہنے تھین حضرت شہربانو سے اجازت طلب کی اور کہا اگر اجازت

ہوا اس نیت میں جاکر جو کچھ کہ میرے پاس مایہ باقی ہے اوسکو بیچکر جامہ لائق آپکے لاؤں
حضرت شہربانو نے فرمایا کہ تو آزاد کی ہوئی حضرت امام حسین کی ہے تجکو اختیار ہے
حد ہر جانیکی خاطر سے حضرت شہربانو سے اجازت لیکر بہانہ زیارت کر کے حصار تک
گئی اتفاقا دروازہ حصار کا بند تھا اور تھوڑی سی رات گذری تھی کہ شیرین پاس سے
دروازہ حصار کا ٹھوکا سوداگر ہارون کہ دروازہ پر منتظر شیرین کے تھا جواب پایا
اور کہا کہ شیرین آئی شیرین نے کہا ہاں سوداگر نے بخوشی تمام شیرین کے دروازہ کھولدیا
اور شیرین کو سلام کیا اور بتعظیم تمام اوسکو بٹھلایا شیرین نے سوداگر سے پوچھا کہ تونے
کیونکر جانا کہ میں شیرین ہوں سوداگر نے کہا کہ اول شب میں سو گیا تھا کہ حضرت موسی
و ہارون علیہما السلام کو خواب میں دیکھا کہ سر و پا برہنہ اور اشک آنکھوں سے جاری ہیں
اور آثار حزن و مصیبت انکے چہرہ پر عیاں ہے یہ حال معائنہ کرکے میں نے عرض کیا کہ
اے سید بنی اسرائیل و اے برگزیدگان رب جلیل یہ کیا حال ہے اور سبب حزن و ملال کا
کیا ہے حضرت موسی و ہارون نے کہا کہ تو نہیں جانتا کہ سبط پیغمبر آخر زمان محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلم و ستم سے کربلا میں اوسکی امتیوں نے قتل کیا ہے اب
اوسکے سر مبارک کو مع اہل بیت اوسکے طرف شام کے لیے جاتے ہیں سو یہ کہتا ہے میں نے
عرض کیا کہ آپ محمد مصطفے کو پہچانتے ہیں اور اون سے اعتقاد رکھتے ہیں حضرت
موسی و ہارون نے کہا کہ اے سوداگر جو شخص اوسکی متابعت نہ کریگا وہ جہنمی ہے اور
ہم سب پیغمبر اوسکے برابر ہیں اور ہم اوسکو کیونکر نہ پہچانیں کہ وہ پیغمبر حق ہے اور
حق سبحانہ تعالی نے ہم سب پیغمبروں سے اوسکے باب میں عہد لیا ہے اور ہم سب
اوسکا ایمان لائے ہیں میں نے عرض کیا کہ کچھ نشان مجکو دیجیے کہ تمہیں میرا اوم

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ دروازہ حصار تک جا کہ او سجا پر ایک کنیز
شیرین نام آزاد کی ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگی اور حلقہ در کا ٹھونکیگی
متابعت اوسکی کرنا کہ وہ زوجہ تیری ہوگی اور نزدیک سر مبارک حضرت امام حسین ع کے
جا کر سلام ہمارا کہنا جواب سلام کا اوس سے سنیگا فی الفور میں خواب سے جگ پڑا اور دروازہ
حصار پر آیا کہ تو نے دروازہ حصار کا ٹھونکا اس جہت سے میں نے تجکو بھیجا یا کہ نام تیرا شیرین ہے
پس تو اجازت دیتی ہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کروں شیرین نے کہا ہاں بشرطیکہ
تو مسلمان ہو اور حضرت شہربانو اجازت دیں پس شیرین عزیز سے یہ اقوال سنکر
حضرت شہربانو کی خدمت میں آئی اور یہ سب حال بیان کیا حضرت شہربانو یہ حال
سنکر متحیر ہوئیں اور یہ قصہ زنان اہل بیت سے کہا تمام اہل بیت یہ حال سنکر متعجب ہو
پس جبکہ صبح عیاں ہوئی عزیز بن ہارون حصار سے باہر آیا ہزار درم لشکر یونکو دیا
کہ وہ اجازت دیں کہ یہ خدمت اہل بیت کی کرے پس اون اشقیاؤں نے ہزار درم
عزیز سے لیکر اجازۃ واسطے خدمت اہل بیت کو دی پس عزیز لشکریوں سے اجازت لیکر ہزار درم
بطور نظر کے آگے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے رکھا اور حضرت کے
ہات مبارک پر بیعت کر کے ایمان لایا بعد اوسکے نزدیک سر مبارک شاہ مظلومان علیہ السلام آ
آیا اور عرض کیا کہ ای سید میں موسیٰ و ہارون کا سلام لایا ہوں سر مبارک سے آواز آئی
کہ سلام خدا کا اونپر ہو پہر عزیز نے عرض کیا کہ ای سید کچھ خدمت مجسے فرمائیے
کہ حقتعالیٰ مجسے راضی ہو سر اطہر سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے آواز آئی کہ جبکہ تو اسلام لایا
خدا اور رسول تجسے راضی ہوا اور چونکہ تو نے میرے اہل بیت کے ساتھ احسان کیا
باپ اور دادا میرے تجسے راضی ہوے اور چونکہ تو سلام موسیٰ و ہارون کا میرے پاس لایا

میں تحسین جوش ہوا اور قیامت کو میرے اہل بیت کی ساتھ تو محشور ہوگا بعد اسکے حضرت
شہربانو نے یزید سے کہا کہ تیری رضا یہ ہے کہ تو عزیر کے ساتھ نکاح کر شہربانو کے
بموجب حکم حضرت شہربانو کے نکاح اپنا ساتھ عزیر کے قبول کیا اور اوسکا عقد اوسکے
ساتھ ہوا اور تمام اہل حمار رکت اہل بیت سے مسلمان ہوئے ابو سعید دمشقی حکایت کرتا ہے
کہ جسوقت کہ سر شہدا اور زنان اہل بیت عصمت و طہارت کو طرف شام کے لیجاتے تھے
میں ہمراہ اوس جماعت کے تھا کہ جسکہ قریب دمشق کے پہونچے درمیان لشکر ضلال کے
یوں خبر ظاہر ہوئی کہ شیب بن [illegible] جراعی نے لشکر جمع کیا ہے اور قصد رکھتا ہے
کہ شہیدوں کے سر اپنے ساتھ اور قیدیوں کو لیجاوے یہ خبر سنکر سرداران لشکر کے مضطر
ہو کر احتیاط تمام اوس جا کو روانہ ہوئے ست کی وقت ایک جا پر پہونچے کہا اوسجا
ایک دیر بہت مستحکم تھا اس سرداران لشکر کی اسمیں مستقر ہوئی کہ اس دیر میں پناہ
لیا چاہیے کہ شہیدوں سے محفوظ رہیں راوی کہتا ہے شمر ملعون نے دروازے دیر پر
آکر ایک نعرہ کیا کہ پیر دیر کا یہ نعرہ سنکر بام دیر پر آیا دیکھا کہ گرد اگرد دیر کے لشکر
جمع ہے اور ایک شخص دروازے دیر پر نعرہ کرتا ہے پیر دیرانی نے لشکریوں سے کہا کہ تم کون لوگ
ہو اور یہ کیسا لشکر ہے شمر ملعون نے کہا کہ ہم سب ملازمین ابن زیاد کے ہیں کوفے سے دمشق
جاتے ہیں پیر دیرانی نے کہا واسطے کس مہم کے شام کو جاتے ہو شمر ملعون نے کہا عراق میں
ایک شخص نے یزید سے باغی ہوا تھا ہم سب یزید کی طرف سے واسطے اسکے قلع اور قمع کو گئے تھے
چنانچہ اوسکو مع عزیزوں اور قرابت کے ہم نے قتل کیا اب ان شہیدوں کا سر نیزوں پر رکھکر اور اوسکے اہل بیت
کو قید کرکے یزید کے پاس لیجاتے ہیں پیر دیرانی نے سر شہدا کی طرف نگاہ کرکے پوچھا سردار انکا کس
کون سا ہے لشکریوں نے طرف سر مبارک حضرت امام عالی مقام کا اشارہ کیا پیر دیرانی نے طرف سر مبارک حضرت

سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے نگاہ کیا بمجرد نگاہ کے ایک ہیبت سر مبارک سے پیچ دل پیر
ویرانی کی پڑی بعد اسکے پیر ویرانی نے کہا گرداگرد دیر کے کیوں تم جمع ہوئے ہو شمر لعین نے
کہا ہم نے سنا ہے کہ ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے کہ شبخون کر کے سرہاے شہدا اور
قیدیونکو لے جائیں آج کی رات ہم چاہتے ہیں کہ اس دیر میں رہیں تاکہ شبخون سے بچ جائیں
پیر ویرانی نے کہا کہ لشکر تمہارا بہت ہے دیر گنجایش نہیں رکھتا کہ تمام لشکر اس دیر میں آوے
مصلحت یہ ہے کہ سرونکو اور قیدیونکو دیر میں رکھو اور تم سب گرداگرد دیر کے محافظت کرو
اور گرد دیر کے آگ جلا کر تمام رات بیدار اور ہوشیار رہو تاکہ شبخون سے محفوظ رہو
شبخون کے لوگ آگ دیکھینگے بے نیل مقصود کے پھر جائینگے شمر ملعون کو یہ راے پیر ویرانی کی
پسند آئی اور اس لعین نے پیر ویرانی سے کہا تو نیک بات کہتا ہے پس سر مبارک حضرت
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا ایک صندوق مستحکم میں رکھا اور اسکا قفل بند کیا اور زنان
اہل بیت عصمت و طہارت کو مع صندوق اور سر شہدا کے دیر میں کر دیا مگر صندوق کو ایک
مکان دیر میں اور سرہاے شہدا اور زنان اہل بیت عصمت و طہارت کو دوسرے مکان میں رکھا
اور جس شخص کو کہ لشکریوں سے کہتے تھے کہ اندر دیر کے واسطے محافظت کے شب کو رہے
کوئی قبول نکرتا تھا اسواسطے کہ واقعہ عبید الخنوی سے سب ڈر گئے تھے اسقدر لشکریون نے کیا
کہ صندوق کو اندر دیر کے لے آئے اور دروازہ دیر کو مقفل کر دیا اور پیر ویرانی گرداگرد اس
مکان کے جس مکان میں صندوق رکھا تھا پھرتا تھا اور چاہتا تھا کہ سر مبارک کو نزدیک سے
دیکھے ناگاہ دیکھتا کیا ہے کہ وہ مکان کہ جس مکان میں صندوق رکھا تھا ایک بارگی بے شمع
و چراغ کے روشن ہو گیا پیر ویرانی کو متعجب ہو کر اپنے دل میں کہا کہ یہ روشنی کہاں سے ہوئی
آئی ناگاہ اس مکان میں ایک روزن تھا پیر ویرانی اس روزن سے دیکھنے لگا کہ روشنی کا خط ملاحظہ

زیادہ ہوتی ہے یہاں تک نوبت پہونچی کہ کوئی آنکھ مشاہدہ اوس نور کا نہ کر سکتی تھی
القصہ بعد اوسکے چھت اوس مکان کی پھٹ گئی اور اوس میں ایک عماری نازل ہوئی اوس
عماری میں ایک عورت بہت خوبصورت تھی اور اوسکے ساتھ بہت سی کنیزیں طرہ و اطہر ہمرا
تھیں بعض بیٹھے راہ دور اور دورہ ان سب آرہی تھی ہے سب سے پیچھے حوا اسی طرح پر حضرت سارہؑ
و ہاجرہؑ و راحیل ماں حضرت یوسفؑ کی اور حضرت صفورا دختر حضرت شعیبؑ کی اور یوکبد ماں
حضرت موسیٰؑ کی اور آسیہؑ اور حضرت مریمؑ تشریف لائیں کہ ناگاہ شور زیادہ ہوا اور ایک
عماری نازل ہوئی کہ اوس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی تھیں ان سبھوں نے صندوق کھول کر سر مبارک کو باہر نکالا اور ایک ایک نے
سر مبارک کو دیکھکر نالہ و زاری شروع کی کہ دفعۃً ایک آواز عظیم بلند ہوئی اور عماری ایک
نازل ہوئی اور ایک شخص نے نعرہ کیا پیر و پیرانی پیر کہ اس ورن سے مت دیکھو کہ خاتون جنت
تشریف لائی ہیں پیر و پیرانی حیرت سے بیخود ہو گیا جب ہوش میں آیا دیکھا کہ ایک حجاب
سامنے پڑا ہے اور کوئی نظر نہیں آتا مگر ایک فریاد آہ و نالہ کی سنتا ہے اور
گوئندہ کہتا ہے السلام علیک اے مظلوم مادر وائے مقتول مادر وائے مسموم مادر وائے نور دیدہ
مادر و فرزند سعید و شہید پھر مت کہا کہ میں تیرے دشمنوں سے روز قیامت کا انتقام لونگی
اور بعض روایت میں آیا ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے چند ابیات نالہ و
نوحہ کر فرمایا پیر و پیرانی کہتا ہے بعد تھوڑی دیر کے اوس مکان تہ خانہ سے پیر و پیرانی
اپنی جا سے اوٹھا اوس مکان کو دیکھا کہ وہاں پر صندوق تھا کسی تدبیر سے توڑ کر
مکان میں آیا اور قفل صندوق کا توڑ کر اوسکی آگے خاک پر لوٹا اور بہت رویا پس سر مبارک
جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا صندوق سے باہر نکال کر مشک و گلاب سے دہو کر

اور بھیجا وہ سنے پر رکھ کر شمع روشن کر کے دو زانو باادب روبرو سر اطہر کے بیٹھا اور
گریہ وزاری سے کہتا تھا کہ اے سرور سروران عالم وائے مہتر مہتران بنی آدم گمان میرا یہ ہے
کہ تو اوس جماعت سے ہے کہ وصف اوس جماعت کا توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ میں
میں نے پڑھا ہے بحق اوس خدا کے کہ تجکو یہ مرتبہ دیا کہ محرمان سرادقات عصمت تیری زیارت کو
آتی ہیں اور خاتونان سراپردہ نبوت واسطے تیرے زاری کرتی ہیں مجکو خبر دے
کہ تو کون ہے فی الفور حکم رب قدیر سے سر مبارک حضرت خامس آل عبا کا تکلم میں آیا
اور کہا اے پیر میں مظلوم ہوں اور مسموم عدیدہ ہوں اور محنت کشیدہ مقتول تیغ دشمنوں کا
ہوں اور غریب پیر دیرانی نے عرض کیا کہ کچھ وضاحت زیادہ کیجیے سر مبارک حضرت
امام مظلومان علیہ السلام سے آواز آئی کہ اے پیر حال حسب نسب کا میرے پوچھتا ہے
یا سوز و تعب و تشنگی سے سوال کرتا ہے اگر نسب میرا پوچھتا ہے تو میں بیٹا ہوں نبی مصطفےٰ
اور علیؑ مرتضےٰ کا اور اگر سوز و تعب سے سوال کرتا ہے تو میں غریب اور مظلوم اور شہید کربلا
ہوں پیر دیرانی نے یہ باتیں غم و کرب آمیز سر اطہر شاہ شہیدان سے سنکر فی الفور اپنے مریدوں کو
طلب کیا اور اونسے صورت حال نقل کیا اور وہ سب ستر تن تھے اور ان سب نے مجرد سننے
اس حال کے فریاد و نالہ کیا اور اپنے جامے پھاڑے اور سب مل کر مع پیر دیرانی بیچ خدمت
حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے حاضر ہوکر سبھوں نے زنار اپنا
توڑیں اور کلمہ شہادت کا پڑھا اور ہاتھ اور پیر امام علیہ السلام پر بوسہ دیا اور عرض کیا
یا ابن رسول اللہ اگر آپکا حکم ہو تو ہم سب ان لعینوں کو شب کو غفلت میں قتل کریں حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ حقتعالیٰ تمکو جزائے خیر دے یہ سب اشقیا عنقریب
اپنی سزا کو پہنچینگے اور بیاد اوس ... کا یاد ین گریں ... ہوئی اور اشقیا سے شہدا

اور اہل بیت عصمت وطہارت کو لیکر طرف شام کے روانہ ہوئے پس بسبب برکت
اہل بیت کی اہالی دیر مشرف با سلام ہوئے اسیطرح راہ میں بھی معجزات اور عجائب
وغرائب منازل میں ہوئے ہیں لیکن بلحاظ طول ہونے رسالہ کے قلم انداز ہوئے تاکہ بسیر
اور اصحاب معرفت پر پوشیدہ نہ رہے کہ بہت آثار عجیبہ شواہد سویہ کہ منازل ماتم
عیاں ہوکر برہان ساطع وحجت قاطع ہیں اور یہ واقعہ ہائلہ کربلا وحقیقت شہادت سید الشہدا
الحاصل بعد قطع منازل وطی مراحل کی اس ہیئت کذائی سے جبکہ سبایا اہل بیت عصمت
وطہارت وسرہای سائر شہدا کو دمشق میں کہ تخت نشین یزید پلید کا تھا پہنچایا یزید پلید نے
بمجرد سننے خبر آمد سبایای اہل بیت عصمت وطہارت اور سرہای شہدا کی قصر امارت کو آراستہ
کیا اور لباس فاخرہ پہنا اور واسطے جمع ہونے جملہ عظما وروسا شام کے دار الامارت میں حکم دیا
پس سب عظما وروسا شام کے بموجب حکم اوس لعین کے دار الامارہ میں جمع ہوئے اوسوقت اوس لعین نے
واسطے حاضر کرنے اسیران اور سرہائے شہدا کے حکم کیا روایت ہے کہ جبکہ بیبیاں اہل بیت عصمت وطہارت
اور وارد دمشق میں داخل ہوئیں گذران سبکا آگے جامع مسجد کے ہوا ایک پیر مرد محاسن سفید تھا جبکہ نظر اوسکی حضرت
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی اور اوسنے زنان ومردان
اہل بیت نبوت کو شتران بے پردہ پر سوار دیکھکر کہا الحمد للہ کہ حقتعالے نے تمہارے کو
ہلاک کیا اور لوگوں کو تمہارے فتنہ سے نجات بخشا اور یزید کو تم پر مسلط کیا حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام نے رخ اوسکی طرف کرکے فرمایا کہ اے پیر قرآن مجید تو نے
پڑھا ہے کہا ہاں حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ
قرآن میں دیکھا ہے پیر نے کہا ہاں حضرت امام سید الساجدین نے فرمایا اے شیخ
ہم ہی لوگ ہیں جو بیتیاں رسول مقبول کے ہیں کہ مودت ہماری لازم ہے بعد اسکے حضرت

علیہ السلام نے فرمایا کہ ای پیر یہ آیہ کریمہ پڑھا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا پیر نے کہا ہاں پڑھا ہے حضرت نے فرمایا کہ آیہ تطہیر مخصوص ہمارے واسطے ہے پیر نے جبکہ یہ
کلمات طیبات حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے سنے
ایک لحظہ فکر کیا بعد اوسکے گریہ وزاری اوپر اوسکے غالب ہوئی اور اوسنے عرض کیا
کہ یا ابن رسول اللہ مجکو معذور رکھیہ کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم لوگ کون ہو اب آپکے فرمانے سے
حال معلوم ہوا پس اوس پیر نے منہ قبلہ کی طرف کرکے کہا خداوندا دشمنی اس قوم سے
مین نے توبہ کی اور دوستی رکھتا ہون مین دوستان اس قوم سے اور سر اپنا پیر نے پیر حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام پر رکھا اور خاک مین لوٹا اور کہا خداوندا اگر تو نے
توبہ میری قبول کی ہے اور مجھسے خوشنود ہوا ہے تو جان میری قبض کر حسن اتفاق دعا
اوس پیر کی قبول ہوئی ایک نعرہ کرکے جان بحق تسلیم کی اہل بیت نے گریہ کیا اور خارج کیا ہے
ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے کہا منہال نے کہ بخدا سوگند دیکھا مین نے سر حضرت
امام حسین کو جسوقت کہ اوٹھایا گیا تھا نیزے پر اور حال آنکہ مین دمشق مین تھا اور سامنے
سر مبارک کی ایک شخص سورہ کہف پڑھتا تھا جبکہ پہونچا قاری اس آیت پر ام حسبت ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا پس گویائی دی حقتعالی نے سر مبارک کو پس کہا سر مبارک نے
بلسان فصیح اعجب من ذلک قتلی وحملی یعنے تعجب زیادہ ہے قصہ اصحاب کہف سے قتل ہمارا اور نیزہ پر
ہونا سر ہمارا پوشیدہ نرہے کہ قصہ اصحاب کہف کا کہ تین سو برس غار مین سوگئے اور بعد
کی ایک دن یا نصف دن انکو معلوم ہوا ہر چند کہ یہ امر عجیب غریب ہے چنانچہ تفصیل اس قصہ کی کتب
تفاسیر اور تواریخ مین مذکور ہے لیکن قتل شاہ شہیدان کا اور ہونا سر مبارک کا نیزے پر
اور شہید ہونا فرزندان و برادران و برادرزادگان و یاروں کا اور زنان اور یتیمان اہل بیت کا قید ہونا

سناں کی نیزہ پر سوار کر کے شہر بشہر اور قریہ بقریہ پھرایا تعجب زیادہ ہے قصہ اصحاب کہف
اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ بسبب جور و ظلم کے اوپر خاندان نبوت و امامت پر ہوئے اس کو بات
سر انجام پایا القصہ یزید پلید نے سنا کہ اہل بیت نبوت و سرہائے شہدا کو دارالامارہ میں
بیچ دربار شام کے کہ جلوہ و سا اور وضیع و شریف شام کے موجود تھے طلب کیا اور سر ایک ایک
شہیدوں کا دیکھا اور حال پوچھنا شروع کیا یہاں تک کہ بتمردی بکوش سے سر مبارک
جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا آگے اوس شقی ازلی کے لیگیا اور اظہار ماجرائے جنگ کربلا
اور مباہات و افتخار کرنے لگا مخروٹ حال کربلا اور بتہ دیکھنے صورت حال اسیرانا
اہل بیت نبوت اور سرہائے شہدا کی بعیان استبشار و فرح و انبساط کا ناصیہ حال یزید پلید سے
ظاہر اور ہویدا اور بکمال استبشار و انبساط سے خوش ہو کر چوب سے کہ ہاتھ اوس خبیث کے
تھی ساتھ لب و دندان شاہ شہیدان علیہ السلام کے بے ادبی کر کے کہا کہ ای ابی عبداللہ
میرا گمان نہ تھا کہ بس تیرا اس شیب کو دیکھیے اور سر و ریش تیرا خضاب سے مخضوب ہے
مناقب السادات میں منقول ہے کہ جس وقت سر مبارک حضرت شاہ شہیدان علیہ السلام کا
نزدیک یزید پلید کے حضور اوس لعین کمال خرمی سے شراب پیتا تھا اور سر مبارک کو
انواع طرح کی اہانت کرتا تھا یہ حال مشاہدہ کر کے بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ مجلس لعین میں موجود تھے گریاں ہوئے اور کہا ای ملعون کیا کرتا ہے اوس بدبخت ملعون نے
حکم قتل کا اون صحابہ کرام کے کیا اور سات صحابہ رضی اللہ عنہم اوس روز شہید ہوئے اور
بھی لکھتے ہیں کہ سمرہ بن جندب صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس مجلس میں
موجود تھے جس کہ ضرب چوب کی اوپر لب و دندان شاہ شہیدان کی ملاحظہ کیا ضبط اختیار سے
جاتی رہے یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہا قطع اللہ یدیک کاٹے اللہ ہاتھ تیرے کہ جو

اور لب و دندان حسین کی مارتا ہے کہ بوسہ گاہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا
یزید پلید نے غضب مین آکر کہا کہ اے سمرہ اگر شرف صحبت رسول کی تجھین نہ ہوتی
اسوقت تیری گردن مارتا سمرہ بن جندب نے کہا سبحان اللہ تجھین لحاظ صحبت رسول کا
کرتا ہے اور جگر گوشہ رسول و فرزند بتول کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ کوئی کسی مسلمان کے
ساتھ نہین کرتا اور بھی کہتے ہین کہ ایک تاجر یہود کا اوس مجلس مین موجود تھا اوس تاجر نے
جبکہ سر مبارک سید الشہداء علیہ السلام کا دیکھا یزید سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے یزید پلید نے
کہا کہ یہ سر اوسکا ہے کہ داعیہ مقابلہ کا خلیفہ سے رکھتا تھا اور خلافت اپنے لیے
تجویز کی تھی تاجر نے کہا کہ یہ شخص درمیان قوم کے شرافت رکھتا ہوگا کہ مدعی خلافت کا
ہوا ہے یزید پلید نے کہا ہان اشراف بنی ہاشم سے ہے بعد اسکے یہودی نے پوچھا کہ
صاحب اس سر کا کیا نام ہے اور مان و باپ اسکے کون ہین یزید پلید نے کہا کہ نام اسکا
حسین رضی ہے اور نام باپ کا علی ابن ابیطالب ہے اور نام مانکا فاطمہ رض یہودی نے کہا فاطمہ رض
کسکی بیٹی ہے یزید پلید نے کہا بیٹی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی نے
کہا معلوم ہوا کہ یہ بیٹا بیٹی رسول تمہارے کا ہے اوس پلید نے کہا ہان بعد سننے اس
ماجرا کے یہودی نے انگشت حیرت کو دانتون سے کاٹا اور ہاتھ تاسف کا ملکے کہا کہ اے
یزید درمیان میرے اور حضرت داؤد کے ستر پشت کا فرق ہے اب تک تمام یہودی میری تعظیم
کرتے ہین اور عزت و احترام بجا لاتے ہین اور محمد عربی رسول تمہارے نے ابھی دنیا سے
انتقال کیا ہے تم نے ایسا معاملہ اوسکی ذریت اور اہل بیت کے ساتھ کیا کہ نہ کسی کے
کان نے سنا ہے اور نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا ہے وائے اوپر تمہارے بد لوگ ہو تم اور
روایت مین آیا ہے کہ دیر تک یزید پلید نے بے ادبی سر مبارک کے ساتھ کی سر رسول

قیصر روم کا حاضر تھا اوس نے کہا کہ فلانے جزائر میں سم خر حضرت عیسیٰ کا ہے ہم
ہمارا ہر سال واسطے اوسکی زیارت کے جاتے ہیں اور نذر بیش جواہر اور موتی اور زر و سیم ہمراہ لیجاتے ہیں اور بہت زیادہ
اوسکی تعظیم اور تکریم کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ تعظیم خانہ کعبہ کی کرتے ہو اور حرمت و احترام اوسکا
بجالاتے ہو حیف ہے کہ تو لوگ فرزند نبی اپنے کو قتل کیا اور زنان و بیبیاں اوسکے کو قید اور
اسیر کیا یزید پلید نے کہا کہ اگر تو رسول قیصر روم کا نہوتا میں تجھکو قتل کرتا رسول نے پھر
کہا کہ تجھکو شرم نہیں آتی کہ احترام قیصر روم کا تو نے تجھا در رکھا اور حرمت رسول خدا کی
چھوڑدی یزید پلید نے بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا متوجہ طرف زنان و بیبیاں اہل بیت کے ہوا
حضرت زینب و کلثوم دختران حسین علیہم السلام کو نزدیک طلب کیا پس جبکہ حضرت زینب
کی نظر سر مبارک حضرت شاہ شہیدان پر پڑی مضطرب وا اخاہ وا محمداہ کہا بعد اسکے جناب
طرف یزید پلید کے کہا کہ اے یزید تو نے اپنی عورتوں کو سرا پردہ عزت و حجاب میں بٹھلایا ہے
اور دختران رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت نبوت کو اوپر شتران بی پردہ کے
سوار کیا اور روبروئے مجمع مردوں کی طلب کیا فردائے قیامت کو کیا جواب دیگا یزید پلید نے کہا
کہ یہ کون ہے عورت لشکریوں نے کہا زینبؑ خواہر حسینؑ دختر فاطمہ زہرا ہے بعد اسکے
حضرت کلثومؑ اپنی جا سے اوٹھیں اور لب و دندان اپنے کو اوپر لب و دندان حضرت
شاہ شہید کے ملا اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں بعد ہوش آنے کے دعائے بد یزید پلید
کے حق میں کی اور کہا اے یزید تو تمتع دنیا سے نہ پاوے اور جیسا کہ تو نے ہم سبکو رلا
ڈالا ہے اسیطرح سے حقتعالےٰ تجھکو دنیا اور عقبیٰ میں راحت نہ دے یزید پلید نے پوچھا
کہ یہ بھی خواہر حسینؑ کی ہے لشکریوں نے کہا ہاں یہ کلثومؑ بیٹی فاطمہ زہراؑ کی ہے بعد اسکے
اوس لعین نے طرف امام زین العابدینؑ کی متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے لشکریوں نے

کہا علی ابن حسین نے یزید پلید نے کہا میں نے سنا ہے کہ علی ابن حسین قتل ہوا لشکریوں نے کہا
کہ حسین کے تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر علی اکبر اور علی اصغر قتل ہوئے علی اوسط
کہ بیمار تھے اوسکو قید کرکے لائے ہیں یزید پلید نے کہا کہ اے لڑکے باپ تیرا چاہتا تھا
کہ مسند خلافت پر بیٹھے اور اوپر منبر کے خطبہ اوسکے نام سے پڑھا جاوے الحمد للہ کہ اونکی
مراد کو نہ پہونچا حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے اوس ملعون سے کہا
کہ اے یزید انصاف سے کہہ کہ یہ منبر ہمارے آبا اور اجداد کا ہے یا تیرے آبا و اجداد کا
خلافت و امامت حق ہماری آبا و اجداد کا ہے کہ راہ خدا میں جہاد کیا اور دین حق کو
جاری کیا یا تیرے آبا و اجداد کا کہ مشرک تھے اور بت پرست روز قیامت کو حقتعالے
درمیان ہمارے اور تیرے حکم ہوگا اور معاملہ ہمارا اور تیرا فیصل کریگا اور آنحضرت علیہ السلام
یہ آیہ کریمہ پڑھا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پڑھ کے ختم کلام کا کیا بعد اسکے
یزید ملعون نے حکم دیا کہ اسبابا اہل بیت کو قید خانہ میں لیجاؤ اور سر حسین کو دروازہ
دمشق میں آویزاں کرو روایت ہے کہ تین روز تک سر مبارک حضرت سید الشہدا
علیہ التحیۃ والثنا کا دروازہ دمشق میں آویزاں رہا غرضکہ اوس ملعون نے کمال اہانت
و بے ادبی سر مبارک شاہ شہیداں سے کیا اور اسبابا اہل بیت کو بہت ذلیل
اور خوار کیا اور اس قتل اور ذلت اہل بیت عفت و طہارت پر مسرور ہوا پس لعن اوس ملعون
شقی ازلی کا نزدیک حقیر کے جائز ہے چنانچہ مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی و مناقب السادات
ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی و شرح عقاید نسفی ملا سعد الدین تفتازانی
و تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور سوائے اونکے اور اسفار معتبرہ میں
مع دلائل و شواہد لعن اوس ملعون کی جائز لکھا ہے اور دفن سر مبارک حضرت شاہ شہید انکی

اختلافات بہت ہیں علماء کا سب سے صحیح یہ ہے کہ سر اطہر امام علیہ السلام کو مدینہ منورہ بیچ بقیع مرقد کے
دفن کیا گیا چنانچہ قرطبی سے منقول ہے کہ یزید پلید نے سر مبارک کو مدینہ منورہ میں بھیجا
اور دفن ہوا سر مبارک نزدیک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اور خلاصۃ المصائب میں
مروی ہے کہ جسد مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں ہے اور سر مبارک
مدینہ منورہ میں بیچ مکان بقیع کے پہلو حضرت امام حسن علیہ السلام کے دفن ہے اور یہ
جو بعض روایت میں ہے کہ سر مبارک کو کربلا میں لیجا کر دفن کیا صحیح نہیں ہے اور بعض
روایت میں آیا ہے کہ سر مبارک امام مظلوم علیہ السلام کا خزانہ یزید میں تھا جہاں تک
سلیمان بن عبدالملک بادشاہ ہوا اوسکو خبر ہوئی کہ سر مبارک خزانہ میں ہے اوسی سر مبارک کو
طلب کیا دیکھا استخوان سفید باقی ہے اوسنے سر مبارک کا بیچ خوشبو کے اور کفن کر
مقبرہ مسلمانوں میں دفن کیا اور کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اوسپر مہربانی فرماتے ہیں اوسنے تعبیر اس خواب کی
حضرت حسن بصری سے پوچھی حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ شاید تجھسے کوئی احسان
اہل بیت کے حق میں ظہور میں آیا ہے اوسنے کہا ہاں سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا
خزانہ یزید میں تھا میں نے اوسکو کفن دیکر اوسپر نماز پڑھکر دفن کیا ہے حضرت حسن بصری نے
کہا کہ البتہ یہ کام تیرا باعث خوشنودی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا ہے اسیطرح
اور بھی روایتیں آئی ہیں لیکن صحیح اور معتمد قول اول ہے القصہ یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو
مع جماعت سواروں کے مقرر کر کے اہل بیت رسول اور ورثۂ مقتول کو مدینہ منورہ کی طرف
روانہ کیا چنانچہ امام سید الساجدین علیہ السلام سر مبارک امام مظلوم علیہ السلام اور سرہائے
شہیدان کربلا کو مع زنان و بیبیان اہل بیت عصمت و طہارت کے ہمراہ لیکر طرف مدینہ کے

ہمراہ نعمان بن بشیر کے تشریف فرما ہوئی لیکن یہ روانگی بھی حال ذلت و خواری کی تو نہ تھی
چنانچہ کلام ابن جوزی کا اسی پر دال ہے جو روبیداد کہ ابن زیاد و یزید نہاد سے بہ نسبت اہل بیت
نبوی کے عمل میں آئی کچھ عجب نہیں ہے کہ وہ محکوم و منقاد یزید پلید کا تھا لیکن کمال تعجب یزید خبیث سے
عجیب ہے کہ چوب اوپر دندان حضرت امام حسین علیہ السلام کے مارے اور اہل بیت عصمت کے تئیں
اوپر شتران بے پردہ کی ذلت و خواری سوار کر کے مع سر مبارک امام مظلوم کے طرف مدینہ منورہ کے
روانہ کیا بعدہ یہی کہا ابن جوزی نے کہ اس کو مستبعد ہو سکا نہ تھا مگر فضیحت کرنا اہل بیت کا اگر
اوس خبیث کے دل میں کینہ جاہلیت اور عداوت اپنے اقربا کی کہ روز بدر کے مارے گئے
نہ ہوتی ہر آئینہ تعظیم و تکریم سر مبارک کی کرتا اور کفن دے کر دفن کرتا اور نیکی اور احسان آل رسول
و ذریت بتول سے کرتا الحاصل جبکہ قافلہ اہل بیت نبوت کا دمشق سے عازم مدینہ منورہ کا ہوا
نعمان بن بشیر کہ طرف یزید پلید سے متعین تھا اثناء راہ میں ساتھ ذریت رسول کے حسن خدمت سے
پیش آیا اور مراتب تعظیم و تکریم جیسا کہ چاہیے اپنی طرف سے بجا لایا یہ سعادت ابدی اوسکے نامہ اعمال میں
لکھی گئی پس جبکہ خبر مراجعت اہل بیت عصمت و طہارت کی مدینہ منورہ میں پہونچی اولاد مہاجرین
و انصار اور اہالی مدینہ صغار و کبار استقبال کے واسطے گئے اور جسوقت کہ ذریت رسول
اور جگر گوشہائے بتول کو مبتلا بمصیبت دیکھا وہ حالت غم و اندوہ و گریہ و زاری سے اونپر گذری
کہ احاطہ شرح و بیان سے خارج ہے روایت میں ہے کہ جیسی مصیبت کہ دن وفات حضرت سرور کائنات
علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیات کے اوپر اہل مدینہ کے گذری تھی اوسی طرح کی مصیبت اوس روز
گذری کہ امام زین العابدین علیہ السلام مع زنان و بیبیان اہل بیت نبوت و سر مبارک
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا و سر سائر شہدا کے دمشق سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے
اور فریاد عجیب و شور غریب مدینہ میں برپا ہوا کہ یاد ہنگامہ قیامت سے دیتا تھا جملہ اہل بیت

ہمارا کو کار آمد ہو اور روز محشر میں ایسے حالت کہ عارض حال ام المومنین حضرت ام سلمہ
کی ہوئی بیان میں جاری ہے کہ کلام مجید فرزند کی رسالت و عنایات اہل بیت کو گود میں لینے اور
ان کو پرورش کی تعلیم یہاں تک کہ مع مودت رسول کے متوجہ روضہ مقدسہ حضرت رسول الثقلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ہوئیں دربار میں بیکس روز و دیدار رسالت بصیرت پوشیدہ ہوا کہ وقائع
کربلا اور مصائب اہلبیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا کے وہ حوادث ہائلہ ہیں کہ ولی قلم کا تحریر
ان کے سے جوں اور دیدۂ دوات کا تقریر اوسکی سے حیران ہوتا ہے محرریں اخبار نے تحریر
اس حادثہ میں بہت افراط و تفریط کیا ہے حقیر نے اس رسالہ میں روایات صحیحہ کہ کتب
معتبرہ میں موجود تھیں لکھا لیکن بحالہ حشو و زوائد سے معرا اور کذب تقاسیر سے مبرا

خاتمہ

ادر سیر کرنے والے کتب سیر و تواریخ کو پوشیدہ نہیں ہے کہ جو شخص کہ مباشر اور شریک و سہیم قتل
شاہ شہیداں کی ہوا یا انکی قتل سے راضی اور خوش ہوا قطع نظر معذب ہونے عذاب اور
نکال اخروی کے کہ مستحق اور سزاوار اوسکا تھا اس دار ناپائدار میں بھی عذاب میں
بسبب اس فعال شنیع کے مبتلا ہوا چنانچہ زہری سے منقول ہے کہ جو شخص معرکہ کربلا
میں شریک قتل حضرت امام مظلوم کے تھا بے دیکھے عذاب کے اور کھینچے سزائے اعمال کے
دنیا سے نہ گیا بعضے قتل ہوئے اور بعضے اندھے اور روسیاہ اور بعضوں کی تھوڑے سے
زمانہ میں ملک اور دولت ہاتھ سے جاتا رہا اور بعضے تشنگی میں مر گئے اور عقوبات میں
مبتلا ہو کر مارے گئے ابو نعیم نے طریق سفیان کے راوی اوسکی سے کہا اور اسکو دادی نے
جا سرہ سے دو مرد قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے لیکن ایک شخص لیس وار ہوا
حصہ تناسل اوسکا یہاں تک کہ اوسکو کمر میں لپیٹتا تھا اور بعض روایت میں ہے کہ گردن میں

مانند رسن کی لپیٹتا تھا اور دوسرا پس تشنگی اوسپر غالب ہوئی یہانتک کہ ایک پکھال
بھرے ہوے پانی کے منہ سے لگایا اور تمام پانی اوسکا پی گیا مگر پیاس اوسکی نہ گئی اور
مروی ہے کہ ایک جماعت باہمدیگر گفتگو کرتے تھے کہ کسیکو قاتلان حضرت
امام حسین علیہ السلام سے نہین دیکھا کہ بدون مبتلا ہوے مصیبت و بلاے دنیا کے
مراہو کو ناگاہ ایک پیر مرد اوس جماعت سے بولا کہ مین قتل حسین علیہ السلام مین شریک تھا اور ابتک
کوئی مصیبت پیرامون میرے نہین آئی اس گفتگو مین تھا کہ واسطے درست کرنے فتیلہ
چراغ کے اپنی جا سے اوٹھا قدرت الٰہی سے شعلہ چراغ نے اوسکو پکڑا اور سوزش بہت
اوسکے بدن مین پڑی کہ گرد اوس جماعت کے تڑپتا تھا اور کہتا تھا کہ جلا جلا یہانتک
نوبت پہونچی کہ اوسنے اپنے تئین دریا مین ڈالا اور چونکہ یہ آگ افروختہ قہر الٰہی کی تھی پانی
دریا کا اوس لعین کے حق مین مانند روغن کے ہوا آخرکار اوس شعلے نے اوسکو ایسا جلایا
کہ بدن اوس شقی کا حطب جہنم کا ہوا اور سدی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے میری
ضیافت کی اور اوس ضیافت مین اور لوگ بھی شریک تھے کہ اثناے کلام مین تذکرہ معرکہ
کربلا کا ہوا حضار مجلس نے کہا کہ جو شخص کہ شریک قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کی تھا
عقوبت دنیا مین مبتلا ہو کر مرا میزبان نے کہ رئیس مجلس کا تھا بے محابا کہا کہ مین حاضر معرکہ
کربلا کی تھا کوئی مصیبت ابھی تک مجکو نہین پہونچی ہنوز یہ بات اوس لعین سے تمام نہین ہوئی
تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے خود بخود جدا ہوکر اوسکے بدن پر پڑا اور اوسکو تمام جلا دیا اور
کہتا ہے کہ مین نے بچشم خود اوسکو دیکھا کہ بدن اوسکا مانند کوئلہ کے ہوا تھا اور [illegible]
ابن [illegible] نے روایت کی ہے کہ سر مبارک حضرت امام مظلومان علیہ السلام کو فتراک مین باندھا تھا
حسن اوسکا مشہور تھا بعد اوسکے منہ اوسکا تیرہ و تار کہ زیادہ قیر سے ہوا لوگون نے

اوس سے پوچھا کہ تو کس حال میں مشہور تھا کیا ہوا کہ منہ تیرا سیاہ ہو گیا اوس نے کہا جس
ترمیں کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا قرآن پڑھتا تھا [illegible] دو مرد ہر روز
آتے تھے میں بار میرا پکڑا کیا [illegible] آگ [illegible] اور [illegible] کرتے ہیں اسکا
ہاتھ سے منہ میرا سیاہ ہوا اور حالت میری [illegible] ہے [illegible] اوس [illegible]
آخر کو رہی اوس جہنم کا ہوا اور واقدی سے منقول ہے کہ ایک پیر مرد جو شریک قتل حضرت
امام آل عبا علیہ السلام سے اندھا ہو گیا تھا لوگوں نے اوس سے سبب اندھا ہونے کا پوچھا اوس نے
کہا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین آنحضرت کی
چڑھی ہوئی تھیں اور دست مبارک میں تلوار تھی اور آگے آپ کے فرش چرم کا بچھا تھا [illegible]
حضرت امام حسین علیہ السلام کو ذبح کر کے اون کو سر [illegible] فرش پر ڈال دیا تھا جسکو دیکھ کر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر بڑی خفگی سے بہت لعن کی اور ایک میل خون سے آلودہ کر کے
میری آنکھ میں پھیر دی اوس وقت سے میں اندھا ہوا ہوں لکھتے ہیں کہ شام میں ایک شخص
تھا [illegible] حضرت امام حسین علیہ السلام سے تھا کہ منہ اوسکا مثل خنزیر کی ہوا اور وہ [illegible]
لوگوں کا ہوا روایت ہے کہ جس لعین نے کہ تیر حضرت علی اصغر کے گلے پر مارا تھا ایک مرض میں مبتلا
ہوا کہ ایک طرف پیٹ [illegible] اوسکا مثل آتش کی ہوا اور ایک جانب پیٹ سرد [illegible]
ہر چند کہ آگے اوس لعین کے [illegible] کرتے تھے اور پیٹ پر تنور گرم کرتے تھے کچھ اثر نہ کرتا
اور اوسی طرح پر واویلا کرتا تھا اور اسقدر پیاس لگتی اوس لعین پر یہ حالت ہوئی کہ گھڑوں
پانی پیتا تھا اور [illegible] العطش کی اوسنے [illegible] آخر کار شکم اوس شقی کا شق ہوا اور روح پلید
اوسکی عقوبت میں جہنم واصل ہوا یہ تتمہ حال تھا مردان عوام کا کہ حاضر معرکہ کربلا کے تھے
اور احوال خواص کا مثل یزید پلید و ابن زیاد بد نہاد و ابن سعد شقی و شمر [illegible]

اوسکی کی مجملاً قابل سننے کے ہیں پس جبکہ یزید پلید قتل حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ و الثنا سے فارغ ہوا حقیقتاً ازلی اوس سرآمد اشقیا کو قطع نظر امراض جسمانیکے کہ وہ شقی مبتلا تھا ساتھ ارتکاب افعال شنیعہ کے منجر بکفر ہوتی ہیں مبتلا کیا تاکہ صورت عذاب الٰہی کی بی شائبہ تکلف کی ناصیہ حال و من مآل سے ظاہر ہووی از انجملہ خراب کرنا مدینہ منورہ کا یعنے اوس شقی ازلی نے لشکر گران ہمراہ ایک لعین کے طرف مدینہ طیبہ کے روانہ کیا کہ تین روز تک عوام و خواص سکنہ بلدہ طیبہ کے قتل و غارت لشکریون سے حیران و پریشان ہو چنانچہ سات سو صحابی شہید ہوی اور صدہا عورتین وضیع و شریف کی زنا سے حاملہ ہوئین اور گھر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تاراج کیا اور تین روز تک مسجد نبوی میں گھوڑون نے لیدہ اور پیشاب کیا اور اوس مسجد شریف میں کہ مورد جنود ملائکہ کی تھی تین روز تک سگ اور گربہ نی جگہہ کیا اور اذان و نماز نہ ہوئی اور اعمال قبیحہ کہ قلم تحریر اوسکی سے کیتا ہے اون لشکریون سے موقوع مین آیا کہ تفصیل اوسکی جذب القلوب وغیرہ میں مسطور و جا موجود ہے اور منجملہ اونکی ہتک حرمت کعبہ معظمہ کی کہ سنگہا منجنیق شامیون سے صحن حرم محترم کعبہ کا پر ہوا اور ستون مسجد الحرام کا شکست ہوا اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا اور یزید وہ کہ در کعبہ پر تھا اوسکو ہمیہ توڑ کا کیا یہان تک کہ چند روز خانہ کعبہ بی لباس کے عریان رہا اور منجملہ اوسکو حلال اور مباح کرنا منہیات شرعیہ کا مثل زنا و لواطہ و شرب خمر اور بیاہ بہائی بہن کا کہ دلیل صریح اوپر زیادتگی کفر اوس کافر کے ہی اور تفصیل ان سوانح و حوادث نامشروعہ کی کتب سیر و تواریخ میں بتصریح مسطور ہے القصہ وہ شور بخت بعد تین برس سات مہینے کے پندہرہوین ربیع الاول سے کے مقام حمص مین کہ ایک شہر ہے بلاد شام سے واصل جہنم ہوا اور سال عمر اوس لعین کی اونتالیس برس کو پہونچی تھی کہ وہ بدبخت ساتھ طوق لعنت اور سلاسل نکبت سے کے دنیا سے گیا اور حسن اتفاق سے یہ ہے

کہ جس ور ہتک حرمت کعبے کی جور و تعدی شامیوں کے ظہور میں آئی وسی ہر وہ شقی
حطب جہنم کا ہوا یعنی جسکے دو حرف مقیم سقر کا ہوا معاویہ بن یزید کہ یزید لعین نے اپنی
حیات میں اوسکو ولیعہد اور خلیفہ کیا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا یعنی جسکے معاویہ بن
یزید بادشاہ ہوا بعد چند روز کے منبر پر چڑھا بعد حمد خدا اور نعت سرور انبیاء کے کہا کہ خلافت
مضبوط خدا اور حق خلفاء باصفا کی ہے دادا میرا معاویہ بن ابی سفیان نے راہ خلاف
اور خطا کی اور وجہ علی مرتضے سے کہ احق و اولیٰ واسطے خلافت کے تھے نزاع
و جدال کیا بعد اوسکے باپ میرا کہ کسی طرح سے اہلیت اور استحقاق نہ رکھتا تھا تخت سلطنت پر
بیٹھا اور واسطے استحکام کرنے اپنی حکومت کے حضرت امام حسین سبط رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا آخر کو جوان مرگ ہو کر وبال دارین کا واسطے حکومت چند
روزہ کی ہمراہ لے گیا بعد اوسکے ان کلمات کے زار زار رویا اور کہا کہ میں جانتا ہوں
کہ مجھا رہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہت بد تھا کہ میرے باپ سے وقوع میں آیا
اور بازگشت اوسکی طرف جہنم کے ہے کہ اولاد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
قتل اور شراب کو مباح کیا اور تخریب مدینہ منورہ اور ہتک حرمت کعبہ کو روا رکھی میں
اس خلافت میں حلاوت نہیں پاتا اور اولاد ابو سفیان میں سے جس کسی سے کہ
تم راضی ہو اوسکو امیر کرو میں نے اپنی عقد بیعت کو گردن مسلمانوں سے نکال لیا
بعد اسکے منبر سے نیچے آیا اور خانہ عزلت میں بیٹھا اور آمد و رفت خلائق کی اپنے اوپر بند
کی بعد چند کے جوار رحمت حق میں گیا اور حال خسران مآل ابن زیاد شقاوت بنیاد کا
یہ ہے کہ وہ بدبخت شقی جنگ مختار بن عبید ثقفی میں مارا گیا اور ابن سعد اور
شمر کو بھی مختار نے بعد اپنے تسلط کے واصل جہنم کیا جیسا کہ تفصیل اس قصہ

بی آدمی کی مروی ہے کہ جبکہ مختار ثقفی کوفہ وغیرہ پر مسلط ہوا حکم دیا کہ جو شخص کہ
لشکریان ابن سعد سے کہ قتل حضرت امام مظلوم علیہ السلام مین شریک رہا ہو اوسکو گرفتار کیا
مجکو نشان دو چنانچہ کئی سے آدمیونکا نشان ملا مختار نے اون سب کی گردن مارکے
دار پر کھینچا اور مختار نے اپنے غلام خاص کو حکم دیا کہ ابن سعد کو حاضر کر حفص بن سعد
حاضر تھا اوس سے پوچھا کہ باپ تیرا کہاں ہے اوسنے کہا کہ خانہ نشین ہے مختار نے کہا اب اسکو مت
رہنی کی جگہ پر کہ خانہ نشین ہوا ہے اوس دن قتل حضرت امام حسین علیہ السلام سے کیوں خانہ نشینی
نہ اختیار کی بعد اسکے حکم دیا کہ سر اوس ملعون کا کاٹو بموجب حکم مختار کے سر اوس شقی کا
کاٹا گیا اور اوسکے بیٹے کو بھی مارا اور شمر بدبخت کو بھی قتل کیا اور سر ان دونون کا
نزدیک محمد بن حنفیہ کے مدینہ منورہ مین بھیجا بعد اسکے مختار نے حکم دیا کہ جو شخص کہ شریک
ابن سعد کا سفر کربلا مین رہا ہو اوسکو قتل کرو جبکہ اہالی کوفہ نے جانا کہ مختار درپے
قصاص خون حضرت امام مظلومان علیہ السلام کی ہے قصد بھاگنے کا کوفہ سے طرف
بصرہ کی کیا اور لشکر مختار کا عقب ان سب کے روانہ ہوا جسکو کہ انمین سے پاتے تھے قتل
کرکے اوسکو جلا دیتے تھے اور گھر اوسکا غارت کرتے تھے پس جبکہ خولی بن یزید کو
قید کرکے آگے مختار کے لائے اوسنے حکم دیا کہ پہلے دونون ہات اور پیر اوس ملعون کے
کاٹے بعد اسکے اوسکو دار پر کھینچا بعد اسکے اوس شقی کو آگ مین جلایا اسی نہج پر
لشکریان مختار نے لشکریان ابن سعد سے جس شخص کو پایا انواع عذاب سے مارا القصہ جبکہ
مختار قتل ابن سعد و شمر و خولی بن یزید سے فارغ ہوا قصد قتل ابن زیاد بدنہاد کا کیا
چنانچہ ابراہیم بن مالک اشتر کو مع فوج گران مقابلہ ابن زیاد کے روانہ کیا جس وقت کہ
ابراہیم فوج لیکر سرحد موصل مین پہونچا ابن زیاد بدنہاد نے کنارے دریا کے کہ پانچ کوس

موصل سے واقع ہے لشکر جمع کیا پس جانبین سے صبح کے وقت سے ہنگامہ محاربہ کا گرم رہا
وقت نماز شام کے ابراہیم نے لشکر شام کو کہ ہمراہ ابن زیاد بدنہاد کے تھا شکست دی
پس فوج ابن زیاد کی سر پر پیر رکھ کے فرار کیا اور لشکر ابراہیم کا تعاقب اوسکے ہوا اور
ابراہیم نے حکم دیا اپنی فوج کو کہ فوج مخالف سے جس کسیکو پاؤ زندہ نہ چھوڑو چنانچہ ہمراہیان
ابن زیاد لعین کے بہت مارے گئے اور ابن زیاد ملعون بھی جہنم واصل ہوا پس سر اوس
ملعون کا کاٹ کر آگے ابراہیم کے لائے ابراہیم نے سر اوس کا ایک کاردیک مختار کے بھیجا
پس جسوقت سر ابن زیاد بدنہاد کا کوفہ میں پہنچا مختار نے دارالامارہ کو آراستہ کر کے اہالی
کوفہ کو جمع کیا اور دارالامارہ میں جلوس کر کے حکم دیا کہ سر ابن زیاد کا حاضر کریں جسوقت
سر ابن زیاد نابہ نہاد کا دارالامارہ میں آگے مختار کے لے گئے مختار نے اہل کوفہ کی طرف
متوجہ ہو کر کہا دیکھو اے اہل کوفہ کہ قصاص خون حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو
زندہ نہ چھوڑا اور مفتاح البکا میں منقول ہے کہ واقعہ مختار میں ستر ہزار آدمی شام کے قتل ہوئے اور
وقوع اس واقعہ کا روز عاشورہ سن سڑسٹھ ہجری میں بعد چھ برس کے معرکہ کربلا سے اسی طور
موافق روایت صحیح میں آیا ہے کہ جسوقت کہ سر ابن زیاد بدنہاد اور اوسکے لشکر کا آگے مختار کے
حاضر کیا تھا تو ایک سانپ وہاں سر پر ظاہر ہو کر سوراخ ناک ابن زیاد بدنہاد میں گیا اور پھر منہ کی
راہ سے اور اسی طور العدد اوسکے منہ کی طرف سے نکل آتا تھا یہی اتفاق ہوا تا آنکہ ابن زیاد
اور ابن سعد و شمر ذی الجوشن و عمر بن الحجاج و قیس بن اشعث کندی و خولی بن یزید اصبحی
و سنان بن انس نخعی و عبداللہ بن قیس و حکیم بن طفیل و یزید بن مالک اور غیر انکے اعیان یزید پلید سب
عقوبت میں مبتلا ہو کر قتل ہوئے اور بعضے زندہ گھوڑوں سے دوڑائے گئے کہ استخوان ان ملعونوں کے
چور چور ہو گئے پس منتقم حقیقی نے موافق اپنے وعدہ کے کہ ذکر اوسکا اوپر گذرا انتقام حضرت

علیہ التحیۃ والثنا کا بات مختار ثقفی سے پایا گو کہ شقاوت ازلی انجام کار کو ناصیہ اعتقاد مختار
جلوہ گر ہوئی یعنے وہ بد انجام آخر کو مدعی نبوت کا ہوا چنانچہ تفصیل حال بد مآل اوسکے
کی کتب تواریخ مین مسطور ہے پس جبکہ کوفہ اور اوسکے اطراف مین تسلط تمام مختار کا ہوا
اوسنے قصد محاربہ کا عبد اللہ بن زبیر سے کیا پس جس وقت کہ عبد اللہ بن زبیر اوپر ارادہ
مختار کے واقف ہوئے مصعب بن زبیر یعنے اپنے بھائی کو واسطے مقابلہ مختار کے مامور کیا
چنانچہ مصعب مع لشکر بصرہ سے روانہ ہوئے درمیان مین فوج مصعب اور فوج مختار کے
ہنگامہ قتال و جدال کا گرم رہا اسی معرکہ مین مختار قتل ہوا پس جس ہنگام مین کہ
مصعب بن زبیر کوفہ اور اوسکی نواحی پر مسلط ہوئے عبد الملک نے ارادہ مقابلہ مصعب کا
کیا چنانچہ ہنگامہ قتال و جدال کا جانبین سے گرم ہوا اور عبد الملک مصعب پر فتحیاب
ہوا مصعب و ابراہیم بن مالک اشتر مقتول ہوئے ابن عمیر لیثی سے منقول ہے کہ اوسنے
عبد الملک سے کہا کہ مین نے پہلے سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا دار الامارہ مین
روبرو ابن زیاد کے دیکھا بعد اوسکے سر ابن زیاد کا آگے مختار کے بعد اسکے
سر مختار کا آگے مصعب کے دیکھا بعد اوسکے سر مصعب کا آگے تیرے دیکھتا ہون
پس اس دار الامارہ سے خدا پناہ دے کہ یہ بد مکان ہے کہ بازگشت سرہا سروران کا
اسجا پر ہوتا ہے عبد الملک بمجرد سننے اس حال کے دار الامارہ سے اوٹھا اور حکم کیا کہ بنا اس قصر ناپاک کی
جڑ سے منہدم کرو چنانچہ موجب اوسکے حکم کے دار الامارہ منہدم کیا گیا الحاصل جبکہ عبد الملک نے مصعب پر ظفر پائی
اور کوفہ اور اوسکی نواحی پر مسلط ہوا چاہا کہ لشکر گران واسطے قتل عبد اللہ بن زبیر کے مکہ معظمہ
مین بھیجے اول وہلہ مین اس کار کو کسی نے قبول نہ کیا بلحاظ اسکے کہ قتال و جدال
حرم خدا مین حرام ہے پس ایک روز حجاج نے آگے عبد الملک کے آکر کہا کہ مین نے

خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے بیٹے زبیر کا سر کاٹ کے جدا کیا ہے عبدالملک نے حجاج کو
حجاج عزیمت مکہ معظمہ کر واسطے مقاتلہ ابن زبیر کے راضی ہے پس عبدالملک نے فوج
گراں پایہ ہمراہ حجاج کے کر کے طرف مکہ معظمہ کے روانہ کی پس حجاج کہ اصل رذیل ظالم تھا
ہی جنگ اور جاری کیا اور لشکر جمع کر کے متوجہ سمت کعبہ معظمہ کے ہوا اور وہاں پر
جا کر بازار قتال و جدال کا گرم کیا اور کمر گستاخی کی باندھ کر داخل محاذات کعبہ معظمہ کا
ات احتقار سے چھوڑ دیا یہاں تک کہ تمامی حرم شریف خون مقتولوں سے رنگین ہوا اور
عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے یہ مرحلہ بھی سطے ہوا بعد اس کے حکومت مروانیہ کی شام
و عراق اور حجاز اور ممالک میں ہزار مہینے تک مستقر ہوئی چنانچہ تفسیر سورۂ انا انزلناہ
میں بیچ بیان معنی لیلۃ القدر خیر من الف شہر کے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
روشن ہے کہ مراد الف شہر سے ہزار ماہ مدت سلطنت بنی امیہ کی ہے واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب الحمد للہ علی احسانہ والصلوۃ علی نبیہ و آلہ تمام ہوا یہ رسالہ
بیچ مہینے محرم الحرام سنہ ١٢٦٦ ایکہزار دو سو چھیاسٹھ ہجری میں

خاتمۃ الطبع

پروردگار عالم کا شکر ہے کہ اب یہ رسالہ ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسین
مؤلفہ علامہ زمان فہامہ دوران عالم نحریر فاضل عدیم النظیر مرجع العلما
سند الفضلا ابو الخیر محمد متین الدین المشہدی الکروی مدظلہ العالی
مطبع نامی منشی نول کشور میں بمقام لکھنؤ
بماہ اپریل ١٨٧٥ع مطابق ماہ ربیع الاول
١٢٩٢ ہجری حلیہ پوشش طبع ہوا





الحمد لله الذی افاض علی الشهداء سحائب الرحمة من السماء واعطاهم بعلو الهمم مدارج
ورضوان واحیاهم حیوة لا یعتریها فناء ولا زوال ولا نقصان ویهدیهم فی جنته
من الرضوان. والصلوة والسلام علی خیر من استشهد لاعلاء کلمة الحق
بصدق الجنان. وهو الذی لیس کمثله شیء من الملک والانس والجان وهو
علی الاعیان. وعلی آله واصحابه الذین جاهدوا فی سبیل الله وبذلوا اموالهم
وانفسهم ابتغاء رحمة الرحمن. فاولئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة وعمّ بها
وهم هداة سبل الایمان والعرفان. اما بعد بر کسانیکه سلوک طریق هدایت بر گزیده
و دامن فکر از خس و خاشاک ضلالت رچیده اند مخفی و مستتر نخواهد بود که ماجرای
شهادت عظمی سبطین طیبین حضرت حسنین علیهما التسلیمات والتحیات که الحسن
والحسین سیدا شباب اهل الجنة طغرای فرمان مناقب شان است، و دیگر
اسامی وهما ریحانتای من الدنیا گلی از گلستان فضائل این هر دو شفیع عاصیان
خاصه سانحهٔ کربلا و واقعهٔ شهادت جناب سید الشهداء علیه الوف من التحیة والثناء
که عقول عقلا در آن متحیر و هر کسی از اهل خرد در اکتناه آن گم کرده بار مرست که

که دلکبابان دوش نبی باشان محبوبیتی که نسبت با محبوب خدا یعنی حضرت سید الانبیا
علیه افضل الصلوات من الملک الاعلی داشتند روی اینهمه مصیبت بلا دیدند
تجشم ابتلا در خصوص شهادت کشیدند این را چه باید گفت چه معاملات عاشقانه
دلبریست و حالات معشوقانه دیگر شعر گل را چه غم که بر سر تختی تحمل هست
هر جا غمیست بر دل مجروح بلبل ست پس سلفا و خلفا از علما و فضلا سخنها
درین باب گفته و در تحقیق در سلک بیان سفته اند لیکن سخنی که ره بجای رساند
و حرفیکه دل سامع بآن قانع شود بجز کلام بلاغت نظام قدوة المحدثین اسوة المفسرین
زبدة الاصولیین والفقهاء والمتکلمین مولانا استاذنا حضرت شاه عبد العزیز
دهلوی تغمده الله بالرحمة والغفران واسکنه فی اعلی فرادیس الجنان که ذات ملکی
صفاتش بغایت اشتهار در اقطار امصار و دیار مستغنی از تعریف و بی نیاز
از توصیف افتاده قرع صماخ نکرده که در رساله سر الشهادتین پرده از روی این راز
(کوفتن در گوش و سوراخ گوش ۱۲)
سربسته کشوده و این سر مکتوم را چنان وانموده اند که کتب متداوله علما از ان
عاری و اسفار متداوله فضلا ازان خالی ست و رساله مزبوره باکمال بلاغتی که دارد
هر چند برای ایضاح مرام و کشف مقصود کلام کافی و وافی ست لیکن چون شاهد
تعبیرش بحجله عبارات عربی جا گزین و تالیفش بعنوان متین همقرین گشته منفعت
عامه و افادت تامه داعی بر تفسیر و تفصیلش بزبان فارسی آمد تا نفعش عام و فائده
آن تمام باشد لهذا فقیر نامه سیاه سلامت الله که بفحوای این شعر شعر

فی الجمله نسبتی بتو کافی بود مرا بلبل همین که قافیه گل شود بس ست

روزی چند ملازم صحبت با افادت جناب استاذ البریه مانده گلهای تدقیق در ریاض
تحقیق بمانده خواهست که بذریعه ترجمه رساله مسطوره باستحصال نسبتی که ذره را
باآفتاب هست پردازد و باکتساب این سعادت علم افتخار برافرازد چنانچه با وجود

صبح درست از کثرت مشاغل و اندک مهلت باستعمال مسم در ساعتے و دقیقه
از مقامات اصادر روایات بپرداخت و چنانکه مناسب بوده باشد تفصیل
مر روی جمال کشوده این ترجمه را موسوم به تحریر الشهادتین نمود با آنکه شرع
فی المقصود متوکلاً علی مفیض الخیر والجود وانه ولی التوفیق والهدایة وعلیه
التوکل فی البدایة والنهایة قال الاستاد العلامة ادام الله برکاته و ادام
حاسنا بقاءه اِعلَم رحمك الله تعالى انّ الكمالات التی افترقت
فی الانبیاء علیهم السلام قد اجتمعت فی نبینا صلی الله
علیه وسلم بدان رحم کناد مر ترا خدا تعالی البته کمالاتی که متفرق و
منتشر بوده در ذوات پیغمبران علیه السلام همه بتحقیق مجتمع و فراهم شده
در ذات پیغمبر ما علیه الصلوة والثنا و تفصیل این اجمال آنست که ارشاد شود
فقد اُعطی الخلافة کما اُعطی آدم و داؤد علیهما السلام
واُعطی الملك كما اُعطی سلیمان علیه السلام واُعطی الحسن
كما اُعطی یوسف علیه السلام واُعطی الخلة كما اُعطی
ابراهیم علیه السلام واُعطی الكلام كما اُعطی موسی
علیه السلام واُعطی العبادة كما اُعطی یونس علیه
السلام واُعطی الشكر كما اُعطی نوح علیه السلام
پس بتحقیق داده شد خلافت و نیابت را چنانکه داده شده آدم و داؤد علیهما السلام
و داده شد ملک و سلطنت را چنانکه داده شد سلیمان علیه السلام و داده شد
حسن و جمال را چنانکه داده شد یوسف علیه السلام و داده شد خلت و اتحاد را
چنانکه داده شد ابراهیم علیه السلام و داده شد کلام و خطاب را چنانکه داده شد
موسی علیه السلام و داده شد عبادت و طاعت را چنانکه داده شد یونس علیه السلام

و داود شد شکر را چنانکه داده شد نوح علیه السلام تخفّی و مستتر مباد که هر یکی را از
انبیای کرام وصفی و لقبی خاص هست که باعث امتیاز و موجب اختصاص او از
دیگری افتاده چنانکه وصف خلافت که عبارت از نیابت حق در تبلیغ احکام شرع
و ترویج امور دینیه و سیاست و تدبیر مملکت و انتظام عالم و اصلاح حال
بنی آدم و دیگر امور متعلقه به مصالح معاش و معاد بندگان خداست و وصف ملک
و سلطنت که عبارت از ریاست عامه و حکومت تامه است و وصف حسن و جمال
که عبارت است از تناسب اعضا و صباحت خد و رشاقت قد و ملاحت رنگ و لطافت
بدن و خوبی چشم و بینی و دیگر کیفیات و شیونات محبوبان که نه در قیاس و تخمین
عقل و دانش گنجد و نه بمیزان اندازهٔ وهم و گمان سنجد و وصف خلت که عبارت
از یاری جانی و دوستی روحانیست که تعبیرش یکجان و دو قالب کرده اند
و این معنی شانی از شیونات خلت انسانی است اما نسبت بحضرت حق جل و علا
این مرتبه عظمی و عطیه کبری بجائی رسیده که قابل شرح و بیان نیست چنانکه گفته اند
لا این معنی محبت و کیفیت صرف است که تعبیر و عنوانش از لوث تعلق با قوالب
الفاظ پاک و صاف برآمده و وصف کلام که مبنی از تشریف همکلامی با علام است
و وصف عبادت که بظاهر مشعر از اظهار و تضرع و عجز و خضوع و خشوع عبد و عظمت
و جبروت معبود است و حقیقت استهلاک هستی عبد در هستی حق است که نقش
ما سوای معبود در نظر عابد نماند بلکه پیش ظهور نور معبود عابد هم در میان نباشد
و وصف شکر که مراد از قضای حق است بدون صرف اعضا و جوارح و قلب و
روح در امری که مخلوق برای آن شده حاصل نشود بلکه اگر تعبیرش بقضای شاکر
بلقای منعم نمایند اولی و انسب باشد بالجمله وصف خلافت که موصوف بآن
آدم و داود بودند چنانکه ملقب به خلیفة الله گشتند و ملک و سلطنت که از او و هم

عالم حضرت سلیمان ست و حسن و جمال که ضرب المثل بآن یوسف شده اند جلیب
راتحاد که مشتهر باتصاف آن ابراهیم خلیل الله گشته‌اند و کلام که لقب کلیم الله کاشف
از محبوبیت موسی آنست و طهارت و طاعت که یونس باتصاف آن مشهور اند
و شکر که آنرا نامور نوح کرده اند مجموعه این صفات و گلدسته این کمالات ذات
معدن حسنات آن سرور کائنات علیه الصلوات والتسلیمات ست خوش گفت
آنکه گفت شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری * آنچه خوبان همه دارند تو
تنها داری * بلکه اگر دیده بصیرت وا شود و نظر بغور واقعات رود حضرت
ختم المرسلین علیه الصلوة والسلام شریک غالب در جمله اوصاف کمال را آیه
علم یعنی السبق ربانی درین میدان برافراشته قدم اعجاز تو امر را از سائر انبیا
فراتر گذاشته اند چنانچه آدم و داؤد اگر ملقب به خلیفة الله شده اند لوبحث
محمد رسول الله جهگانه بنام نامی او شده اند عفریتی اگر تخت بلقیس در درگاه سلیمان
حاضر نمود حق جل وعلا بخطاب سرور انبیا در مقدمه حضرت ربت کرد و حبا کمال
فرمود زنان مصر مشاهده جمال یوسف اگر دست بجای ترنج بریدند مردان بحر
در آینه کمال مطلق صورت من رآنی فقد رای الحق دیدند ابراهیم اگر لباس
خلت پوشید محمد قبای محبوبیت در بر کشید موسی اگر کلام حق بر طور دارد
شنید حبیب الله سر حق را بر عرش از سر و یکسر دیده سر دیده مشتهر بعبادت اگر
یونس جبائی ست فاذا فرغت فانصب منشور مصطفی ست نوح اگر شکر
مشهور ست احمد در صبر و شکر هر دو شکور الحمد هر جمالی و کمالی که سائر انبیا را
همان و بیشتر از آن بر تر و را انبیا داده چنانچه صفات مذکوره که فرادی فرادی در
ذوات حضرات انبیا رنگ ظهور گرفته اجتماع دارد و امواج آنها در یک ذات
پاک آن سرور عالم فخر بنی آدم صلی الله علیه وآله وسلم جلوه دیگر و کمالی آخر پدید آورد

لیکن چون اشتراک دیگران عایق از تفرد و امتیاز کلی و اختصاص جبلی ست آن حضرت خاتم نبوت و رسالت صلی الله علیه و آله وسلم را مخصوص و ممتاز بدیگر اوصاف و کمالات ساختند تا شاهد افضلیت بی پرده بر منصهٔ ظهور جلوه گزیند و نقش اشرفیت بی شائبهٔ خفا و اختفا بر نگین شهود نشیند لهذا اضافه می شود و قد زِيدَتْ لَهُ كَمَالَاتٌ أُخَرُ مِنْ أَنْوَاعِ الْوِلَايَاتِ وَالْمَحْبُوبِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ وَالْاِصْطِفَاءِ الْمُطْلَقِ وَالرُّؤْيَةِ وَالْقُرْبِ الْأَتَمِّ وَالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى وَالْجِهَادِ مَعَ أَعْدَاءِ اللّٰهِ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْكَمَالَاتِ كَالْعِلْمِ الْوَسِيعِ وَالْعِرْفَانِ الْأَتَمِّ وَالْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا وَالْاِجْتِهَادِ وَالْاِحْتِسَابِ وَالْقِرَاءَةِ وَغَيْرِهَا و تحقیق زیاده کرده شد برای آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم کمالات دیگر از اقسام ولایات و تصرفات و محبوبیت مطلقه و برگزیدگی مطلق و دیدار حق و قرب تمامتر و شفاعت عظمی و جهاد و محاربه با دشمنان خدا و غیر از ین کمالات کمالات دیگر هم اضافه شد همچو علم وسیع و عرفان اتم و قضا و فتوی و اجتهاد و احتساب و قرارهٔ قرآن و غیر آن باید دانست که ولایت عبارت ست از تصرف در ثقلین و قرب و منزلت نزد رب المشرقین رب المغربین و این تصرف عام و قرب تمام متنوع بانواع کثیره و منقسم باقسام عدیده است که بیان تفصیلی آن بر صفحهٔ این صحیفه گنجایش نمی تواند شد و آنچه گفته اند که الولایة افضل من النبوة گفته اند یعنی جهت ولایت نبی که عبارت از معامله راز و نیاز با خدا و قرب تمام با مولی ست افضل از جهت نبوت ست که مراد از مشغولی با خلق برای تبلیغ احکام الهی ست و محبوبیت مطلقه عبارت از ان ست که جمله اقوال و افعال و اعمال و احوال در ظاهر و باطن محبوب و مرغوب حق باشد و تمامی امور متعلقه با دین و دنیا بلکه خویش سرتاسر مقصود و مطلوب حضرت مطلق گردد

واصطلاحای مطلوب الظاهر تفسیر محبوبیت مطلقه هست در واقع متشابه میه دیگران
آنست که چه محبوبیت ملازم مقبولیت ست پس مقبول مطلق البته محبوب مطلق
باشد ولهذا القدیم محبوبیت را اصطفا اختیار افتاده تا ترتیب وضعی میانه دعوی
ودلیل موافق ترتیب طبعی بظهور آید وملاحظه تقدم وتاخر فیما بینهما نیکو به از
دست نرود و تر دیگر معنی آن که بعبارت ارباب حق ست تحقیق همین ست که در شب
معراج مدینه سریست [illegible] ادنی وقرب اتم که کریمه ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنی تفسیر آنست هر چند نسبت استعارت زیاده بر اتصال دو قبضه کمان که
باهم پیوسته باشند یا اضافه بر تعانق دو کس معانق که هر یکی هم آغوش دیگری
گردد قرار داده شد لیکن قرب واتصالی که مقدمه آن آیه وانی هدایه سبحان الذی
اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی باشد لیست بذات
سبعی که متعالی از جسم ومکان ولوازم آنست مقامی ست که میانه
عقل وشعور تا آنجا نتوان رسید وشاهد این مرتبه را بهزار طلاقت وذلاقت
در آغوش نباید کشید تا آنکه مثل روح الامین بقرب ومنزلتی که دارد مضمون
این شعر اگر یکسر موی برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم - رمان کشاده
طائر افهام واوهام ناسوتیان بل ملکوتیان را چه یارا که آنجا پر پرواز کشاید
وشفاعت عظمی که مقدمه آن نجات از تجلی دخانی که جمله انبیای کرام درین
صدمه [illegible] استدلال [illegible] ناتم موت مفرسے مدیده اند وخاتمه آن استخلاص
سائر عصاة مومنین از نار جحیم ست که رضای شفیع المذنبین منطوق ولسوف
یعطیک ربک فترضی بدون آن نگشته اند خود ظاهر ست وبر همگنان باهر
جهاد با دشمنان خدا اختصاصی ست که احدی از انبیا غیر آنحضرت علیه الصلوة
والسلام بنفس نفیس خود بآن مامور نشده واین کمالی ست که مشعر از منتهای محبت

که کلام معجز نظامم اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب بجذ افیره بر آن گواه است
و علم وسیع که فحوای علمت علم الاولین و الآخرین گلی از ین گلستان است و ندای
فاوحی الی عبده ما اوحی شمیمی از ین بوستان خارج از نطاق ناطقه انسان و حال
عرفان انهم از مقدمه قرب انهم ظاهر چه هر قدر که مقاربت بیشتر معرفت زیاده تر
چون قرب انهم بجائی رسید که کنه آنرا بدیده عقل دوربین نتوان دید پس عرفان
انهم هم بنسبه فائز که هوش و حواس از ادراک آن عاجز و منصب قضا که عبارت
از رفع قضایا و قطع تنازع میانه بندگان خداست از ملاحظه خلق کریم و لطف
عمیم آن مصلح کل و هادی سبل هویدا هویدا که متخاصمین هنگام فیصله در حق و
باطل بجز صورت رضا و برائت دلها نمی بینند و غیر از آمنا و صدقنا شاهد مقال
را در آغوش بیان نمی کشیدند و قانون فتوی از نظاره شواهد کتب احادیث
و سیر نضارت بخش ابصار ناظرانست و دستور العمل برای قاضیان و مفتیان
و اجتهاد هدایت انبیا که وحی باطنی عبارت از آن است بعد انتظار وحی بضرورت
فوت حادثه عمل بار آرد بیضا ضیای مبتنی بر آن و قاعده کلیه برای جزئیات اجتهاد
جمله مجتهدان و احتساب که معامله محاسبه بندگان و جزا و سزا مبتنی بر آنست
ابواب حدود و قصاص و جنایات و تعزیرات منادی بآن و کمال قراءت
که مشتمل بر صورت تجوید و وجوه اختلاف کلمات و حروف قرآن است به تمامها
قراء سبعه و غیر آن مستغنی از بیان اما غیر این کمالات کمالاتی دیگر که در ذات
آن مجمع کمالات تعبیه کرده اند پس بجمله آنچه متعلق بجسم شریف است این است
که از پس پشت همچو پیش رو و در شب تاریک مانند روز روشن می دیدند
این تسویه و لیلی سیده روشن بیک بدن لطیف و عنصر نظیف گوئیا روح مجسم
بوده که کار نورانی تنها از شیر کار دواج مقدسه ترکیب داده الوا سیالوا از ملق

بر روی آن گشاده و قوت بصارت بحالی رسیده که هنگام بنای مسجد مدینه صورت کعبه
معظمه را بچشم سر دیده سمت قبله راست فرمودند و یازده ستاره عقد ثریا بی
تکلف مدید ظاهر شمار می نمودند درین مقام تماشا کردنی ست که نگاه معجز انتما
در حقیقت دوربین حق بینی بوده که هر کجا که میرسید کار خود میکرد و کمال سماعت
بحدی بود که روزی در مجمع صحابه جلوه فرما بودند که ناگاه بطرف آسمان نگاه کرده
ارشاد کردند که ایندم صدای انفتاح یکی از ابواب آسمانی که پیشتر ازین مفتوح
نگشته بگوش من رسید و از آن باب هفتاد هزار ملک برای مشایعت سوره
انعام جهت نزول از آسمان بسوی زمین کشیدند ازین حدیث قوت شنوائی و
بینائی هر دو بانتهی ست که مرتبه تا آن حضرت علیه الصلوة والتحیة عنایت شد
بعیب دگری نگشت و کمالاتی که از خواص لعاب دهن بوده خود مشهور ست چنانچه
شفای درد چشم حیدر صفدر شد و در خیبر از لطائف مزاق شریف دست داده و رفع
تشنگی امام تابی از ائمه اثنا عشر از برکت لب مکیدن لسان اعجاز بیان اتفاق
افتاده که تمام روز از سیرابی روی آب ندیدند و روز عاشورا در واقعه کربلا اطفال
اهلبیت عظام همین معجزه را در سلک تحریر علی الدوام میکشیدند و حلاوت آب بسا
کیستان سل شکسته و آب حضرت را در گلو می چکیدند مگر گره بسته چنان بود که یکقطره
از آن آب شور چاه انس بن مالک را شیرین و خوشگوار فرمود و از حسن جمال
و براقت و لمعان نور کمال چگویم که غالب بر ضیای ماه تمام افتاده چنانچه
روایت مراد بن جابر بران گواه ست که در شب ماه آن حضرت علیه الصلوة
والسلام با حله سرخ پوشیده دیدم نظری بطرف آن حضرت و نظری بجانب
ماه میکردم پیدا که لمعان نور آنحضرت غالب بر روشنی ماه بوده ازینجاست که
شعر: تو دید جمال و خوبی رخ طور اگر جامی * ارنی بگو بدان کس که بگفت لن ترانی

بال لطافت و نظافت کف و عطر بیزی و عنبر فشانی شمیم بدن انحضرت پس
ن مالک حالی ارباب خبرت و اصحاب بصیرت ست که و ما مسست دیباجۃ
احریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا شممت مسکا
اعنبرا اطیب من رایحۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی نرمی کف آنحضرت
یہ الصلوۃ والسلام زیادہ تر از دیبا و حریر بودہ و شمیم خلد نسیم بدن مبارک
ب تفضیل بر بوی مشک و عنبر کشودہ و از ینجاست کہ از ہر کوچہ و کوکہ سبک گذشتند
لمند تمام معنبر و معطر میگشت حتی کہ ہمین علامت و نشان پس ماندگان تا جستجو
ضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرسیدند و علی ہذا القیاس دیگر کمالات بدنی کہ
انش بسطی در کلام خواہد آمد اما درو رای این قسم کمالات پس کمال شق قمر خود
ہر من الشمس ست کہ از عرب تا ہند اشتہار یافتہ چندانکہ راجہ سراندیپ کار بند
صدیق این سانحہ غریبہ از برہمنان شاشتر دان شدہ مشرف باسلام گردید
راجہ بھوج حاکم دکن وقت شب خود ش این معجزہ را بچشم سر دید و کمال سیر
عراجی و سواری براق و گذشتن از سدرۃ المنتہی و رسیدن تا قاب قوسین
و ادنی بمنطوق سورۂ اسری عیان ست و عیان را چہ بیان و کمال اول
آوردن سر از قبر بروز محشر و حصول افاقہ از بیہوشی از ہمہ پیشتر و سواری
اق و بودن ہفتاد ہزار ملائکہ در جلو و بجانب راست عرش بر کرسی نشستن
بقام محمود و مشرف گشتن و لوای الحمد در دست دادن و حضرت آدم را با
یت در ظل آن لوا گذاشتن و اولین گذر از پل صراط فرمودن و سابق ہمہ
ہ در بہشت کشودن و بمرتبہ وسیلہ کہ فوق آن ہیچ مرتبہ متصور نیست
فراز یافتن و در مقام شفاعت مخلی بالطبع شتافتن ہمہ مخصوص بسرور انبیا
یہ الصلوۃ والثنا ست مجملاً استیفای کمالاتی کہ از دائرۂ تخمین و تجویز بیرون ست

واحصای صفاتی که از دوره تحریر و تقریر او بیرون ست کار قلم و زبان در زبان
قلم نیست پس همان بهتر که قلم اختصار درین فضای ناپیدا کنار سر او افراشته
و بیان مان این مضمون مصراع مشهور رطب اللسان ناید ساخت یعنی ع
لعل ارحا ابر گه قوی قصه مختصر متوجه بشود که اتصاف ذات سرور کائنات
صلی الله علیه و آله وسلم بکمالات مسلم لیکن کمال شهادت که بفحوای حصر
صدق اثر و دوت انی اقتل فی سبیل الله ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل
باین قدر اهتمام از روی حصول و التزام آن پیدا شد بعض ارباب ناقدین در که
استدراک بیان میکنند که قلم براعت رقم سیر و لکن بقی له کمال
لم یحصل له بنفسه وهی الشهادة لیکن باقی ماندن حضرت از کمال
که حاصل نگشت آن حضرت را ذات خود و آن شهادت ست و چون عدم حصول
چنین کمال محسوب و مرغوب به نفس نفیس ای چیزی نباشد شخص در کشف این راز
سیر و و السر فی عدم حصولها له بنفسه صلی الله علیه وسلم
انه لو استشهد فی الحرب ادی ذلک الی کسر شوکة الاسلام
و احلال الدین و سر در عدم حصول شهادت به نفس نفیس آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم اینست که اگر شهادت می یافت در معرکه جنگ میرسانید
آن شهادت نوبت بکسر شوکت اسلام و احلال دین چنین نمایانی که
غزوه احد از تمثل شیطان به تمثال جعال بن سراقه و لقوه او بجز که بدا الهم
الا ان محمدا قد قتل جا جا رسید و بس که در لشکر اسلام نیستاد و که امر کدام
تفرقه و اختلاف که در حصول نصرت و فتح رو بداده هرگاه چنین مضمون که سبب
مقرون در تا بدگی قرمت موجب انقلاب عظیم گردد و قضیه فتح و نصرت
منعکس بانهزام و تهزیمت شود روداد مطابق واقع را مستعد استعداد ما مرکز

[illegible] صاحب کمال میگویند که جمال هم آمده است

که کارنامهای ... بمآل شهادت منفی وشری غیر ازین نیست که ارشاد می شود
ولئن استشهد غیلة وسرا کما وقع لبعض خلفائه لم یتبین به امر
شهادته یعنی اگر شهید شود ناگهان و پوشیده چنانکه واقع شد برای خلفای
او باستثناء بهانی نمی یافت امر شهادت و ماجرای شهادت بعض خلفا که مراد ازان
حضرت عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم اند شده اند بسبیل اختصار اینست
که حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه در مدینه طیبه توی مسجد نبوی اشتغالی
با امامت نماز فجر داشتند که ناگاه فیروز مجوسی که او را ابو لؤلؤ می گفتند و از
مدتی در کمین بوده انتظار فرصت وقت میداشت در عین مشغولی نماز قابو
یافته از کارد دو سر دو سه ضرب بشکم آنحضرت زده اولین رخنه در بنای
اسلام انداخته روی خود را بدوده جهنم تیره و سیاه ساخت پس آنحضرت
زخمهای کاری خورده همانجا بصبر و تحمل نشستند و عقد استخلاف امامت نماز
را در همان حالت بگردن عبد الرحمن بن عوف بستند بعد ازانکه آنجناب را
بخانه آوردند تا وصیتها و تعیین شوری پرداخته روز سوم که یک شنبه غره
محرم الحرام سنه بیست و چهارم از هجرت نبوی بوده شربت شهادت خورده
بفردوس اعلی شتافتند اما قصه شهادت حضرت ذو النورین رضی الله عنه پس آن
سانحه در حقیقت ... الجلیل واقع که بلا ... نتیجه آن در وقوع مصیبت
و بلا بستند که ... عصر ریختند صبر و تحمل برای آن
محض بداعیه حقیقی ... کلمه گویان ... [illegible] ... سنت خلاصه
بعد نماز جمعه ... چند کس از شورش بختان ... مصر از جامع ...
در منزل شریف رسیده در حین مشغولی بتلاوت قرآن شربت شهادت با آب
شمشیر از گلوی نوشیدند آن مظلوم ریخته و دست خود با بدنامان و فروغ آویختند

۵
حق دوام بازداشتن از ریختن خونها
۱۲

چنانچہ سرخی چون آنحضرت تسخر فی کریمہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم کردہ
شہادت نوبت تلاوت تا آن رسید کہ چان آیہ آن وقت حایل می بر زبان بودہ گرو دید کہ
باوجود القراض زمان و مرور دھور نشان اثرش دران مصحف کہ مشہور بمصحف
امام ست موجود و در نظر خواص و عوام مشہود و آیں سانحہ یعنی افتادن خون
حضرت عثمان بر آیہ مذکورہ و رنگین شدن آن آیتی ست از آیات الٰہی کہ بعیش
محتاج شرح و بیان نیست و مختصری از واقعہ شہادت حضرت شیر خدا الیقی حیات
مرتضی علیہ التحیۃ والثنا اینست کہ از عادات شریف آنحضرت بودہ کہ در بارگی
شب برای تادیہ نماز تحر از حلاوت سرا بمسجد کوفہ تشریف آوردہ مردم خوابیدہ را
بصدای تکبیر متنبہ می فرمودند تا بیدار شدہ بسرانجام وضو و طہارت پردازند روزی
ہمیں عادت از دیدہ مسجد در آمدند کہ از عقب ستون ابن ملجم ملعون یک ضربہ شمشیر
زہر آگین بر سر مبارک ایشان زد ہر چند زخم کاری نبودہ لیکن تاثیر زہر کارخود
نمودہ و ایں ماجرا بود دہم رمضان سال چہلم از ہجرت کہ زمان انقطاع خلافت
نبوت بودہ اتفاق افتادہ در روز سوم یعنی بست و یکم آں ماہ ہم جلیس شہداء علیں
و ہم سفر عظمای خلد بریں گشتند انا للہ و انا الیہ راجعون بالجملہ حصول شہادت
بنفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منحصر در ہمیں دو صورت بودہ
کہ در معرکہ جنگ با کفار بطریق اعلان و اشتہار خلعت شہادت می پوشیدند
یا ناگہان و پوشیدہ صورت استشہاد در آئینہ اجتماع می دیدند بر تقدیر اول
شان و شوکت اسلام می شکست و انتظام دین و ملت در ہم و برہم میگشت
و بر تقدیر ثانی امر شہادت بحد شہرت و اشتہار نمی رسید بلکہ شاہد شہادت جا
تمام و کمال نمی پوشید چنانکہ میفرمایند یکاد و لا تمت الشہادۃ الا ان
تمام الشہادۃ ان یقتل الرجل فی الغربۃ والکربۃ وان تیقر

جَوَادُہٗ وَیُلْقٰی جُثَّتُہٗ مَطْرُوْحَۃً وَیُقْتَلَ حَوْلَہٗ جَمْعٌ کَثِیْرٌ مِّنْ اَعِزَّۃِ اَصْحَابِہٖ
وَاَقَارِبِہٖ وَاَنْ یُّنْھَبَ مَالُہٗ وَاَنْ تُؤْسَرَ نِسَاءُہٗ وَاَیَامٰہُ کُلُّ ذٰلِکَ
فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی بلکہ شہادت باتمام نمیرسید زیراکہ تمامی شہادت آنست کہ کشتہ شود
مرد ہی در حالت غربت و کہبت و پی کردہ شود اسپ مرکب او و انداختہ شود بدن
او بر زمین و کشتہ شود گرداگرد او جماعت کثیرہ از عزیزترین یاران و قریبان
او و غارت کردہ شود مال او و اسیر شوند زنان او و در بند روند یتیمان او و ہمہ
این صدمات محض برای خدا یتعالی باشد و آنکس فی سبیل اللہ این جملہ مصائب را
بر خود گوارا سازد و چون حصول چنین شہادت کہ فائز بدرجۂ تمام و کمال باشد
بنفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ ممکن نبود فَاقْتَضَتْ حِکْمَۃُ
اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ تَلْحَقَ ھٰذَا الْکَمَالُ الْعَظِیْمُ بِسَائِرِ کَمَالَاتِہٖ بَعْدَ وَفَاتِہٖ وَانْقِضَاءِ
اَیَّامِ خِلَافَتِہِ الَّتِیْ تُنَافِی الْمَغْلُوْبِیَّۃَ وَالْمَظْلُوْمِیَّۃَ بِرِجَالٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ
بَلْ بِاَقْرَبِ اَقَارِبِہٖ وَاَعَزِّ اَوْلَادِہٖ وَمَنْ یَّکُوْنُ فِیْ حُکْمِ اَبْنَائِہٖ
حَتّٰی تَلْحَقَ حَالُھُمْ بِحَالِہٖ وَیَنْدَرِجَ کَمَالُھُمْ فِیْ کَمَالِہٖ پس تقاضا کرد
حکمت و کارسازی خدا یتعالی کہ لاحق شود و منضم گردد این کمال بزرگ کہ ہم پایہ
محبوب و مرغوب بودہ بسائر کمالات او بعد وفات او و عقب انقضای ایام خلافت
نبوت او کہ منافی مغلوبیت و مظلومیت ست بوساطت مردان از اہل بیت
او بلکہ بواسطۂ نزدیک ترین اقربای او و عزیزترین اولاد او و شخصی کہ باشد
در حکم پسران او تا حال ایشان ملحق و منضم بحال او شود و کمال ایشان در ضمن
کمال او مندرج گردد فَتَوَجَّھَتْ عِنَایَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی بَعْدَ انْقِضَاءِ اَیَّامِ
الْخِلَافَۃِ اِلٰی ھٰذَا الْاِلْحَاقِ پس متوجہ شد عنایت خدا یتعالی و ارادہ
او بعد گذشتن ایام خلافت بطرف این الحاق تا این کمال ہم ملحق و منضم بسائر

کمالات آن حضرت محدود و عالیت مستعده برای حصول کمالی که از کمالات باقی بما
فاستینا بیت الحسنین علیهما السلام مناسب جدهما علیه
افضل الصلوات والتحیات وجعلهما من آیات الله الاسلطنته وحدانیه
الجمالیه پس ایشان بمقام حاجت آن عنایت بارادهٔ الٰهی حضرت امام حسن و
امام حسین علیهما السلام را بمقام جد امجد ایشان که در هر دو فرد ایشان
بود آنچه برای ملاحظهٔ کمال او بود در حساده برای مستعده جمال او تا صورت
کمال شهادت در حضرت رسول تمام شود و هنگامی که حسنین علیهما
شهادت رسول الثقلین گردد چون شهادت بنفس الامر منحصر در دو
قسم است سریه و علانیه داشت و هر یکی را از ایشان آثار مخصوص است کلام
او در تقسیم و تفصیل آن چنین است کما قسمت الشهادة علی قسمین شهادة
سر و شهادة علانیة فقسمتا علیهما هرگاه بود شهادت دو قسم
یکی شهادت سری و دیگر عیانی و احتمال این هر دو قسم متضادین در محل واحد
از محالات است قسمت کرده شد بر این هر دو یعنی یکی را از سبطین طیبین
شهادت سریه دادند که در [illegible] احوال شان مستور و مخفی ماند
و دیگری را شهادت علانیه چنانچه تا صورت این ماجرا چون آفتاب
نیمروز از ارض تا سما آشکارا [illegible] شهادت سریه
بر علانیه تقدم بنا به تقدیم طبع بر وضع است و سر مثل اجمالست و علانیه
همچو تفصیل و تفصیل بعد از اجمال ارفع و اعلی فرزند اکبر را مختص بقسم اول
و فرزند اصغر را مخصوص بقسم ثانی نمودند تا مطابقت تقدیم و تاخیر مرتبی میانه
سبطین از دست نرود و ظهور شهادت [illegible] و وقوع التفصیل بعد
اجمال صورت پذیرد و اجمال عین تفصیل است که از دست [illegible]

للاکبر بالقسم الاوّل پس مختص گشت فرزند اکبر با قسم اول یعنی شهادت
سرّیه حال الشروع در لوازم و آثار میرود و لمّا کان امرها مستوراً لم
یظهر لما ذکرہ فی الوحی وابهم امرها عند الوقوع ایضاً حتّی
وقعت علی یدی زوجته والزوجیّة من علائق المحبّة دون
العداوة وکلّ ذلک لانّه مبنیّ علی السّرّ والاخفاء ولذلک
لم یخبر به النّبیّ صلّی الله علیه وآله وسلّم ولا امیر المؤمنین
علیه التحیّة والثّناء ولا غیرهما و هر گاه بود حال شهادت سرّیه پوشیده
و پنهان از نظر مردمان ظاهر نگشت ذکر آن در وحی و مشتبه ماند حالش نزد
وقوع نیز تا آنکه واقع شد بر دست زوجه او حال آنکه زوجیت از علاقه های
محبت ست نه عداوت و اینهمه برای آن بود که این قسم شهادت مبنی بر سر اخفا
است و لهذا خبر نداد بوقوع آن پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم و نه امیر المؤمنین
علی علیه السلام و نه غیر ایشان یعنی هر گاه مبنای این قسم شهادت بر ستر و اخفا
بوده از کتمان این راز ناگزیر افتاد لهذا وقوع آن از دست زوجه که از
همچو این چنین کار نباید برای اشتباه و استتار صورت بست و بیانش در وحی
سماوی و هم در خبر خیر البشر و نیز در اثر جناب حیدر صفدر وارد نگشت تا این سر
مکتوب قبل از وقوع در پرده احتجاب باشد بخلاف قسم ثانی که مبنای او بر شهرت
و اعلان ست چنانکه حالش بیان میشود و اختصّ السّبط الاصغر
بالقسم الثّانی ولمّا کان مبنی امره علی الشّهرة والاعلان انزل
اوّلاً فی الوحی علی لسان جبرئیل وغیره من الملائکة ثمّ
بتعیین المکان وتسمیته وتعیین الزّمان وهو راس السّتّین
ثمّ اشتهر امره واعلن ذکره علی لسان امیر المؤمنین

کرم الله وجهه فی سفره الی صفین واحساس یافت ورود اصغر قسم
دوم از شهادت وهرگاه بود مبادی امر آن بر شهرت واعلان نازل کرده شد
اول در روحی مدینان حضرت شمال چیر آن ازمانا که بعد از آن بتعیین مکان و
نسبه آن که مشهور بکربلاست بتعیین زمان که شروع سال شصت کم
از هجرت بوده پس اشتهار یافت امر آن وظاهر کرده شد وکر آن بزبان
جناب امیر المومنین علی کرم الله وجهه در سفر او بطرف صفین که نام موضعے
در حدود عراق ست ومیبایست بیاید یعنی چون منای قسم ثانی که مرتبه
کمال شهادت ست بر اشتهار واعلان داشتند ترتب لوازم وآثار که مقتضی
کمال ظهور واظهار باشد صورت نیابد لهذا ذکرش قبل از وقوع واقعه در روحی سماء
بالتعیین مکان وزمان وارد گشت ومیبایست از زبان ولایت ترجمان
حضرت علی مرتضی علیه السلام پیش از سنوح سانحه صورت بست اما امور که
بعد از وقوع واقعه موجب اشتهار واظهار باشد پس بیایست مبرور ونقد لَمَّا
وَقَعَتْ وَاقِعَةُ الشَّهَادَةِ اشْتَهَرَ اَمْرُهَا بِانْقِلَابِ التُّرْبَةِ
دَمًا وَاِمْطَارِ الدَّمِ مِنَ السَّمَاءِ وَنَهْبِ الْمَوَاهِبِ بِالْمَرَاثِیْ وَنَوْحِ
الْجِنِّ وَنِكَائِهِمْ وَطَوَافِ السِّبَاعِ حَائِطَاتٍ لِجُثَّتِهِ وَدُخُوْلِ
الْحَيَّاتِ فِیْ مَحَاجِرِ قَاتِلِيْهِ اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَسْبَابِ الشُّهْرَةِ
پس هرگاه واقع شد واقعه شهادت مشهور شد حال آن بانقلاب خاک کربلا
وبازیدن خون از آسمان ونالیدن بالقان مرثیه ها ونوحه جن وگریه ایشان
وگردیدن درندگان گرداگرد برای محافظت بدن او وآمدن مارها در سوراخ
بینی قاتلان او وغیر آن از اسباب وعلامات شهرت واعلان تا ید دالست
که بعد سنوح سانحه هوش ربا ووقوع واقعه جانگزای شهادت حضرت سید الشهدا

تحیه و التحیة والثنا بشیری از آثار ارضی و سماوی بظهور آمد تا موجب
اشتهار و باعث اظهار این واقعهٔ غریبه و سانحهٔ عجیبه گردد و از آن جمله انقلاب
خاک بخون ست حتی که سنگی از احجار بیت المقدس باقی نماند که از زیر آن
خون تازه در غایت سرخی نه بر آمده و باریدن خون از آسمان بجائی رسیده بود
که خم ها و سبو ها و دیگر ظروف مردمان را پر از خون نمود اما گریستن هواتف
بمراثی و نوحهٔ جن و بکای ایشان پس بر عرف حال که از بدعات شنیعهٔ مخترعه
جهال ست و هیچ محلی از عقل و نقل نمی شنید محمول نباید کرد بلکه مراد از هتف
هواتف بمراثی اظهار حزن و ملال و گریستن بر حال شهیدان و بکا در وقت مصیبت
سید ایشان ست چه حقیقت مرثیه مجرد ذکر اموات بطریق تاسف و تلهف
ست و بس و نوحهٔ جنیان و بکای ایشان عبارت ست از گریستن بفریاد و
فغان فقط نه آن نوحه ممنوع که معمول و مرسوم مبتدعان این زمان ست
که در کتب صحاح در روایات معتمده ممانعت شدید و زجر و منع و وعید بران
ثابت و متحتم پس عبارت متن رسالهٔ شریفه را محمول بر سند بدعت ساختن
خود را در هاویهٔ ضلالت انداختن ست و برهان ساطع و حجت قاطع بر معنی
مراد مصنف علیه الرحمة فحاوی مراثی و نوحه های منقوله از زبان جنیان ست
که بجای خود بیاید و انچه گفتم شایبهٔ از تعصب ندارد که مقصود ازین کلام هدایت
خاص و عام ست نه ضلالت کافهٔ انام اما محافظت درندگان برای ابدان
شهیدان و در آمدن مارها در سوراخ بینی قاتلان پس برای عبرت ناظران
و سامعان و سزای و جزای بدبختان ست اما ورای اینهمه از اسباب شهرت
و اعلان مانند حنظل شدن گوشت شتران لشکریان امام زمان و سوخته
شدن زعفران و رم بالیدن بر روی زنان و سیاه شدن روزها همچو شبها که آن

و دیگر نسبتش آسمان با استناد زمان و دیگر ایشان از حوادث دوران آینده
مذکور شود و ظهور چنین وقائع جون کسی دل و جگر همه زمینیان و آسمانیان
و آسمانیان برای آنست که مذکور می شود لیتطلع الحاضرون والغائبون
عَلیٰ وقوعها بالبقاء البکاء والحزن المستمر و تذکر تلک
الوقائع الهائلة فی آتیة الی یوم القیمة فتبلغت لهایة
الشهرة فی الملاء الاعلیٰ والاسفل والغیب والشهادة والجن
والانس والناطق والصامت تا مطلع شوند حاضران و غائبان بر
وقوع این واقعه بلکه اطلاع یابند برای گذاشتن گریه و حزن مستمر و یاد داشتن
این وقائع هولناک در امت او تا روز قیامت و لهذا تحقیق رسید آن
وقائع بنهایت شهرت در عالم علوی و عالم غیب و شهادت جن و انس
و گویا و بی زبان که مراد از حیوانات و جمادات ست یعنی بنهایت اظهار
و اشتهار و ظهور لوازم و آثار بعد از وقوع این واقعه اطلاع حاضران و غائبان
که هر حاضر و غائب برین سانحه هوش ربا مطلع شود و هر کس اندوه و درد یکبار
و ترک و تاجیک بر چنین واقعه غم و ماتم دار کرد بلکه مقصود اصلی و غرض
حقیقی ازین همه باقی ماندن غم و الم دائم و تذکر و یادگاری وقائع هول اند
و د و سوانح غم فرسود درین امت تا قیام قیامت ست و لهذا واقعه کربلا
شهرت و اشتهار در عالم علوی و سفلی رسیده و در جمله ساکنان عالم غیب و
شهادت و جن و انس و ناطق و صامت مشتهر گردیده و چون مقدمه تمهید
ممهد شد اکنون بیان مقصود و آنچه متعلق بآنست رسیده چنانچه مصراع
اِذا تمهدت هٰذه المقدمة فلنذکر ما یتعلق بهذا
الباب مع الاشارة الی ما مهدنا من المقدمة هرگاه

تمهید یافت این مقدمه پس باید که ذکر نسیم چیزی را که متعلق باین باب باشد
باشارتی بسوی آنچه تمهید کرده ایم از مقدمه یعنی چون بعد تمهید مقدمه هنگام
بیان مقصود است و بیانش موقوف بر تحریر ابنیت سبطین طیبین برای
جناب رسول الثقلین و تقریر مرآتیت حسنین مطهرین برای ملاحظه جمال باکمال
نبی الحرمین صلی الله علیه وآله وسلم است شروع در اثبات هر دو مقدمه
میشود اما مقدمه اولی پس تفصیلش اینست فنقول اما کون السبطین
ابنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فله وجهان پس
میگوییم اما بودن سبطین یعنی حسن و حسین دو فرزند ارجمند پیغمبر خدا
صلی الله علیه وآله وسلم پس برای آن دو وجه است یعنی ثبوت ابنیت
حسنین علیهما السلام برای حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام مبنی بر دو
وجه وجیه است الاول ان ابن البنت له حکم الابن ولهذا یعد
عیسی علیه السلام فی بنی اسرائیل وجه اول آنکه پسر دختر
یعنی نواسه برای او حکم پسر است ولهذا شمرده شد عیسی علیه السلام در فرزندان
یعقوب علیه السلام زیراکه عیسی پسر مریم است و حضرت مریم از اولاد یعقوب
ولهذا عیسی از فرزندان یعقوب معدود گشت پس ثابت شد که پسر دختر در
حکم پسر است والثانی التبنی فقد ثبت بطرق متعددة ان النبی
صلی الله علیه وآله وسلم قال هما ابنای وجه دوم تبنی یعنی پسر
خواندگی است پس بتحقیق ثابت شد بطرق متعدده که پیغمبر صلی الله علیه وآله
وسلم فرمود ایشان یعنی حسن و حسین هر دو پسران اند و از مؤیدات این حدیث
است آنچه امام احمد بن حنبل در مسند خویش روایت فرموده بیانش این است
وروی احمد فی مسنده عن ابی اسحق السبیعی عن هانی بن هانی

عن أمير المؤمنين علي رضي الله عنه قال لما ولد الحسن جاء رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم فقال أروني ابني ما سميتموه قلت سميته
حربا قال بل هو حسن فلما ولد الحسين قال أروني ابني ما سميتموه قلت حربا
قال بل هو حسين فلما ولد الثالث قال أروني ابني ما سميتموه قلت حربا
قال بل هو محسن ثم قال إني سميتهم بأسماء ولد هارون شبر وشبير ومشبر
وأخرجه الطبراني في الكبير والدارقطني في الأفراد والحاكم والبيهقي
وابن عساكر كلهم عن علي رضي الله عنه وأخرجه البغوي والطبراني
عن سلمان رضي الله عنه مثله وفي القاموس شبر كبقم وشبير
كقمير ومشبر كمحدث أبناء هارون عليه السلام روایت کرد امام
احمد بن حنبل در مسند خود از ابی اسحق سبیعی از هانی بن هانی از امیر المومنین
علی رضی الله عنه گفت که هرگاه متولد شد امام حسن آمد رسول خدا صلی الله علیه
وآله وسلم فرمود که بنمائید پسر فرزند مرا چه نام داشتید او را گفتم که نام داشته ام
او را حرب پس فرمود بلکه او حسن است پس هرگاه پیدا شد امام حسین گفت
بنمائید مرا پسر مرا چه نام داشتید او را گفتم که حرب داشته ام فرمود بلکه او حسین است
پس هرگاه ولادت یافت پسر سوم فرمود بنمائید پسر فرزند مرا چه نام داشتید
او را گفتم که نامش حرب کرده ام فرمود بلکه او محسن است پس فرمود بدرستی
که نام نهادم این فرزندان را بنامهای پسران هارون که بزبان عبرانی شبر و شبیر
و مشبر است روایت کرد این حدیث را طبرانی در معجم کبیر و دارقطنی در کتاب
افراد و حاکم و بیهقی و ابن عساکر همه از علی مرتضی رضی الله عنه و روایت کرد
این حدیث را محیی السنه امام بغوی و طبرانی از حضرت سلمان فارسی رضی الله عنه
و در قاموس است شبر بروزن بقم یعنی بفتح شین معجمه و بای موحده مشدده مفتوحه

ودر آخر رای مہملہ وشبیر بروزن امیر بفتح شین معجمہ وکسر بای موحدہ مخففہ ملحق بیای مثناۃ تحتانی ورای مہملہ در آخر ومشبر بروزن محدث بضم میم وفتح شین معجمہ و بای موحدہ مشددہ مکسورہ ورای مہملہ در آخر پسران ہارون علیہ السلام اند پوشیدہ نماند کہ ازین روایات وامثال آنہا مفترح میشود کہ حضرت حسن در حضور حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والسلام صحیح وسالم پیدا شدہ مشرف بشرف تسمیہ از زبان نبوت ترجمان گشتند ونیز باید دانست کہ جناب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ موافق عرف وعادت عرب کہ پسران خود را مسمی بنام اکابر مشہورہ ورؤسای معلومہ میکردند فرزندان خویش را بنام حرب کہ از مشاہیر عرب بودہ مسمی فرمودہ بودند وہرگاہ تبدیل اسامی سہ گانہ از ارشاد رسالت بنیاد بظہور آمد دریافت شد کہ نام فرزندان بنام رؤسای جاہلیت نباید گذاشت ولہذا حضرت ایشان کرم اللہ وجہہ بعد از ان پسران خود را بنام ہای کبرای زمان فترت و ایام جاہلیت مسمی نفرمودند بلکہ باسامی صحابہ کبار وخلفای نامدار مسمی نمودند چنانچہ ابوبکر وعمر وعثمان وغیرہ اسمای فرزندان جناب ولایت مآب باتفاق علما ثابت ودر کتب معتمدہ مروی ست پس قیاس تسمیہ بنام خلفای کبار بر نام حرب قیاس بمقابلہ نص ست اما مقدمہ ثانیہ پس بیانش اینست وَ اَمَّا کَوْنُھُمَا مِرْآتَیْنِ لِمُلَاحَظَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمِنْ وَجْھَیْنِ واما بودن حسنین دو آینہ برای ملاحظہ جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بدو وجہ است اَلْاَوَّلُ مِنْ جِھَۃِ السِّیَادَۃِ الْمُطْلَقَۃِ اول از جہت سیادت مطلقہ ہست یعنی بجہت سیادت مطلقہ کہ عبارت از سرداری نسبت جناب حسنین آینہ جمال سید الکونین گردیدند وسندش اینست کہ مذکور میشود فَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ وَالرُّوْیَانِیُّ وَالضِّیَاءُ عَنْ حُذَیْفَۃَ وَاَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاِبْنُ مَاجَۃَ

(حاشیہ: ابن سعد محمد بن یزید …)

عن ابن عمر وابن عدي عن ابن مسعود
وابو نعيم عن علي والطبراني
في الكبير عن عمر وجابر والبراء واسامة بن زيد ومالك
ابن الحويرث والديلمي عن انس وابن عساكر عن عائشة
وابن عمر وابن عباس وابي رمثة ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وزاد ابن
ماجه وغيره وابوهما خير منهما وعند الطبراني وابوهما
افضل منهما وزاد الحاكم وابن حبان وغيرهما الا ابني الخالة
عيسى بن مريم ويحيى بن زكريا يعني تحقيق سرآوردم يعني روايت
كرد نسائي در رباني وضياء مقدسي از حذيفه وابو يعلى از ابي سعيد وابن
ماجه از ابن عمر وابن عدي از ابن مسعود وابو نعيم از علي كرم الله وجهه
وطبراني در معجم كبير از عمر وجابر و براء بن عازب واسامه بن زيد ومالك بن
حويرث وديلمي از انس وابن عساكر از عائشه وابن عمر وابن عباس وابي رمثه
رضي الله عنهم كه تحقيق رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم فرمود حسن وحسين
هر دو سردار جوانان بهشت اند و زياده كرد ابن ماجه وغيره و پدر ايشان
بهتر از ايشان ست و نزد طبراني پدر ايشان فاضلتر از ايشان ست
و زياده كرد حاكم وابن حبان وغير ايشان مگر هر دو پسر خاله عيسى بن مريم و يحيى
بن زكريا مجملاً حديث مذكور كه مثبت سيادت مطلقه براي جناب حسنين
عليهما السلام ست هرگاه بچندين طرق متعدده مروي از اجله صحابه ست حد تواتر
معنوي رسيده وحديث خيريت وافضليت حضرت امير المؤمنين كرم الله وجهه
بر جناب حسنين طيبين كه مستفاد از زيادت ابن ماجه وطبراني وغير ايشان است

شعر کمال بالای کمال واز قبیل نور فوق نور تصور باید کرد و آشنائیکه در روایت حاکم و ابن حبان وغیر ایشان مذکورست محمول بر بیانیست که آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر چنین آشنا در باب تفضیل خود فرموده اند پس این آشنا برای مطابقت مرآت با مرئی ضرورست وبعد از آنکه رفع آشنا از مرئے مرئیست از مرآت ہم رفع آن لابدیست تا مرآت مطابق مرئی باشد و تطابق میانہ مرآت ومرئی از دست نرود واز فروع مطابقت واتحاد مرآت با مرئی ست کہ ارشاد می شود ومن متفرعات ھذہ المرائیۃ کون محبتہما محبتہ وبغضہما بغضہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما وقع فی روایۃ ابن عساکر وغیرہ عن ابن عباس من احبہما فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی واز جملہ متفرعات این مرآتیست بودن محبت ودوستی حسنین علیہما السلام محبت ودوستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبغض وعداوت ایشان بغض وعداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنانکہ واقع شد در روایت ابن عساکر وغیر او از ابن عباس رضی اللہ عنہ کسیکہ دوست دارد ایشان یعنی حسن وحسین را پس بتحقیق دوست دارد مرا وکسیکہ دشمن دارد ایشان را پس بتحقیق دشمن دارد مرا یعنی محبت حسنین بعینہ محبت با رسول ودشمنی ایشان دشمنی با رسول است وچون دوستی ودشمنی با رسول دوستی ودشمنی با خداست پس دوستی حضرات حسنین دوستی خدا ودشمنی ایشان دشمنی خداست واینمعنی نہایت اتحادیست کہ فوق آن متصور نباشد این بود بیان وجہ اول مرآتیت کہ مبنی از اتحاد معنی وسیرت جہت سیادت مطلقہ بوده اما وجہ ثانی مرآتیت کہ مبنی بر اتحاد صورتست آنرا بایستنید والثانی من جہۃ مشابہۃ الصورۃ فانہما کانا کالتصویرین لہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم فی الظاہر ایضاً و دوم از جہت مشابہت صورت ز کہ
ایشاں یعنی حضرت حسین بودند گویا و تصویر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
در ظاہر بیر یعنی چنانکہ در سیرت و باطن مشابہ و مانا بحضرت رسالت بودند ہم چنیں
در ظاہر بیر مشابہت و مماثلت آں حضرت داشتند و سند ایں مشابہت سنت کہ
میفرمایند فقد اخرج البخاری عن انس قال لم یکن احد اشبہ بالنبی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم من الحسن بن علی وقال فی الحسین ایضاً
کان اشبہہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تحقیق روایت
کرد بخاری از انس کہ گفت نبود ہیچکس مشابہ ترین مردم بانبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم از حسن بن علی و گفت در حق حسین نیز کہ بود مشابہ ترین مردم با رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت امام حسن و ہمچنان جناب امام حسین علیہما السلام
اشبہ الناس در صورت با حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ بودند و چوں
تشبیہ در روایت بخاری مصروف بصورت اجمال و بر اطلاق مبیہ تفصیل است
از حضرت حسین بظاہر موہم اشکال بودہ برای تفصیل اجمال و حل اشکال تعرض
بحدیث ترمذی میرود و روی ہذا الحدیث مفصلاً الترمذی
عن علی کرم اللہ وجہہ وصححہ قال الحسن اشبہ برسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک در روایت کرد ایں حدیث
را مفصل ترمذی از علی کرم اللہ وجہہ و تصحیح کرد آنرا گفت حسن مشابہ تر بود با رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سینہ تا سر و حسین مشابہ تر بود با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
در چیزیکہ فروتر از صدر است یعنی در جہت فوقانی بدن حضرت امام حسن و در جہت تحتانی بدن
حضرت امام حسین مشابہت تمام با رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام داشتند پس حضرت حسین ایضاً

مجموعہ مبین تصویر صورت حضرت رسالت و مرآت جمال رسول خدائے تعالی
بودند که گویا صورت جسمیہ طینت محمدی دو حصہ شدہ در باد خلقت هر دو نور دیدۂ
نبوت جلوہ ظہور یافتہ و بارقہ شعاع خورشید رسالت بر قمر استعداد این هر دو سلالۂ
دودمان نبالت و جلالت از محاذات تام در سیرت و صورت تافتہ و چون واسطۂ
ثبوت سیرت نبوی حسنین جناب علی مرتضی و ذریعۂ ظہور صورت محمدی در شبیر
حضرت زهرا بودند پس مجموعہ این پنج تن که همچو حواس خمسه هر یکی کامل و مکمل بر آمده
و مابه الامتیاز فیما بینهم غیر از اصلیت و فرعیت چیزی دیگر نمانده رنگی عجیب و جلوۂ
غریب از نسلت و اتحاد دارد که محبت دو واد باین هیئت مجموعی فرض عین بر ارباب
ایمان و متوصل بدرجہ معیت در روز قیامت با نبی آخر الزمان باشد و فذلکۂ این
کلام و خلاصہ همین مرام ست که ارشاد می شود و اخرج الترمذی ان النبی صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم اخذ الحسن والحسین فقال من احبنی و
احب هذین و اباهما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ وقال
هذا حدیث منکر و بر آورد ترمذی بدرستیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم گرفت امام حسن و امام حسین را پس فرمود کسیکہ دوست دارد مرا
و دوست دارد این هر دو را و پدر ایشان و مادر ایشان را باشد با من در
درجہ من روز قیامت و گفت ترمذی که این حدیث منکر ست پوشیدہ نماند
که منکر در اصطلاح محدثین حدیثی را گویند که راوی غیر ثقہ بر خلاف ثقات
روایت کردہ باشد و این از اقسام احادیث ضعاف ست لیکن چون تو روایت
دیگر ثقات مانند ابن حبان و امام حنبل تقویتی در ثبوت و وثوق پیدا کردہ این
حدیث حسن قابل اعتماد گشت لہذا استناد بآن بکار رفت و اشارت بدین اجتماع
و اتحاد ست انچہ جناب مصنف علامہ علیہ الرحمۃ در رسالہ عزیز الاقتباس از صحیح مسلم نقل فرمودند

خرج النبی صلی الله علیه وآله وسلم غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود
فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فادخله معه ثم جاءت
فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب
عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا ترجمه بیرون آمد پیغمبر خدا صلی الله
علیه وآله وسلم از خانه وقت صبح وبر آن حضرت گلیمی بود منقش که بشکل کجاوه
شتران پیدا بود از موی سیاه پس آمد حسن بن علی پس داخل کرد او را در آن
گلیم پس آمد حسین پس داخل کرد او را با او پس آمد فاطمه پس داخل کرد او را پس آمد
علی پس داخل کرد او را پس خواند آیه تطهیر که ترجمه آن این است جز این نیست
که میخواهد خدای تعالی تا دور دارد از شما پلیدی را ای اهلبیت پیغمبر و پاک سازد شما را
پاکی تمام پوشیده نماند که تفسیر آیه تطهیر شرحی وبسطی در کلام خواهد که این مجال را
متحمل آن نمی تواند شد اما آنچه اعتقاد راقم الحروف است این است که دل نفوس
این حضرات قادسه از لوث کبائر وصغائر عمدی و اخلاق ذمیمه باطنی بالکلیه پاک
وصاف است ذکر در رساله عزیز الاقتباس است اتانی ملک فسلم علی نزل من السماء
لم ینزل قبلها فبشرنی ان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وان فاطمة سیدة
نساء اهل الجنة رواه ابن عساکر آمد نزد من فرشته پس سلام کرد بر من فرود
آمد از آسمان که فرود نیامده بود پیش از این تا این پس مژده داد مرا با آنکه حسن وحسین
سردار نوجوانان بهشت اند وتحقیق فاطمه سردار زنان بهشت است باید دانست
که این حدیث مثبت سیادت مطلقه برای حسنین بر مردمان بهشت وبرای حضرت
زهرا بر زنان جنان بدون استثنا ثابت واین صراحة آن اشارت است که
بالا گذشت وپیرو آن رساله است ان الحسن والحسین هما ریحانتای من الدنیا
از دنیا هستند یعنی گل مراد ثمره ا

من ازباغ دنیا خبر از حسن وحسین دیگری نیست ونیز دران سالہست ہذان
ابنای وابنا ابنتی اللہم انی احبہما واحب من یحبہما رواہ الترمذی این دو کس
یعنی حسن وحسین دو پسر من اند ودو پسر دختر من اند بار خدایا ہر آئینہ دوست
میدارم ایشان را پس دوست دار ایشان را و دوست دار کسی را که
دوست دارد ایشان را وہر گاہ دعای رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مقرون اجابت ست در دوست داشتن خدای تعالی حضرات حسنین
ودوستدار حسنین ارتیابی نیست واز لطائف این حدیث ہست که سند
ابنیت ومحبوبیت حسنین برای حضرت رسالت علیه الصلوة والتحیة ومحبوبیت
حسنین ومحب حسنین برای خدای متعال ہر دو واقع شد ونیز دران سالہ است
صدق اللہ ورسولہ انما اموالکم واولادکم فتنة نظرت الی ہذین الصبیین
یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما رواہ احمد والترمذی
وابن ماجة وابوداود والنسائی راست فرمود خدا و رسول وجز این نیست
که اموال واولاد شما سبب آزمایش ست نظر کردم بسوی این دو طفل یعنی
حسن وحسین که میرفتند ومی لغزیدند پس صبر نکردم تا قطع کردم سخن خود
را وبرداشتم آن ہر دو را یعنی روزی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشغول بخطبہ خواندن بودند که حضرت امام حسن وامام حسین علیہما السلام
تشریف آوردند وپای مبارک اینہا در رفتار لغزش میکرد چنانکه مبادا بر زمین
افتند وآسیبی بر بدن شریف ایشان رسد چون این حالت را آن حضرت
در اثنای خطبہ مشاہدہ فرمودند بفرط شفقت از دست ضبط بر آمدہ خطبہ را گذاشته
ہر دو صاحبزادہ را بکنار گرفتند ازین مقام شفقت ومحبت حضرت رسالت قیاس
کردنیست که چه قدر اہتمام بشان حضرت حسنین داشتند وباین ہمه شورش

ولا ملاحظه سود که چها چها از مصائب و بلا نصیب این جگر گوشه ها خاصه حضرت سید الشهدا
و دیگر اهلبیت مصطفا در واقعه کربلا گشت و ازین قسم احادیث کثیره که سطری
از ان دران رساله مرقوم است در کتب صحاح مرویست که برای استیفای حال
آنها دفترها باید لهذا اطناب کسیح ازین وادی سوده رجوع باصل مطلب میشود و حال اطراف
ما حصل او که مقصود جناب ملا علیه الرحمه از تالیف این رساله بیان سر شهادت
سبطین مکرمین یعنی حضرات حسنین علیهما التحیة والثناست و آن موقوف بر
تمهید مقدمه و بیان آن بوده و هر گاه از تحریر امور یکه موجب کشف این راز
تا اعلان این سر دشوار بوده فراغ حاصل شد شروع در بیان واقع میشود و
اول ذکر بعضی از اوصاف بطریق مشتی نمونه از خروار میشود و قال جعفر بن
محمد عن ابیه قال حج الحسن خمس عشرة حجة ماشیا و نجائبه
تقاد بین یدیه وخرج من ماله لله مرتین وقاسم الله ماله ثلث مرات
حتی انه کان یعطی نعلا ویمسک نعلا ویعطی خفا ویمسک خفا
و روایت کرد امام جعفر بن محمد صادق علیهما السلام از پدر بزرگوار خود که گفت
حج کرد حسن پانزده حج و حال آنکه اسپهای کوتل کشیده میشد پیش پیش او و جدا
نمود از مال خود برای خدا دو بار و به تنصیف تقسیم کرد مال خود را برای خدا سه بار تا آنکه بود
که می بخشید یکتای پاپوش را و نگاه میداشت یکتا را و می بخشید یکتا موزه را و نگاه میداشت
یکتای دیگر را یعنی مجاهده بالنفس و محافظت آداب کعبه ازینجا هویداست که با آنکه بار
جلی لیاقت و قطع منازل از مدینه با مکه پیاده پا فرسوده تا آنکه اسپهای کوتل همراه
او می کشیدند و خدم و حشم در جلو او میدویدند و زهد و ترک دنیا ازین کار هویدا گردد
با دو بار تمامی مال و منال دنیوی در راه خدا بخشید و سه بار گونه تنصیف استطاعی مال
فی سبیل الله در سلک تقسیم کشید حتی که کار

یکتای دیگر رسید و چنین تقسیم علی السویه شاق‌تر بر نفس از اعطای بالکلیه است
و از جمله تهذیب اخلاق آن حضرت علیه السلام است که روزی بر مسند لااست
جلوه فرما و گردا گرد موالی و اهالی چون هاله گرد قمر دور نما بودند که مردی از کفار آمد
و پرسید که رئیس مجلس کیست و نام چیست فرمودند که منم حسن بن علی آن مرد
گفت که همان علی که مرد خونخوار و بغایت جبار بود و دیگر کلمات ناملائم به شان
اسد الله الغالب چاویده هرزه درائی را به نهایت رسانید حضار مجلس گرامی
بسماع چنین هفوات خرافت سمات از دست ضبط برآمده خواستند که بتادیب
آن بی ادب پردازند که آنجناب سراپا التعظیم بمقتضای خلق عظیم متوجه حالش
شده ارشاد کردند که از طرز گفتار و اطوارت پیداست که رنجی داری و بمصیبتی
گرفتاری اگر گرسنه طعام لذیذ حاضر و اگر تشنه آب سرد موجود و اگر وامی بدوش
تست باداییش پردازم و اگر دشمنی در قفای تو باشد اعانت و حمایت تو سازم
چون آن مرد هیچ سخنان دلاویز شکرریز بمقابله کلمات زهرآمیز و خشونت انگیز خود
گوش کرد و گفت که الحق تو پسر علی ولی الله هستی که قالع باب خیبر و برادر و وصی پیغمبر بود
و بدولت اسلام رسیده یکی از موالیان خاص و فدائیان با اختصاص گردید و ازین قسم
نقل و حکایات بسیار است که استیعاب آن نتوان کرد و چون کیفیت شهادت سریه
موقوف بر بیان وفات و سبب آن بود سخن در آن سرودگان وَفَاتُهُ رَضِیَ
اللّٰهُ عَنْهُ سَنَةَ تِسْعٍ وَ اَرْبَعِیْنَ عَلٰی اَرْجَحِ الْاَقْوَالِ فِیْ اَوَّلِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ
اَوْ فِیْ آخِرِ صَفَرٍ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ و بود وفات شریف آن حضرت رضی الله عنه
سال چهل و نهم از هجرت بنا بر قوی‌ترین اقوال غره ربیع الاول یا در آخر صفر و همین
مشهور است یعنی بتحقیق اول ربیع الاول و مشهور آخر صفر یعنی تاریخ بیست و نهم
و بعضی نوشته اند که پنجم ربیع الاول سنه پنجاه از هجرت وفات یافتند و سبب

وقیل ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس سمته باغواء یزید
بن معاویة وکان یزید ضمن لها ان یتزوجها فجعلت فمرض الحسن
رضی الله عنه اربعین یوما ثم مات فبعثت جعدة الی یزید
تسئله الوفاء بما وعدها فقال انا لم نرضک للحسن انرضاک
لانفسنا فصارت ممن خسر الدنیا والاخرة ذلک هو الخسران
المبین وسبب وفات او آن بود که زوجه او جعده دختر اشعث بن قیس
زهر داد او را باغوای یزید بن معاویه و بود یزید که وعده داده بود جعده را بر آن
این کار باینکه بزوجیت خواهد کرد او را پس جعده کرد آنچه یزید خواسته بود پس
بیمار شد حضرت امام حسن تا چهل روز پس وفات یافت پس فرستاد جعده
شخصی را طرف یزید و میخواست وفای آنچه وعده او کرده بود پس گفت
یزید راضی نبودیم شوهر تو بمثل حسن آیا پس چگونه راضی باشیم شوهر
تو بمثل خود پس گشت جعده از جمله کسانیکه زیان کار دنیا و آخرت شد این
زیانکاری همان زیانکاری ظاهر وکان مرضه الاسهال الکبدی
وتقطع الامعاء و بود بیماری آن حضرت اسهال کبدی و پاره پاره شدن
رودها یعنی هنگام اجابت دستها پاره های جگر و رودها بریده شده می بر آمد چنانکه
شخصی برای عیادت آنجناب علیه السلام رفت آن حضرت چون از بیت الخلا
بر آمدند فرمودند که جگر من پاره پاره شد آن شخص گوید که من آن پاره ها را بالا
کردم و دیدم که فی الواقع قطعات جگر بودند ولما حضرته الوفاة جاء
الحسین رضی الله عنه فقال ای اخی من صاحبک قال
تریده لتقتله قال نعم قال لئن کان صاحبی الذی اظن الله
اشد له نقمة وان لم یکنه ما احب ان تقتل بی بریئا

ثم قال لقد سُقیتُ السّمّ مرارًا وما سُقیتُ مرّةً أشدّ من هذه و گاہ
حاضر شد او را وفات بناید امام حسین رضی الله عنہ پس گفت ای برادر من که با تو
این حرکت کرد یعنی کدام کس ترا زهر داد گفت میخواهی قتل او را گفت آری گفت آنچه
اگر قاتل من همان ست که من گمان میدارم البته خدای تعالی سخت ترست برای
او در انتقام یعنی خدای تعالی که منتقم حقیقی ست برای گرفتن انتقام کافی ست
و اگر نیست او در واقعه که با و گمان نکست دوست نمیدارم که بکشی با انتقام من
بیگناهی را انتهی گفت که هر آینه بتحقیق نوشانیده شدم زهر چند بار و نه نوشانیده شدم
هیچ بار سخت تر ازین بار پوشیده نماند که داعی بر اعراض از تعیین و تشخیص قاتل
امور هی چندست اول چون مناط شهادت سرّیه بر خفا و اشتباه بوده قاتل را
هم معرض کتمان و اختفا گذاشتند تا ازین جهت نیز این راز در پرده باشد و شعاع
اظهار و ابراز برین شبستان نتابد دوم اخذ قصاص از امور یست که بحکم شرع
حزم و احتیاط را دران مدخلی تمام ست تا آنکه بدون ثبوت کامل و قطع و یقین تعیین ذریر
قاتل اقتضای آن جایز نیست سوم طی کشح از تحقیق و تنقیح قاتل دلیل بر کمال
حلم و کظم غیظ ست چه اگر تفحص و تفتیش بکار میرفت تعیین و تشخیص قاتل من
حیث الشرع ممکن الحصول بود پس دست از انتقام کشیدن و پهلو از اخذ قصاص
در نوردیدن کار همین حضرات ست که شائبه از اغراض نفسانی در جبلت پاک
طینتان در روز الست باقی نگذاشته اند و الا کف نفس از انتقام با وجود قدرت کاریست
دشوار که چه جای عوام از دست خواص هم سرانجام آن متعذر ست و آنچه از شدت
نوشانیدن زهر این بار نسبت بمرات سابق ارشاد شد کنایه بیاس از حیات و ایما
بقرب وفات ست چنانچه از فصل الخطاب نقل کرده اند که امیر المومنین حسن علیه السلام
را شش بار زهر داده اند پنج بار کاری نکرد و بار ششم کارگر افتاد و در حلیه ابو نعیم

از عمیر بن اسحق مرویست که من و شخصی دیگر در مرض موت حضرت امام حسن علیه السلام
برای عیادت رفتیم فرمود کای فلان چیزی از من بپرس عرض کردم که درین حالت
امری پرسیدن نمی توانم هرگاه که افاقه از مرض دست دهد خواهم پرسید
راوی گوید که آن حضرت بخانه تشریف بردند و باز برآمده فرمودند که اکنون بپرسید
بپرس که باز فرصت سوال نخواهی یافت و مرا طاقت جواب کجا پس فرمود که
مرا چند بار زهر داده اند و این بار کارگر افتاد که پارهای جگرم بریده می افتد
پس راوی گوید که من روز دیگر بخدمت آن حضرت حاضر شدم دیدم که حالت
احتضارست و جناب امام حسین علیه السلام بر سر بالین آن حضرت نشسته
از قاتل مستفسر باید الی آخر الروایه که آنفا گذشت و نیز روایت کرده اند که آن حضرت
علیه السلام بخواب دید که گویا میان دو چشم او قل هو الله احد مکتوب است چون
این خواب را پیش سعید بن المسیب بیان کردند گفت که زمان وفات جناب
امام حسن قریب رسیده المختصر هرگاه وقت رحلت قریب آمد بجناب امام حسین
وصیت فرمودند که من از عائشه خواسته ام که چون من بمیرم قبر او در حجره خود
جا دهد و عائشه با من وعده کرده است پس بعد وفات من جنازه مرا تا مسجد جدم
رسول خدا علیه الصلوة والثنا ببرید و از عائشه دستوری خواهید اگر اجازت
دهد مرا در جوار قبر جد بزرگوار دفن کنید و میدانم که مردم می آیند این کار باز خواهند داشت
پس با ایشان نزاع کردن نشاید و باید که جنازه مرا در بقیع برید و همانجا دفن کنید
همچنان بوقوع آمد که هرگاه حضرت امام حسن علیه السلام لبیک داعی حق گفت
جناب امام حسین بخدمت عائشه رفته دستوری خواست عائشه گفت که خوب است
که حسن درینجا مدفون شود و چون این خبر بمروان رسید بر در حجره قدم در راه نهاد
نگذاشته مدفون کردن نداد پس جنازه آن حضرت از روضه رسول خدا صلی الله

و آله وسلم به بقیع بردند و در قبه عباس پهلوی قبر فاطمه بنت اسد جده آنحضرت
مدفون کردند و کسی از بنی امیه بر جنازه آنجناب حاضر نشد مگر سعید بن العاص
که آن زمان امیر مدینه بود و با جازت حضرت امام حسین ادای نماز نمود خلاصه در مقام
همین قدر ست که بقلم رفت اما تعیین سنین عمر شریف و تشخیص زمان ولادت پس
اینست که رشاد میشود وکان عُمُرُهُ الشَّرِیْفُ خَمْسًا و اَرْبَعِیْنَ سَنَةً
وستة اشهر الا ایاما وقد وُلِدَ النِّصْفَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ ثَلٰثٍ مِنَ
الْهِجْرَةِ عَلَی الصَّحِیْحِ وَقِیْلَ فِیْ رَمَضَانَ و بود عمر شریف او چهل و پنجسال و شش ماه
مگر کسری کم از روزها و به تحقیق پیدا شد پانزدهم شعبان سال سوم از هجرت بر روایت
صحیح و گفته شد در رمضان پوشیده نماند که در زمان ولادت حضرت امام حسن
علیه السلام و همچنان در وقت وفات آنجناب اختلاف ست ولادت آنحضرت
نزد بعضی پانزدهم شعبان و نزد بعضی پانزدهم رمضان سال سوم از هجرت ست
و وفات آنجناب بر قول مختار در ماه ربیع الاول نزد بعضی غره و نزد بعضی پنجم ماه
مذکور و مشهور بست و هشتم ماه صفر سال چهل و نه هجری ست و سنین عمر شریف چهل
و پنجسال و شش ماه چند روز کم بروایت صحیح ست پس اعتبار سنین حیات مقتضی
ترجیح تاریخ ولادت پانزدهم رمضان و تاریخ وفات روز پنجم ربیع الاول می افتد
تا چهل و پنجسال و شش ماه کسری کم بحساب است آید و موید اینست آنچه گفته اند
که عمر شریف آنحضرت چهل و پنجسال و چند ماه بوده هفت سال در کنار رافت حضرت
رسالت علیه الصلوة والتحیة پرورش یافتند و سی سال در ظل حمایت پدر بزرگوار
یعنی جناب شاه ولایت جا داشتند و هشت سال و چند ماه دیگر فقط در کنف رحمت
حضرت رب العزت زندگانی کردند هذا اما یتعلق بالشهادة الشریفة
التی اختص بها السبط الاکبر اینست آنچه متعلق بود به شهادت سعیده

که مختص بآن فرزند اکبر گشت باقی ماند شهادت جهریه پس بیانش باید شنید و
أَمَّا الشَّهَادَةُ الْجَهْرِيَّةُ الَّتِي اخْتُصَّ بِهَا السِّبْطُ الْأَصْغَرُ فَهِيَ مِنْ أَكْبَرِ
الْوَقَائِعِ الْمَشْهُورَةِ واما شهادت ظاهری که اختصاص یافت بآن فرزند اصغر
پس آن از بزرگترین وقائع مشهوره است وَسَبَبُ شُهْرَتِهَا كَوْنُهَا
جَهْرِيَّةً وَسَبَبُهَا أَنَّهُ لَمَّا تَمَلَّكَ يَزِيدُ وَتَسَلَّطَ وَذَلِكَ فِي رَجَبِ
سَنَةَ سِتِّينَ بِدِمَشْقَ كَتَبَ إِلَى الْأُمَرَاءِ وَالنُّوَّابِ لِأَخْذِ الْبَيْعَةِ لَهُ
وَكَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ بِالْمَدِينَةِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ أَنْ يَأْخُذَ
الْبَيْعَةَ مِنَ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَامْتَنَعَ الْحُسَيْنُ مِنْ مُبَايَعَتِهِ
لِأَنَّهُ كَانَ فَاسِقًا مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ ظَالِمًا وسبب شهرت آن آشکارا
شدن است وسببش آنکه هرگاه مالک و پادشاه شد یزید و تسلط یافت
بر مملکت و آن در ماه رجب سال شصتم از هجرت بشهر دمشق اتفاق افتاد
نوشت نامه‌ها بسوی اقالیم جهت گرفتن عقد بیعت برای خود و نوشت
نامه بعامل خود بمدینه ولید بن عقبه برای گرفتن بیعت از حضرت امام حسین
رضی الله عنه پس باز ماند و انکار کرد حضرت امام حسین از بیعت یزید برای آنکه
بود او فاسق دائم الخمر ظالم باید دانست که چون معاویه بن ابی سفیان فوت
کرد و یزید بجای پدر خود بر تخت سلطنت نشست نامه‌ها باقالیم و ممالک
برای اخذ بیعت بعمال و حکام هر مقام نوشت چنانچه نامه یزید پیش ولید
بن عقبه حاکم مدینه بدین مضمون رسید که معاویه بنده از بندگان خدا بود و وفات
یافت و من بجای او نشستم و بیعت القیاد برای خود میخواهم باید که
از حسین بن علی و دیگر اهالی مدینه بیعت برای من بگیری و درنگ و تاخیر
در اخذ بیعت نکنی ولید بن عقبه بمجرد ورود نامه حسین بن علی و عبدالله بن زبیر را بطلبید

وگویند که چون نامهٔ یزید بولید بن عقبه رسید بمروان مشورت کرد مروان گفت که حسین بن علی و عبدالرحمن بن ابی بکر و عبدالله بن عمر و عبدالله بن زبیر طلب کن ازین چهار کس درخواست بیعت بکن اگر بیعت کردند بهتر والا این چهار تن را گردن بزن تا بر همه کس عبرت شود و دیگری از قبول بیعت تخلف نورزد ولید مشورت مروان راضی نگشت و گفت که من پسر فاطمه و پسر ابوبکر و پسر عمر و پسر زبیر را کشتن نمیتوانم المختصر گویند که ولید بن عقبه حضرت امام حسین را طلبید آنجناب جماعهٔ غلامان و موالیان خود را همراه گرفته همه را بر در سرای ولید گذاشته تنها پیش او رفتند و ولید براه تعظیم در آمده عرض مضمون نامهٔ یزید نموده درخواست بیعت کرد آن حضرت در جواب ارشاد کردند که من بیعت یزید نخواهم کرد که او فاسق و دائم الخمر و ظالم ست گویند که مروان خبیث از شرارت خود باز نیامده و دست از خبث طینت برنداشته با ولید گفت که ای امیر حسین را بی اخذ بیعت مگذار که بار دیگر براو قدرت نیابی او را دربند باید کرد تا بیعت کند و اگر از بیعت باز ماند بکشتن او بفرما تا خلیفه از تو راضی شود ولید گفت ویحک یا مروان مرا بکشتن حسین میگوئی اگر شرق و غرب عالم بمن بخشند من هرگز قصد خونش نکنم مروان بعد ازین خاموش ماند و آنجناب از انجا برخاسته مراجعت بخانه ساخته بقصد روانگی بطرف مکه معظمه پرداختند چنانچه ارشاد میشود و خرج الحسین الی مکة لاربع خلون من شعبان فدخل مكة واقام بها و روان شد حسین بسوی مکه بتاریخ چهارم شعبان پس داخل شد بمکه و اقامت گرفت دران و چون خبر خروج حضرت امام حسین از مدینه منوره و وصول بمکه معظمه در امصار و دیار مشتهر گردید و مردم اطراف و جوانب برین سانحه وقوف یافتند اهل کوفه با طاعت

بالقبال و انجاب العالی کرده نامه ها علی سبیل التواتر و التعاقب مشتمل بر طلب
ارسال و اسپید چنانچه ما بین میرود و لما وصل الخبر الی اهل الکوفه
اتفق منهم جمع کثیر و کتبوا الی الحسین علیه السلام یدعونه
الیهم و یبذلون له بالقیام بین یدیه بانفسهم و اموالهم و بالزاد
الی ذلک و ما بعث الیه نحو مائة و خمسین کتابا من کل طائفة
و جماعة فبعث الیهم ابن عمه مسلم بن عقیل رحمهم علی نصرته
و حمایته و هرگاه سید چه بسوی اهل کوفه متفق شدند اینها جماعت کثیر و توقع
نامه های بجهت امام حسین بمضمون طلب آنحضرت و اهل جاها و بالهای جمع
... متکذاری بحصول انجاب و مبالغه نمودند درین باب و پی در پی به
آنحضرت قریب صد و پنجاه نامه این گروه و جماعت پس روانه کرد بطرف
ایشان پسر عم خود مسلم بن عقیل را و ترغیب و تاکید فرمود ایشان را بر نصرت و حمایت
او بالجمله کوفیان بالحاح تمام نامه های متواتر و قاصدهای متکاثر در طلب
حضرت امام حسین علیه السلام فرستادند و در خصوص اصرار و استبداد
زیاده تر بکار بردند و گویند که نامه اخیر که بجهت معتمدی از اهل کوفه رسید
عبارتش این بود للحسین بن علی من شیعته و شیعة ابیه علی امیر المؤمنین سلام الله
علیه فان الناس ینتظرونک و لا رای لهم غیرک فالعجل العجل یا ابن رسول الله
والسلام علیک و رحمة الله و برکاته یعنی تمامی مردمان منتظر مقدم شریف اند
و اطاعت و انقیاد دیگری سوای آنجناب مطلق ندارند ای پسر رسول خدا
زود بیا و زود برسان ما را از ... انتظار و اهل ... استدعا ...
کوفیان در باب طلب ... از حد گذشت آنحضرت ... از جانب
عزیمت با صوب ... عبدالله بن عباس و دیگر اجله اصحاب کرام ... بودند

مبالغت نموده‌اند و گفته‌اند که الکوفی لایوفی بیوفائی اهل کوفه ضرب المثل
و مشهور در عالم است قول و فعل ایشان اصلا قابل اعتماد نیست آخر بعد قال
و مقال بسیار یافت که آن حضرت خاطر ایشان کوفه نشوند و شخصی را از متوسلان خویش
بآن طرف روانه کنند چنانچه برادر عم او مسلم بن عقیل را به نیابت خود رخصت کوفه
فرموده و کوفیان را به اطاعت و متابعت و نصرت و حمایت آنحضرت تحریص
و ترغیب نموده‌اند اکنون کیفیت وصول مسلم بکوفه بگوش هوش شنیدنی عهد
کوفیان بچشم انصاف دیدنیست فَلَمَّا وَصَلَ مُسْلِمُ الْكُوفَةَ نَزَلَ فِي
دَارِ الْمُخْتَارِ بْنِ عُبَيْدٍ وَبَايَعَ الْحُسَيْنَ عَلَى يَدِهِ خَلْقٌ كَثِيرٌ اَكْثَرُ
مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا فَاطَّلَعَ عَلَى ذٰلِكَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ وَالِي الْكُوفَةِ
مِنْ جَانِبِ يَزِيدَ وَكَانَ صَحَابِيًّا فَهَدَّدَ النَّاسَ عَلَى ذٰلِكَ لٰكِنْ
اكْتَفَى بِمُجَرَّدِ التَّهْدِيدِ وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِاَحَدٍ پس هرگاه سید مسلم
بکوفه رسید در خانه مختار بن عبید بیعت کرد حسین را بر دست او خلق
بسیار زیاده از دوازده هزار کس پس مطلع برین حال شد نعمان بن بشیر
که حاکم کوفه از جانب یزید بود و بود صحابی پس تهدید کرد مردم را برین کار
لیکن اکتفا نمود بمجرد تهدید و متعرض نگشت احدی را پس مجملا چون مسلم بن عقیل
داخل کوفه شده بخانه مختار بن عبید ثقفی رخت اقامت کشاد مردم کوفه هجوم
آورده بیعت بر دست او نمودند تا آنکه نوبت از دوازده هزار در گذشته کار
به هجده هزار رسید بروایتی بسی هزار و بروایتی به چهل هزار رسید نعمان بن بشیر حاکم
کوفه که مرد صحابی بوده برین ماجرا وقوف یافته بحسب ظاهر کاربند تهدید و
تخویف شده با اظهار اغراض و اغماض متعرض حال احدی از مبایعین نگشت
بلکه در باطن معاون و مددگار حضرت مسلم بوده بنهانی ترغیب مردم بر بیعت

واطاعت میکرد و آخر کار چون تغافل نعمان بر همه کس نمایان شد بعضی از
هواداران یزید را از حقیقت حال آگاه ساختند و بسعایت و شکایت نعمان
پرداختند چنانچه طبری مینویسد كَتَبَ مُسْلِمُ بْنُ يَزِيدَ الْحَضْرَمِيُّ وَعِمَارَةُ
بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ إِلَى يَزِيدَ يُخْبِرَانِهِ عَنْ أَمْرِ مُسْلِمٍ وَمَيْلِ
أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَيْهِ وَتَغَافُلِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْهُ پس نوشت
مسلم بن یزید حضرمی و عماره بن ولید بن عقبه بسوی یزید درحالیکه خبر داده میکرد
این هر دو او را از امر مسلم و میل اهل کوفه بطرف او و تغافل نعمان بن بشیر از وی یعنی
مسلم بن یزید حضرمی و عماره بن ولید بن عقبه حال ورود مسلم بکوفه و رجوع
مردم بخدمت او برای اطلاع یزید نوشتند و از تغافل نعمان بن بشیر او را
خبردار کردند فَعَزَلَ يَزِيدُ النُّعْمَانَ وَوَلَّى مَكَانَهُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ
زِيَادٍ وَكَانَ وَالِيًا عَلَى الْبَصْرَةِ فَتَجَهَّزَ عُبَيْدُ اللهِ مِنَ الْبَصْرَةِ
إِلَى الْكُوفَةِ وَدَخَلَهَا لَيْلًا مِنَ الْجِهَةِ الْبَادِيَةِ فِي لِبَاسِ
أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَوْهَمَ أَنَّهُ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَتَقَبَّلَهُ
النَّاسُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَمَشَوْا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
قَالُوا مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدَمٍ فَسَكَتَ
حَتَّى دَخَلَ دَارَ الْإِمَارَةِ پس معزول کرد یزید نعمان را و حاکم کرد
بجای او عبید الله بن زیاد را و بود او حاکم بصره پس سامان سفر کرد
عبید الله از بصره بسوی کوفه و داخل شد در آن وقت شب از طرف میدان
بلباس حجازیان و در وهم انداخت مردم را اینکه حسین است پس استقبال
کردند او را مردم در تاریکی شب و سلام کردند و رفتند پیش پیش او و گفتند
مرحبا بتو ای پسر رسول خدا آمدی تو نیک آمدن پس خاموش ماند ابن زیا

تا آنکه داعی شد مکان حاکم نشین را مخفی مباد که چون مردم کوفه بعد اختیار بیعت و انقیاد و اطاعت مسلم بن عقیل کوشیده داعی بر طلب حضرت امام حسین علیه السلام گزویدند و آن حضرت نیز بعزم انعطاف عنان از مکه بکوفه پرداخت و خبر آمد آمد او در اطراف و جوانب اشتهار یافته گویند که یزید بدریافت این سانحه بکار خود حیران و مشوره طلب از ندیمان گشت مشاوران بدمآل چنان اندیشیدند که اگر حسین بکوفه رسید عراق از دست ما رفت بلکه بنای این سلطنت و حکومت از هم شکست پس صوابدید آنست که نعمان بن البشیر از حکومت کوفه معزول و شخصی دیگر بجای او منصوب شود که مسلم بن عقیل را با اعوان و انصار او بکشد و بیخ فتنه و فساد را بالکلیه برکند آخر بعد رد و تبعیض قرار دادند که این کار غیر از دست عبید الله بن زیاد سرانجام نیابد یزید ابن زیاد را که حاکم بصره بود بامارت کوفه و عراق مقرر کرده باو نوشت که زود از و خود را از بصره بکوفه رساند مسلم بن عقیل و مبایعان و متابعان او را بکشد و از حسین طلب بیعت ای بیایار جلد ۱۲ نماید اگر او قبول بیعت کرد بهتر و الا او را نیز بکشد چون نامه یزید بنام ابن زیاد رسید برادر خود را قائم مقام خود به بصره گذاشته بالفور عازم کوفه شد تا آنکه بقادسیه رسیده سپاه خود را در آنجا گذاشته و از راه فریب خود را بلباس حجازیان آراسته و عمامه بسر بسته و بر اشتری نشسته با معدودی چند از راهی که قافله حجاز می آمد در تاریکی شب میانه نماز شام و عشا بکوفه در آمد و مردم کوفه که همه تن چشم انتظار براه حضرت امام حسین بودند غلط خورده او را امام حسین پنداشتند و باستقبالش پرداختند و سلام کردند و مرحبا گفتند و پیش پیش او رفتند و ابن زیاد قفل سکوت بر لب افگنده هیچ نمی گفت تا آنکه داخل دار الاماره گشت و اینهمه برای آن بود تا مردم کوفه بر آمدن او

حضور انشورید و فتنه بلوا کرده آماده فتنه و فساد در دفع او مکر دید فلما اصبح
جمع الناس ووعد عليهم تشديدا الا بالله وهددهم وحذرهم
عن مخالفة يزيد وفرق جماعة مسلم بقوة التدبير واختفى
مسلم في دار هانئ بن عروة پس هرگاه صبح شد جمع کرد ابن زیاد مردم
و خواند برایشان سوگند خود را و تهدید و تحذیر کرد اهل کوفه را از مخالفت
یزید و متفرق گردانید جماعت مسلم را بقوت تدبیر و پوشیده شد مسلم در خانه
هانی بن عروه یعنی بمجرد تهدید لسانی و تخویف زبانی ابن زیاد جماعه سپاهیان حضرت
مسلم متفرق گردیدند و مسلم خود را بخانه هانی بن عروه پوشیده اخفا کرد فارسل
عبيد الله محمد ابن الاشعث مع قوم الى داره فاتوا بهانئ بن
عروة فحبسه وحبس جميع رؤساء الكوفة عنده
في القصر واتى الخبر مسلما فنادى بشعاره فاجتمع معه اربعون
الفا واحاطوا حول القصر پس فرستاد ابن زیاد محمد بن اشعث را با فوجی بسوی خانه هانی
بن عروه پس آوردند او را پس قید کرد ابن زیاد او را و محبوس نمود جمله رؤسای کوفه را نزد
خود در قصر و رسید این خبر به مسلم پس آواز داد خاصان و رفیقان خود را پس جمع شدند همراه
او چهل هزار از مردم و احاطه کردند گرد قصر یعنی چون ابن زیاد هانی بن عروه و دیگر رؤسای کوفه
را در مکانی از قصر خود محبوس کرد حضرت مسلم به رایت اتحاد خاصان و رفیقان خود را جمع فرموده
با جمعیت چهل هزار کس محاصره قصر عبید الله بن زیاد نموده فامر عبيد الله الا منادي ان
رؤساء الكوفة ان يكلموا عشائرهم ويردوهم عن نصرة مسلم فكلموهم فتفرقوا
كلهم وامسى مسلم في خمس مائة فلما اختلط الظلام ذهب اولئك ايضا وبقي
وحده پس امر کرد ابن زیاد اسیران را که از رئیسان کوفه بودند تا بگویند
بهمانند عزیزان و قریبان خود را و باز دارند ایشان را از رفاقت مسلم پس

نماندند اسیران عزیزان خود را پس متفرق گشتند همه اینها و شام کرد مسلم
در پانصد کس یعنی تمامی مردم همراه متفرق گشتند و تا شام از چهل هزار پانصد
باقی ماند پس هرگاه پیدا شد تیرگی شب رفتند ایشان هم و باقی ماند مسلم
تن تنها یعنی اول از چهل هزار پانصد کس همراه مسلم ماندند بعد از ان چون
شب تاریک شد این پانصد هم براه خود رفتند مسلم تن تنها باقی ماند و
گویند که چون برای نماز شام حضرت مسلم در مسجد کوفه تکبیر افتتاح گفت
پانصد کس اقتدا باو کردند و چون سلام در داد یک کس راندید درین قدر
فرصت همه فرار رفتند و مسلم را تن تنها گذاشتند و گویند که چون مسلم نزدیک
قصر ابن زیاد رسید دید که مردم از همراه او میگریزند تا آنکه از ان جمله قریب
سه صد کس باقی ماند حیران شده چپ و راست نگاه میکرد و میگفت که شیعیان
ما کجا میروید از ان هم دوازده کس باقی ماند آنگاه فرمود که ای اهل کوفه خطوط
متواتر فرستادید و ما را طلبیدید و حواله باعدا نمودید چون یک دو قدم دیگر
رفت هیچکس با او نبود فَتَرَدَّدَ فِي الطَّرِيقِ فَأَتَى مَنْزِلَ امْرَأَةٍ
فَاسْتَسْقَاهَا فَسَقَتْهُ وَأَدْخَلَتْهُ فِي مَنْزِلِهَا پس آمد و رفت میکرد
مسلم در راه پس آمد خانه زنی را پس طلب آب کرد پس آب نوشانید
آن زن مسلم را و داخل کرد او را در خانه خود یعنی رفیقان مسلم آنحضرت را
تنها گذاشتند و همه فرار نمودند مسلم در راه سرآسیمه تنها میگشت و ازین طرف
بآنطرف میرفت درین حال تشنگی بر مسلم مستولی گشت بدر خانه زنی که طوعه
نام داشت او را طلب آب فرمود آن زن او را آب نوشانیده داخل خانه
خود نمود وَكَانَ ابْنُهَا مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ فَانْطَلَقَ
فَأَخْبَرَ مُحَمَّدًا وَأَخْبَرَ مُحَمَّدٌ عُبَيْدَ اللهِ فَبَعَثَ عُبَيْدُ اللهِ

عمرو بن حریث صاحب شرطه و محمد بن الاشعث فاحاطا
بالدار و بود پسران زن مولی یعنی غلام آزاد محمد بن اشعث پس ست
او خبر کرد محمد را و خبر کرد محمد عبید الله را پس فرستاد ابن زیاد عمرو بن حریث
کوتوال شهر و محمد بن اشعث را پس محاصره کردند این هردو خانه را یعنی هرگاه
طوعه مسلم را بخانه خود جا داد از اتفاقات قضا و قدر پسر طوعه که جلیله محمد با
اشعث بوده مولای خود را از حال مسلم خبردار کرد و آن کس بهادم پیش
ابن زیاد رفته سرکلاه این راز واکرد ابن زیاد بمجرد دریافت این حال
کوتوال شهر که عمرو بن حریث نام داشت و محمد بن اشعث را برای گرفتار
مسلم فرستاد ایشان با جماعه کثیره رفته خانه طوعه را که حضرت مسلم دران
سکونت داشت محاصره نمودند و داعیه گرفتاری مسلم کردند چون حمیت
شجاعت بنی هاشم بهان نشستن در خانه گوارا نکرد فخرج مسلم بسیفه
یقاتلهم فاتاه محمد بن الاشعث بالامان فجاء به الی عبید الله
فضرب عنقه والقی جثته الی الناس وصلب هانیا وکان
ذلک لثلث خلون من ذی الحجة سنة ستین من الهجرة
وقتل عبید الله محمدا و ابراهیم ابنی مسلم ایضا معه
پس برآمد مسلم با شمشیر خود در حالیکه جنگ میکرد با آنها پس پیش آمد محمد بن اشعث
با امان پس آورد مسلم را بسوی ابن زیاد پس او گردن زد او را و انداخت تن
او را بطرف مردمان و بردار کشید هانی را و بود این واقعه سوم ذیحجه سال
شصتم از هجرت و کشت ابن زیاد محمد و ابراهیم هر دو پسر مسلم را با او گوید که چون
این حریث کوتوال و ابن اشعث سرحلقه ارباب جدال با جماعت شصت کس
خانه طوعه را محاصره نمودند مسلم تن تنها شمشیر گرفته از خانه برآمد و بهنگامه محاربه

گرم کرد چندانکه بعضی را از طرف مقابل زخمی کرد و برخی را به جهنم سیاه فرستاد ابن اشعث
دانست که تحمل تیغ بنی هاشم کار این جماعت نیست براه خداع پیش آمده او را امان نمود و
مسلم را از مقاتله باز داشت و مسلم بن عقیل و محمد و ابراهیم پسران آنحضرت را همراه گرفته پیش
ابن زیاد برد و آن سر اشقیا قبل از رسیدن مسلم نزد او نوابان را حکم داده بود که چون
مسلم داخل دروازه شود گردنش زنند و سرش از تن جدا سازند چنانچه از رفیقان ابن
زیاد ابن عقب و راست شمشیرها کشیده در دهن دروازه ایستاده بودند مسلم ناگاه که از در گذشت
گردنش زدند و سرش از تن جدا کرده پیش مردمان انداختند و گویند که زانگاه که مسلم داخل قصر
ابن زیاد میشد مشغول به تهلیل و تسبیح بود و کریمهٔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین تلاوت
می نمود که ذوقه شربت شهادت چشید و رخت اقامت از دار فنا بدار البقا
کشید بعد از آن محمد و ابراهیم پسران مسلم را نیز کشتند و هانی بن عروه را
کشته بر دار کشیدند و سرهای این مظلومان را بر نیزه کشیده در کوفه در بازار
گردانیدند و این سانحه سوم ذیحجه سال شصتم از هجرت اتفاق افتاد تمام شد
این داستان حالا برای صفای حال حضرت امام حسین علیه السلام در روانگی
آنحضرت از مکه بطرف کوفه و رسیدن بکربلا و مبتلا شدن بانواع کرب و بلا
گوش فرا باید داشت وَفِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى
الْكُوفَةِ وَقِيلَ كَانَ خُرُوجُهُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ و در آن روز یعنی سوم
ذیحجه که روز شهادت حضرت مسلم بوده روانه شد حسین از مکه بطرف کوفه و بعضی
گفته که بود روانگی آن حضرت روز ترویه یعنی هشتم ذیحجه وَكَانَ سَبَبُ
خُرُوجِهِ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ كَانَ قَدْ كَتَبَ إِلَيْهِ يَلْتَمِسُ
قُدُومَهُ و بود سبب روانگی آنحضرت اینکه مسلم بن عقیل با سرانجام تمام نوشته بود
او را بالتماس قدوم او مخفی نماند که چون مسلم بن عقیل بکوفه رسیده ...

عظمای آنجا ئیدبا بادت بمدوش وحلقهٔ اطاعت گوش کشیدند تا آنکه زیاده
بر چهل هزار کس داخل دائرهٔ بیعت گردیده مستدعی تشریف آوری جناب
امام حسین علیه السلام از مکه بکوفه شدند حضرت مسلم بجهت جناب امام نوشت
که اهل کوفه قبول بیعت نموده و همه باش باطاعت و انقیاد در داده و بر گرد
انتظار قدوم میمنت لزوم نشسته اند لهذا آنجناب تصمیم عزم ارادهٔ کوچ از مکه
بکوفه فرمودند وَلَمَّا تَجَهَّزَ بِالْخُرُوْجِ مَنَعَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ
عُمَرَ وَجَابِرٌ وَاَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيُّ وَاَبُوْ وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيُّ
فَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُمْ وَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَبْشًا يُسْتَحَلُّ بِهٖ مَكَّةُ
فَلَا اَكُوْنُ اَنَا ذٰلِكَ الْكَبْشَ وهرگاه جناب امام حسین علیه السلام تهیهٔ
سامان سفر فرمود منع نمود او را ابن عباس و ابن عمر و جابر و ابو سعید خدری
و ابو واقد لیثی پس باز نماند از باز داشت ایشان گفت بدرستیکه شنیدم ام
از پدر خود که میگفت که شنیدم از رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم که میفرمود
همانا آید گوسفندی باشد که کعبه بآن حلال گردد پس نباشم من آن گوسفند
کشته نماید چون حضرت امام حسین علیه السلام عزیمت کوفه جهت
فرمود اجابهٔ صحابه که در مکه معظمه حاضر بودند به مخالفت پیش آمدند چنانچه ابن
عباس گفت که ای حسین از حرم مکه که خانه خداست مرو و بر قول کوفیان
اعتماد مکن سید الی که پدر و برادرت چه کردند و اگر تو ناچار بعالی اهل عیال
خود را همراه مبر و من میترسم که مبادا تو کشته شوی و زنان و کودکان تو اسیر
بلا شوند و نیز گفت که مرا گمان است که ترا بچو عثمان میان زنان و دختران
بکشند چون غرض ابن عباس تا بعرض قبول نیافت ابن عباس اندوهگین شد

وگفت واجبست الله وهامی بامی گریست و نیز عبدالله بن عمر از عزیمت کوفه منع نمود
و گفت که ای حسین به قول و فعل اهل کوفه غره مشو و از مکه بیرون مرو بالجمله جابر و
ابوسعید خدری و ابو واقد لیثی و دیگر هر کس که حسین را آماده سفر کوفه دید منع کرد
آخر کار چون مبالغه و اصرار مانعین از حد درگذشت حسین در جواب کشف راز
فرموده ارشاد کرد که من از پدر خود و از رسول خدا علیه الصلوة والثنا شنیده است
که گوسپندی در مکه کشته شود که بسبب آن حلت کعبه گردد پس من نمیخواهم که من
همان گوسپند باشم یعنی شخصی را در مکه کشتند که خونش موجب بیحرمتی کعبه شود پس
من دوست ندارم که در مکه کشته شوم و این همه بلکه زیاده ازین در ترجمه تاریخ طبری
و ترجمه صواعق و دیگر کتب مذکور و مسطور است و باید دانست که مصداق حدیث
مذکور عبدالله بن زبیر بوده که او را در مکه کشتند و این سفک دما باعث بر استحلال
کعبه شد و هر چند این کشت و خون بجور و ظلم واقع شد لیکن چون منجر بهتک حرمت
کعبه گردید جناب سید الشهدا علیه التحیة والثنا بکمال حزم و احتیاط و مراعات آداب
کعبه گوارا نکرد که قتلش موجب استحلال کعبه شود و درین مقام سخنی ست ظاهر الاشکال
که با وجود اشعار و اخبار از واقعه شهادت که از سید الشهدا بظهور آمد گو بطریق جزم
و یقین نباشد اجلّه صحابه مثل ابن عباس و ابن عمر و جابر و ابوسعید خدری و غیر
الشان چرا تقاعد از رفاقت و معیت حضرت حسین فرموده فقط بر منع خروج از
مکه و رفتن بکوفه اکتفا ورزیده اظهار خیرخواهی نمودند و همراه نرفتند و جواب این
اعضال مبتنی بر تفصیلی ست که بسطی در کلام خواهد و نیز اندیشه شائبه تعصب نسبت
به بعض اوهام در ربط و ضبط تقریر هست و بنای این مختصر بر اختصار و تنزه از لوث
تعصب افتاده پس طی کشح از تفصیل نموده بالاجمال این قدر گفته می شود که معلوم و
متیقن نموده که درهمین هر چه بمقتضای قضا و قدر ست از قوت بفعل خواهد آمد

دیگر کاوس بن حنابس که عظمت و جلالت شان بشان باتفاق ثابت و متحقق است
باید صدق اظهار مطلبش خاطر خود بقاعده ای ثابت کرده تا وجود قلق متعارف
و گریه های همراه نرفتند هر عددیکه برای ایشان قرار داده شود همان عدد
را از جانب دیگران هم قبول باید کرد آنحضرت جناب امام حسین علیه السلام سوم
ذیحجه بروایت صحیح و در بعضی هشتم ذیحجه روز ترویه با معدودی از اهلبیت
و شیعیان و موالیان که بیان میشود از مکه روانه کوفه شدند وسار
مع اثنین وثمانین نفسا من اهل بیته وشیعته وموالیه فسمع فی اثناء
الطریق بقتل مسلم وتفرق جماعته فهمّ بالرجوع فقال بنو عقیل
والله لا نرجع حتی نصیب ثارنا او نقتل فقال الحسین لا خیر فی
الحیوة بعدکم و روانه شد حسین با جمعیت هشتاد و دو کس از اهلبیت
و یاران و غلامان خود پس شنید در اثنای راه خبر قتل مسلم و انتشار جماعت او
ایشان قصد بازگشت کرد پس گفتند فرزندان عقیل که قسم بخدا باز نخواهیم گشت
تا آنکه با نتقام رسیم یا کشته شویم پس گفت حسین که بهتری نیست در زندگی
بعد شما یعنی چون آنحضرت با معدودی از اهلبیت و یاران و غلامان از مکه
بعزم کوفه خروج فرمود در اثنای راه خبر شهادت مسلم بن عقیل و بد عهدی
کوفیان و تفرق جماعت ایشان استماع نموده عزم مراجعت نمود که پسران
عقیل همگی یکدیگر باتفاق گفتند که ما معاودت نمی کنیم و بکوفه میرویم تا
انتقام خود در قصاص مسلم از دشمنان بگیریم یا خود با آن کشته میشویم آنجناب
بعد ملاحظه گفتگوی برادران مسلم بن عقیل ارشاد کردند که لطف زندگی
بعد از این نیست که شما همه کشته شوید و من تن تنها بمانم و گویند که حضرت
امام حسین علیه السلام را در راه با جماعه حسه لوس فرزدق شاعر ملاقات گردید

واحوال کوفه پرسید فرزدق گوید که زبان من دران وقت مرض داشت
که کلام کردن نمی توانستم لهذا الاشاره گفتم که بکوفه مپرو و بمکه بروان شو و گوید
که چون فرزدق شاعر با حضرت حسین ملاقات کرد دست آنحضرت ببوسید
آنجناب پرسید که ای ابا فراس از کجا می آئی گفت از کوفه پرسید اهل کوفه
را چگونه گذاشتی گفت که دلهای مردمان با تو گذاشتم و شمشیرهای ایشان با بنی امیه
و قضا و قدر از آسمان نازل است والله یفعل ما یشاء حضرت حسین در جواب گفت
که قضا را باز نتوان داشت بالجمله چون پسران عقیل سنگ راه مراجعت شدند
حضرت حسین متوجه بعراق شد چنانکه میفرمایند ثُمَّ سَارَ نَحْوَ الْعِرَاقِ حَتّٰی اِذَا
كَانَ عَلٰی مَرْحَلَتَيْنِ مِنَ الْكُوفَةِ فَلَقِيَهُ الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ الرِّيَاحِيُّ
وَمَعَهُ اَلْفُ فَارِسٍ مِنْ اَصْحَابِ ابْنِ زِيَادٍ شَاكِي السِّلَاحِ
روانه شد بطرف عراق تا آنکه رسید بجائی که دو منزل بود از کوفه پس ملاقی
گشت با او حر بن یزید ریاحی و همراه او بودند هزار سوار مسلح از همراهیان
ابن زیاد فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ اِنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ قَدْ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ
وَاَمَرَنِي اَنْ لَا اُفَارِقَكَ حَتّٰی اُقْدِمَ بِكَ اِلَيْهِ وَاَنَا وَاللّٰهِ كَارِهٌ
فَمَا يُمْكِنُنِي الرُّجُوعُ اِلَی الْكُوفَةِ وَلَا سَبِيلَ اِلٰی مُفَارَقَتِكَ پس گفت
حر با حسین که ابن زیاد فرستاده است مرا بسوی تو و حکم کرده است مرا باینکه
جدا نشوم از تو تا آنکه ببرم ترا نزد او و من بخدا ازین کار کراهت کننده ام
پس نیست ممکن مرا بازگشت بکوفه و نه راه بسوی جدائی تو یعنی چون حر بن
یزید ریاحی در اثنای راه با جناب حسین در خورده گفت که مرا با حشم ابن زیاد
با هزار سوار مسلح برای گرفتاری تو فرستاده است لیکن دل من راضی بآن نیست
که ترا گرفتار کرده پیش ابن زیاد رسانم و این هم نمی توانم که ترا گذاشته مراجعت

کوفه نیایم فقال له الحسین انی لم اقدم هذا البلد حتی اتتنی کتب
اهله وقدمت علیّ رسلهم وانتم من اهل الکوفة فان دمتم
علی بیعتکم دخلت مصرکم والا انصرفت فقال له الحر والله ما اعلم
هذه الکتب ولا الرسل ولا یمکننی الرجوع الی الکوفة فلا افارقک
حتی اقدمک الیه وطال الکلام بینهما پس گفت با حر حسین علیه السلام
که من نیامدم باین شهر تا رسید مرا نامه‌های اهل آن و نیامدند پیش من ایلچی
ایشان و شما از اهل کوفه هستید پس اگر ثابت و قائم باشید بر بیعت خود داخل
شهر شما و گرنه بازگردم پس گفت حر با امام حسین که بخدا من نمیدانم این نامه‌ها را
و نه ایلچیان را و نیست ممکن مرا بازگشت بکوفه پس نمیگذارم ترا تا آنکه برم ترا
پیش ابن زیاد و دراز شد سخن میانه هر دو بالجمله چون حر بن یزید ریاحی سبب
آمدن خود بخدمت حضرت امام عرض نمود آنجناب در جواب ارشاد فرمودند که من
(مراد از ایلچیان قاصد است ۱۲)
از خود عازم کوفه نشده ام بلکه کوفیان نامه‌ها و قاصدها فرستاده باصرار و مبالغه
تمام مرا طلبیده‌اند و شما که آمده اید پس اگر اهل کوفه هستید اگر ثابت و برقرار بر عهد
بیعت خود باشید رخصت عزیمت شهر شما میکنم والا مراجعت بوطن خود میکنم
حر بجز بیخبری خود از ترقیم نامه‌ها و ترسیل قاصدها بر نداشته گفت که اکنون بازگشت
من بکوفه بدون بردن جناب بر ابن زیاد ممکن نیست و گویند که اگر حر بیزید
واگذاشت حضرت امام راضی شده گفته بود که جناب را اختیار است بهر جانب
که خواهند بروند من بکوفه میروم و پیش ابن زیاد عرضه مینویسم که حسین با من
ملاقی نشد و بطرفی دیگر رفت که درین حال نامهٔ ابن زیاد بنام حر بدین مضمون
رسید که در اسیر کردن حسین تقصیری مکن والا بسزا مبتلا گردی که تحمل آن
نتوان کرد بعد از این حر بحال خود ترسید که اگر سواران ابن زیاد که همراه باشند

عرض ماجرا نمایند خداوند که از دست جور ابن زیاد بر سر وقت ما چه برود باز
مبالغه در بردن آنجناب نزد ابن زیاد بکار برده تا آنکه از طرفین کلام بطول
انجامید و سلسلهٔ سخن از جانبین دراز کشید قصه کوتاه چون حضرت امام
مرضی حر دریافت عنان عزیمت از کوفه برتافت و سائق و قائد قضا و قدر
کشان کشان آنجناب را بکربلا انداخت حالا این واقعه شنیدنی و کارگذاری
تقدیر دیدنیست فانحرف الحسین عن طریق الکوفة الی کربلاء
ونزل بها فی الیوم الثانی من المحرم سنة احدی وستین ولما
نزل سال عن اسمها فقیل هذا موضع یقال له کربلاء فقال
موضع کرب وبلاء فنزل القوم وحطوا الاثقال ونزل الحر و
قبالة الحسین رضی الله عنه بارض کربلاء پس بازگشت حسین
از راه کوفه و متوجه شد بسوی کربلا و رسید دران بتاریخ دوم محرم سال
شصت و یکم و هرگاه رسید پرسید از نام آن مکان پس گفته شد که این مقام
ست که آنرا کربلا گویند پس گفت که این جای کرب و بلاست پس فرود
آمدند قوم و انداختند بارها را و فرود آمد حر و لشکر او مقابل حسین رضی الله عنه
بزمین کربلا در ترجمه طبری وغیر آن نویسند که چون حسین بکربلا رسید
حر بن یزید ریاحی بطریق خیرخواهی عرضه داشت که اینک فوج دیگر فرستاده
ابن زیاد میرسد جناب را میگذارم که شبا شب کوچ کرده به جانب دیگر روند
چنانچه آنجناب کوچیده تمام شب قطع مسافت فرمود چون سپیده صبح دمید
دید که همان زمین کربلا وار دست و گویند که این معامله تا هفت شب اتفاق
افتاده که هر شب راه میرفت و بازدم صبح خود را بزمین کربلا می یافت تا آنکه
کار بجائی رسید که شترانرا میزدند از جای خود حرکت نمی کردند پس چار و ناچار

به تقاضای خبث کرم بگذار تا نجا جهت اقامت کشور و طرح مقام انداخت د
همین که صبح در رسید بپرسید و بهرام ازو جهت میکرد قصد حیل ازین وجهت
نقل میکند در مستا یوهٔ این حال فرزند که اینجا رفتن همی نتوانم که نامی سوخته
و مشهد موصل مسمی این رفتن است بپرسد در ترجمه طبری است که چون حسین
کمر با سید در خواب دید که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم با جماعه از ملائکه
آمد و حسین را در کنار گرفت و میبوسید و گفت ای فرزند من میدانم که دشمنان
تو تجهیز کرده و در صدد کشتن افتاده اند ایشان از شفاعت من در قیامت
محروم اند و مرا یک است که حق تعالی ترا بدرجه شهادت رساند و بهشت را
برای تو آراسته اند و پدر و مادر تو مشتاق تست پس آنحضرت علیه الصلوة
دست بر سینه حسین نهاده فرمود اللهم اعط الحسین صبرا و اجرا حسین رحمها
بیدار شد و بر اهل بیت خود این خواب برخواند جمله گریان شدند و کریمه انا لله
و انا الیه راجعون بر زبان راندند القصه چون خبر وصول حضرت امام حسین
علیه السلام بزمین کربلا و کوفه گوش ابن زیاد رسید آنچه از دست جور
بوقوع آمد آرا ما بیت سید ثم کتب عبید الله کتابا الی الحسین یطلبه
الی بیعة یزید فلما ورد الکتاب علی الحسین فقرءه و القاه
وقال للرسول ما له عندی جواب فرجع الرسول الی ابن زیاد
فاشتد غضبه وجمع الناس وجهز العساکر وصیر مقدمها
عمر بن سعد وکان ولاه الری واعمالها وکتب له فاستعفی
من خروجه الی قتال الحسین فقال له ابن زیاد اما ان
تخرج واما ان تعید علینا کتابنا سولیتک الری واعمالها
وتقعد فی بیتک فاختار ولایة الری بشر نوشت بجاید

نامهٔ حسین برای طلب بیعت یزید پس هرگاه رسید اسپیش حسین پس خواند
آنرا و انداخت آنرا و گفت به قاصد که نیست این نامه را نزد من جواب
پس باز گردید ایلچی بسوی ابن زیاد پس سخت شد خشم او و جمع کرد مردم را
وسامان کرد لشکرها را و تجویز نمود سردار لشکر عمر بن سعد را و بود ابن زیاد
که حاکم کرده بود ابن سعد را بر ولایت ری و اضلاع آن و نوشته بود سند
برای او پس استعفا نمود ابن سعد از خروج خود برای جنگ حسین پس گفت
با ابن سعد ابن زیاد که یا خروج کنی برای جنگ حسین و یا باز دهی مرا سند را
که بحکومت ری و اصلاع آن بتو داده ام و بنشینی در خانه خود پس اختیار
کرد ابن سعد ولایت ری را اجمالا چون ایلچی ابن زیاد ناکام برگشته عرض حقیقت
پیش او کرد و نائرهٔ غضب ابن زیاد رو باشتداد آورده سر بآسمان کشید
و همچو رسن سوخته بر خود پیچیده در بند محاربه با حسین افتاد و جمع مردم و سامان
لشکر برای جنگ نموده ابن سعد را که عامل ری و اضلاع آن ساخته بود
طلبید تا مقدمة الجیش گشته بسرکردگی لشکر از پی قتال بکربلا روانه شود
و جنگ با حسین نماید ابن سعد از اختیار این کار استعفا نموده خود را یکسو
کشید و خواست که بمقابله و محاربهٔ حسین نرود که ابن زیاد باو نوشت که
ای ابن سعد یا بجنگ حسین خروج بکن و برای جنگ او برو یا از حکومت ری
دست بردار سندیکه بتو داده ام آنرا مسترد نما و در خانه خود بنشین
پس ابن سعد دنیا را بر دین اختیار کرده استرداد سند حکومت ری
و معزولی از آن گوارا نساخته بقبول حکم ابن زیاد پرداخت وَطَلَعَ إِلَى
قِتَالِ الْحُسَيْنِ بِالْفَسَادِ فَمَا زَالَ ابْنُ زِيَادٍ يُجَهِّزُ جُيُوشَهُ
إِلَى أَنْ يَجْتَمِعَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ الثَّمَانُ وَعِشْرُونَ أَلْفًا مَا بَيْنَ

فارس وراجل فنزلوا شاطئ الفرات وحالوا بين الماء
وبين الحسين واصحابه وكان اكثر المحاربين لقتاله
قد كاتبوه وبايعوه و سر آمد ابن سعد برای قتال حسین با لشکر پس عبیدالله
ابن زیاد تجهیز لشکر و سامان فوج برای ابن سعد میکرد تا آنکه مجتمع و فراهم شد
نزد عمر بن سعد بیست و دو هزار کس از سوار و پیاده پس فرود آمدند بر کنارهٔ آب
فرات و حائل شدند در میان آب و حسین و اصحاب او و بودند اکثر حرب کنندگان
بجنگ او کسانیکه بتحقیق نامه‌ها نوشته بودند و بیعت با او نموده بودند یعنی ابن سعد
بطمع حطام دنیوی دنیا را بدنیا فروخته و ذخیرهٔ نکال و وبال اخروی اندوخت
بمقابلهٔ حسین بر آمد و لشکر تهیا کرد و ابن زیاد حشر اهل بهادری در رسید
فوجها برای کمک ابن سعد میفرستاد تا آنکه ابن سعد با جمعیت بیست
دو هزار پیاده و سوار هشتم محرم در کربلا رسید و حائل میانهٔ لشکر حسین و شط
فرات گردید بر کنار آب بالکل فرو گرفت بود و صرف آب را از لشکر حسین باز
داشته عرصه بر آنجناب تنگ ساخت چندانکه به جای یاران و موالیان
صغار و کبار اهلبیت ساقی کوثر و شفیع روز محشر محتاج جرعهٔ یک قطرهٔ آب
از تشنگی بیتاب و دل و سینه بریان و کباب گشتند و در همین حالت یزید
همدانی که از لشکریان حسین بن علی بود و مستی بیعت امام مظلوم عرض کرد
که اگر فرمان رود پیش ابن سعد رفته استجازت آب کنم ارشاد شد که اختیار
ست چون یزید همدانی نزد ابن سعد رفت با او در حرف و سبقت بسلام
که شعار اسلام ست نکرد و ابن سعد خطاب با یزید همدانی کرده گفت که ای برادر
همدانی ترک سلام چرا گفتی آیا من مسلمان نیستم و خدا و رسول را نمی‌شناسم
یزید همدانی جواب داد که وای بر اسلام تو که دعوی مسلمانی میکنی و جسر و فوج

برابن رسول واولاد بتول نموده کمر به قتل ایشان بسته وتشنه برای خون ایشان شده
و فرات دریایی ست که سگ و خوک از ان آب میخورند و حسین بن علی و برادران
و فرزندان و زنان اهلبیت عفت و طهارت از تشنگی جان بلب دارند و تو آب را
از ایشان منع کرده و باز میگوئی که من خدا و رسول را می شناسم و مسلمانم پس عمر ابن سعد
گفت که ای یزید همدانی همه راست گفتی لیکن چه کنم که دل من راضی نگردد بگذاشتن
حکومت ری و اطلاع آن نمی شود پس یزید همدانی مراجعت کرده حقیقت حال را
بخدمت حسین عرض نمود و مناسب این حکایت ست آنچه در صحیح بخاری و ترمذی مسطور است
و خلاصه اش اینکه شخصی از اهل عراق بخدمت ابن عمر از طهارت خون پشه پرسید
گفتند که عراقیان از خون پشه می پرسند و فرزند رسول را کشتند و خونش
حلال دانستند و من بگوش خود شنیده ام که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
میفرمود و هما ریحانتای من الدنیا گویند که چون لشکر ابن سعد آماده بجنگ شد
حسین بن علی علیهما السلام از مقام خود برآمده برو بروی ایشان با ستاد و
بعد حمد و ثنای خدا خطاب بلشکریان یزید نموده فرمود که ای مردمان ببینید
که من کدامم و نسبت مرا بیان کنید و در دلهای خود تامل کرده بگوئید که شما را
ریختن خون من و هتک حرمت من درست ست یا نیست و من پسر
دختر نبی شما نیستم و فرزند پسر عم رسول خدا نیستم آیا حمزه سید الشهدا عم
من نیست و آیا رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم در حق من و برادر من سیدا
شباب اهل الجنة نفرموده و دیگر از فضائل و مناقب خود بیان فرموده حجت را
براعدا تمام ساخت و نیز گویند که چون لشکریان ابن سعد آب را بر لشکر
حسین بند نموده کار بر اهلبیت نبوت تنگ گرفتند حسین بن علی با ابن سعد
نوشت که از سه کار یکی اختیار کن یا مرا بگذار تا بمکه روم یا اجازت بده که رخصت

عزیمت اینجا دیگر گشتم و آن جماعت تسلیم بامر ابلیس شدند لهذا برگشت ابن سعد جواب داد
که با ایشان زیاد نشویم چون نامه ابن زیاد مایه فساد بود از تهدید بی ابن سعد
کرد که اگر حسین دست به بیعت یزید گذارد و بهتر و الا او را باید کشت و من ترا
برای جنگ فرستاده‌ام نه برای صلح باید که هنگامه قتال او گرم کنی والا
سپاهی تو دیگری سپرده شد چون نامه ابن زیاد با ابن سعد رسید بی توقف صف
آراست و لشکر را بمقابله درست کرد و گفت که ای حسین من بسیار خواستم
که تو بیعت یزید کنی و من بخون تو مبتلا نشوم این کار بانجام نیافت
اکنون آماده جنگ باید شد و نیز گویند که چون لشکر ابن سعد آب فرات را
پس پشت گرفته فرود آمد و خیمه گاه حسین بریگستان بود و آب بر آنها که منع کردند
چاه‌ها کندند تا هفتاد دست کاویدند آب نیافتند اهلبیت نبوت و دیگر
یاران و موالیان و دواب از تشنگی بیتاب شدند و از تشنگی کام احدی از اطفال قوت
گفتار نماند و باشاره سخن می گفتند و با تیمم نماز میگذاردند چون بیتابی بهر زنان
و کودکان از حد در گذشت حسین عباس بن علی را با تنی چند برای آوردن آب
فرستاد یزیدیان نگذاشتند که آب بگیرد عباس را مجروح کردند و همراهیان
او را کشتند عباس زخمها خورده بخدمت حسین رسید و بزبان حال گفت که
سحر آب شمشیر آبی نصیب ما شد نیست و بعضی روایت کرده‌اند که خیمه حسین
در صحرا استاده بود شخصی بخدمت آن حضرت حاضر شد دید که آنجناب مشغول
تلاوت قرآن هست و اشک از چشم جاریست عرض نمود که چگونه وارد این شهر
شدی فرمود که کوفیان نامه‌ها نوشتند و قاصدها فرستادند و ما را طلب نمودند
والحال زنان تشنه خون من شده‌اند و اکثر از خارجین لعنتال من کسانی هستند
که دست بیعت بمن داده‌اند و آن بر حسب مواعید مقتول شد که چون حسین

این سختی گذشت نصیحت برادر خود یعنی حسن بن علی را یاد کرد و می گریست
که وقت رحلت فرموده بودند که ای حسین از سفهای کوفه و اعوان آن حذر
باشی و بر اقوال ایشان خروج نکنی که موجب خفت پریشانی تو گردد و در ترجمه
طبری است که حسین در خیمه آمد و حرم محترم را نصیحت فرمود و امر بصابرت نمود
زنان بگریه در آمدند حسین زنان را از گریه منع کرده نظر بجانب آسمان برداشته
گفت که خداوندا تو میدانی که بیعت با من کردند و باز عهد شکستند یارب تو
داد من از ایشان بستان پس مردم همراه را طلبید و همه را جمع کرد و گفت که
آنچه بر شما بود کردید و شرط خدمت بجا آوردید شما اندک آید و ایشان بسیار
شما را از بیعت خود بیرون کردم هر طرفیکه خواسته باشید بروید و من از جان خود
نا امید شدم همه باز عرض داشتند که این از ما نخواهد شد که ترا در دست اعدا این
روز سیاه بتلا بگذاریم و جان خود بسلامت بریم فردای قیامت پیش جدت
چه عذر کنیم با همه جانهای خود را پیش تو فدا می کنیم پس بمضمون این شعر شعر

گر دست دهد هزار جان	در پای مبارکت فشانم		همراهیان آنحضرت

که همت بستند و دست از حیات خود شستند و منتظر شهادت نشستند
لشکر ابن سعد بمقابله در آمده آماده کارزار گردید پس آنچه اتفاق افتاد آنرا
باید شنید فَلَمَّا تَیَقَّنَ اَنَّ الْقَوْمَ قَاتِلُوْهُ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ فَاحْتَفَرُوْا
حُفْرَةً شَبِیْهَةً بِالْخَنْدَقِ حَوْلَ الْعَسْکَرِ وَجَعَلُوْا لَهَا جِهَةً
وَاحِدَةً یَکُوْنُ الْقِتَالُ مِنْهَا وَرَکِبَ عَسَاکِرُ ابْنِ سَعْدٍ
وَاَحْدَقُوْا بِالْحُسَیْنِ وَزَحَفُوْا وَاقْتَتَلُوْا پس هرگاه بیقین دانست
که هر آینه جماعه ابن سعد قتال خواهند کرد با او امر فرمود اصحاب خود را پس
ساختند سنگری شبیه بخندق گرد اگرد لشکر و داشتند برای آن جهت واحد

که با شیم قتال ازان لعین حال سوار شدند لشکریان ابن سعد و شروع کردند لشکر
حسین را احاطه نمودند و شروع جنگ ساختند یعنی چون حسین مظلوم یقین
دانست که لشکریان ابن سعد دست از لعن نما برنمیدارند و برای جنگ نمی گذارند
اصحاب خود را حکم فرمود تا آماده جنگ شوند و داد شجاعت داده کسب شهادت
نمایند پس یاران آنحضرت خندقی گرد اگرد لشکر خیمه خندق ساختند و سوای
آن راهی داشتند که همان راه برای جنگ برآیند و کار زار نمایند و چون که آنجناب
حسین این سامان کردند سواران ابن سعد خیمه گاه حسین را حلقه نموده بحکم
تیر در آختند و هنگامه قتال گرم ساختند تو شنیده باشد که چون دهم محرم رسید
و صبح عاشورا از افق مشرق نمایان شد و سپاه ابن سعد لشکر آراسته صف بجانب
جنگ کشید جناب سید الشهدا علیه التحیة والثنا بعد تادیه نماز صبح بر جمازه نشسته
رو بروی لشکر ابن سعد برآمد خطبه خواند و بعد فراغ از حمد خدا و نعت مصطفی صلی الله
علیه وآله وسلم خطاب با طرف مقابل فرموده ارشاد کرد که ای مردمان ببینید
که ترسایان بسان سم خر عیسی را تعظیم می کنید و جهودان اگر اثری از آثار
موسی می یابند آن را عزیز میدارند و اینکه پسر دختر پیغمبر شما هستم بر قتل من
بسته اید و شما میدانید که رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم مرا فرزند خود خوانده
و عزیز داشته هیچ دشمنی من کرده آیا چون کسی از شما کشته ام که در صدد قصاص
او در قصد جان من شده اید یا مال شما برده ام که طلب آن می نمائید یا دیگر
مطالبه دارید که برای آن عرصه بر من تنگ کرده اید من مدینه منوره برگزیده
خود نشسته بودم مرا آنجا تنگ داشتید بلکه آمدم رسولان در طلب من فرستادید
و نامه ها نوشتید نزد شما رسیدم با من عهد کردید و نقض عهد نمودید چون این
خطبه خواند هیچکس جواب نداد پس فرمود که حجت خدا بر شما است و شما از این

و مجنی نیست داشتر انجوانا نید و بر اسپ سوار شد و صف بیارا ست تا ایشان اجنگ کنند گویند
که مردی از لشکر ابن سعد عبد الله نامی که در حقیقت عبد الشیطان بود سپاه جولان را داده
بمیدان در آمد دید که آتشی بر گرد عیال و اطفال حسین بن علی کرده اند تا کسی آنجا نرود گفت
ای حسین بشارت باد ترا به آتش دنیا پیش از آتش آخرت آنجناب در حق او دعائی بد
کرد بماند پای او در پیش در گوی افتاده و او را بدان خندق پر آتش انداخت آخر آن
ناری در میان آتش بسوخت بعد از آن دو تن از لشکر ابن سعد برآمده مبارز خواستند از این
طرف دو کس بمقابله برآمدند آن هر دو را کشته بجهنم سیاه رسانیدند و گویند که هر گاه مبارزی
برای جنگ لشکریان ابن سعد میخواستند امام مظلوم پیش فرامی کرد و موالیانش نمیگذاشتند
و میگفتند که یا ابن رسول الله تا از یاران هر کس باهم زنده و سلامت است ترا بجنگ نمیگذاریم بالجمله لشکر
ابن سعد یافتند که همراهیان حسین دل از هر گونه نهاده اند بمقابله فردی فردی از عهده جنگ نتوان آمد
لهذا بمقابله یک کس چند تا برآمده سپاه حسین تیرباران میکردند تا آنکه هر کس که از لشکریان
حسین برای جنگ میرفت زنده نمی گشت و از اینجاست که میفرمایند و لم یزل یقتل
من اهل الحسین رضي الله عنه واصحابه واحد بعد واحد الی ان قتل
منهم نیف علی خمسین رجلا و هموار کشته باشد از اهلبیت حسین علیه السلام و یاران
او یکی پس یکی تا آنکه کشته شد از ایشان زیاده بر پنجاه کس فعند ذلك صاح الحسین
امام مغیث یغیثنا لوجه الله امام ذاب یذب عن حرم
رسول الله صلی الله علیه واله وسلم پس در این حال فریاد کرد حسین
آیا فریادرسی هست که بفریاد ما رسد برای خدا آیا دافعی هست که دفع کند از حرم پیغمبر خدا
صلی الله علیه واله وسلم یعنی چون اکثری از یاران و موالیان اهلبیت بقتل
رسیدند و زیاده بر پنجاه کس از اهل و اصحاب حسین علیه السلام جام شهادت کشیدند
حسین علیه السلام بفریاد آمده اظهار استغاثه کرد و این فریاد و استغاثه

وقفا برای اتمام حجت بوده تا معلوم شود که درین حال کدام کس از عیان
اسلام شریک مصیبت امام انام میگردد فجاء الحر بن یزید الریاحی الذی
تقدم ذکره قد اقبل علی فرسه الیه وقال یا ابن رسول الله انی
کنت اول من خرج علیک وانا الان فی حزبک فمرنی ان اکون
مقتولا فی نصرتک لعلی انال شفاعة جدک غدا ثم کر علی عسکر
عمر بن سعد فلم یزل یقاتلهم حتی قتل وقتل معه اخوه
وابنه ومولاه ایضا پس بیک ناگاه حر بن یزید ریاحی که مقدم شد ذکر او
به تحقیق متوجه شد سواره در اسب خود بطرف حسین وگفت ای فرزند پیغمبر خدا
صلی الله علیه وآله وسلم بدرستیکه بودم من اول کسیکه خروج کرد بر تو واکنون در
گروه توام پس بفرما مرا اینکه باشم کشته شده در یاریگاری تو تا بیابم شفاعت
جد تو در فردای قیامت پس حمله کرد بر لشکر ابن سعد پس مقابله کرد با آن قوم تا آنکه
کشته شد وکشته شد با او برادر او و پسر او و مولای او نیز یعنی چون حسین فریاد بر کشید
وصدای استغاثه از امام مظلوم بلند گردید حر بن یزید ریاحی همین که بیکسی جناب
سید الشهدا و فرزند رسول خدا ملاحظه کرد و توفیق سعادت ابدی از اطاعت
ابن سعد خود را یکسو کشیده و به سابقه عنایت سرمدی از رفاقت یزید پلید
انحراف ورزیده بحضور امام مظلومان رسیده عرضه داشت که چنانکه از اولین
خارجین لقتال تو بودم همچنان از سابقین ناصرین توام در مان برود که جان
خود را در هوای نصرت تو گذارم و در فردای قیامت بقدر شفاعت جد امجد تو بدست
ایمان آرم این بگفت و معیت برادر و پسر و مولای خویش بر لشکر ابن سعد تاخت
و این هر چهار تن چندان بعرصه مقاتله گرم گیرا دویدند که بسیاری را از قوم اشقیا
بتیغ تیز کشیده شادمان بمنزل شهادت رسیدند مجملا چون یاران

وموالیان حسینؑ یکایک داد شجاعت بمیدان جنگ داده جانهای خود را فدای
تولای فرزند رسول خدا و اہلبیت مصطفی نمودند وغیر از تنی چند از عزیزان و
دوستی قریبان باقی نماند تا جناب سید الشہدا فرمود که حالیا نوبت منست وخواست که از
صف قتال بر آمده متوجه به لشکر اعدا شود که برادر و برادر زادگان وسائر عزیزان
فریاد کردند که تا یک تن ہم از ما جانی بقالب دارد ترا بجنگ نمی گذاریم چون از اینها
هم یکی بعد دیگری کار خود کرده بدرجه شہادت فائز گردید چار و ناچار نوبت مقابله
سید الشہدا تن تنها با لشکر اشقیا رسید اکنون آنچه ناشنیدنی بود شنیدنیست
وہرچه نادیدنی بود دیدنی فَالْتَحَمَ الْقِتَالُ حَتّٰى قُتِلَ اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ بِاَسْرِهِمْ
وَوُلْدُهٗ وَاِخْوَتُهٗ وَبَنُوْ عَمِّهٖ وَبَقِيَ وَحْدَهٗ فَبَادَرَ بِنَفْسِهٖ وَسَيْفُهٗ
مُصْلَتٌ فِيْ يَدِهٖ لَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ وَيَقْتُلُ مَنْ بَرَزَ اِلَيْهِ حَتّٰى قَتَلَ
مِنْهُمُ الْكَثِيْرَ فَاَثْخَنَتْهُ الْجِرَاحَاتُ وَالسِّهَامُ تَاْتِيْهِ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ پس باشتداد رسید قتال تا آنکه کشته شدند همه یاران حسینؑ
و فرزندان او وبرادران او وعم زادگان او وباقی ماند آن حضرت تن تنها
پس بمبارزت فرمود بنفس نفیس خود در حالیکه شمشیر برہنه بود در دست او
پس بسیار مقابله میکرد ومیکشت ہر کسی را که می بر آمد بمقابله او تا آنکه کشت
از ایشان بسیاری را پس فرا گرفت او را زخمها وتیرہا میرسیدند بر بدن او
از ہر جانب یعنی چون نائره قتال سر بفلک کشید وکار از یاران وموالیان
وفرزندان وبرادران وعمزادگان در گذشته نوبت محاربه بحضرت سید الشہدا
رسید تن تنها سیف مسلول در دست گرفته بمقابله فوج اشقیا پرداخت
وزبان بلاغت ترجمان را باین اشعار آبدار آشنا ساخت **نظم** انا ابن علی الحبر
من آل ہاشم کفانی بہذا مفخر حین افخر وجدی رسول اللہ اکرم من مشی

وجز سماء اسد فی الارض پنهر و دنا ظلمت امی ملائکه احمد وعمی سیدی
دو الجناحین جعفر و پیشا کتاب اسد اسد الله صادقاند و پدرم الهدی را تو
والحیدر بذکر و هر کس از لشکر مخالف ره بر وی راه میگشت او را میکشت
تا آنکه جمعی کثیر وجماعه کثیر از دست و تیغ او به هاویه دوزخ شتافتند و ترکی
عجیب والغرشی غریب در موج مخالف راه یافته پس هرگاه عرصه مقاتله
بر لشکر اعدا تنگ شد از دور حمله کرده او را زیر تیر گرفتند چون ازین هم کار
نگشود شمر ذی الجوشن حیله دیگر انگیخت و آتش تدبیر زاره در کاسه بدبخت
چنانکه میفرماید وَاَقْبَلَ الشِّمْرُ ذُو الْجَوْشَنِ اللَّعِیْنُ فِیْ کَتِیْبَةٍ
فَحَالَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ رَحْلِهِ وَحَرَمِهِ فَصَاحَ الْحُسَیْنُ وَیْحَکُمْ یَا شِیْعَةَ
الشَّیْطَانِ الَّذِیْ اَبَالَکُمْ اِنَّکُمْ تَعْرِضُوْنَ لِلْحَرَمِ فَاِنَّ النِّسَاءَ لَا ذَنْبَ لَهُمْ
فَقَالَ الشِّمْرُ لِاَصْحَابِهِ کُفُّوْا عَنِ النِّسَاءِ فَاقْصُدُوا الرَّجُلَ فِیْ نَفْسِهِ
فَمَالُوْا بِالسِّهَامِ وَالرِّمَاحِ حَتّٰی سَقَطَ عَلَی الْاَرْضِ شَهِیْدًا وَجَرَّدَ سَیْفَهُ
نَصْرُ بْنُ خَرَشَةَ فَلَمْ یَقْدِرْ عَلٰی قَطْعِ رَاْسِهِ فَنَزَلَ خَوْلِیُّ بْنُ
یَزِیْدَ فَقَطَعَ رَاْسَهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ الشِّمْرُ لِاَصْحَابِهِ وَیْلَکُمْ
مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِالرَّجُلِ وَقَدْ اَثْخَنَتْهُ الْجِرَاحَاتُ وَتَوَالَتْ
عَلَیْهِ السِّهَامُ وَالرِّمَاحُ حَتّٰی وَصَلَ سَهْمٌ شَقِیٌّ مِنَ الْاَشْقِیَاءِ
اِلٰی حَنَکِهِ فَسَقَطَ عَنِ الْفَرَسِ وَضَرَبَهُ شِمْرٌ
عَلٰی وَجْهِهِ فَاَدْرَکَهُ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ النَّخَعِیُّ
فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ وَنَزَلَ خَوْلِیُّ بْنُ یَزِیْدَ لِیَقْطَعَ
رَاْسَهُ فَارْتَعَدَتْ یَدَاهُ فَنَزَلَ اَخُوْهُ شِبْلُ
بْنُ یَزِیْدَ فَقَطَعَ رَاْسَهُ وَدَفَعَهُ اِلٰی خَوْلِیٍّ

و پیش آمد شمر ذی الجوشن سکونی با لشکر خود و پس حائل گشت در میان امام مظلوم و خیمه و حرم او پس فریاد کرد حسینؑ که وای بر شما ای گروه شیطان منم آنکه قتال میکنم با شما پس برای چه شما متعرض میشوید بحرم که هر آینه زنان قتال با شما نکرده اند پس گفت شمر باصحاب خود باز مانید از زنان و قصد کنید بسوی این مرد پس میل کردند به تیرها و نیزه ها تا آنکه افتاده بر زمین شهید شده و خواست که ببرد سر او را نصر بن خوشه پس قدرت نیافت ببریدن سر او پس فرود آمد از اسب خولی بن یزید پس برید سر او را در روایتی است پس گفت شمر بیاران خود وای بر شما چه انتظار میکشید باین مرد و حال آنکه فرا گرفته است او را زخمها و بپای رسیده بر او تیرها و نیزه ها تا آنکه رسید تیر بدبختی از بدبختان بسوی حلق او پس فرو افتاد از اسب و بزد شمر شمشیری برروی او پس رسید او را سنان بن انس نخعی پس مجروح کرد او را به نیزه و فرود آمد از اسب خولی بن یزید تا ببرد سر او را پس بلرزید دستهای او پس فرود آمد از اسب برادر او شبل بن زیاد پس برید سر او را و بینداخت آنرا بسوی برادر خود خولی مجملاً چون لشکریان ابن سعد تاب مقابله و محاربه با جناب سید الشهدا علیه الوف من التحیته والثنا در خود نیافتند شمر بد پیکر حیله دیگر اندیشیده خود را با جماعه خود میانه حسینؑ و حرم محترم حائل کرده خواست که دست تعرض باهلبیت نبوت دراز کند که امام مظلوم نعره یحکم یا شیعة الشیطان زده فریاد کرد که من با شما می جنگم این چه نامردیست که بر زنان بیگناه می تازید بمجرد اصغای این صدای مهابت انتما شمر از تعرض مخیم سراپرده عصمت و طهارت دست کشیده با همراهیان خود ش متوجه با نحضرت گردید پس از یکطرفی جماعه شمر و از طرفی دگر فوج آخر حمله آورده جناب سید الشهدا را از پس و پیش در میان گرفته آنقدر باران تیر و نیزه از هر دو سو بر سر وقت امام مظلوم باریدند که آن بر گزیده

شد آن دعا لجام تسلیم و رضا بدست گرفته از پشت اسب بر زمین شهادت افتاد
و همان عزیمت از حیات و جهان بی ثبات یکسو کشید رحمت ابواب فردوس بر
اعلی گشاد و گویند که این سانحه بعد زوال شمس از نقطه دایره نصف النهار بوده که جزو
اول از اجزای وقت نماز پیشین است و گویا این حال دال بر آنست که تکبیر
افتتاح بر پشت اسب و رکوع بعد القرار از آن بسجده هنگام وصول بر زمین
دست داده و باین صورت هیئت مجموعی نماز ظهر حضرت ظهور بعدم ما لیسین کسا و
و احتمالی که در قاطع سر مبارک است در اصل رساله مرویست واضح همین است که
شقاوت را در ازل بر ناصیه حال خولی بن یزید بدنهال نوشته اند اگرچه بادی این
شناعت بعضی دیگر شمر را گفته اند و در روایتی است که چون تن مبارک بکثرت
جراحات سهام و رماح غربال شد شمر ملعون تحریضی باصحاب خود کرد که با وصف بکل
شدن بدلش بر جمهای تیر و سر نیزه منور زده گذاشته اید که ناگاه تیری از دست
بدبختی از بدبختان بکام حضرت امام رسیده کار او را تمام کرد که از پشت اسب
بر زمین افتاد و در همین حال شمر با مردم شمشیری بر زمی مبارک حواله کرد و سنان
بن انس نخعی ازین رسیده بر جهره مجروح ساخت و خولی بن یزید از اسب
فرود شده خواست که بقطع سر همت گذارد که دستش لرزید و شبل بن یزید سگ زرد
بها در حال از اسب فرود آمده سر مبارک را از تن بریده پیش برادر خود خولی
انداخت و بعد از آن اسباب از دست برد لشکریان شمر و اس شد بر بقیه آل طه
و یسین رفت سیاست میرود ثم دخلوا علی الحرم و اسروا اثنتی عشر
غلاما من بنی هاشم و من کان من النساء اسیر آمدند بر حرم محترم
را اسیر کردند دوازده کس را از نوجوانان بنی هاشم و هر کس را که بودند از
زنان و امر ابن سعد و شمر لعنهما ان یرکبوا خیولا و یطؤا الحسین

و حکم کرد ابن سعد و شمر گروهی را پس سوار شدند بر سپاه و تا تنقد تن حسین علیه السلام را و اَرْسَلُوا الرّأسَ المُکَرَّمَ مَعَ بَشِیْرِ ابْنِ مَالِکٍ وَ خَوْلِیْ بْنِ یَزِیْدَ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ و فرستادند سر مکرم امام علیه السلام را با بشیر بن مالک و خولی بن یزید بسوی ابن زیاد بالجمله چون سر حسین مظلوم را به خنجر بیداد از تن جدا کردند و شجرهٔ رسالت و دوحهٔ نبوت و بنالت را به تیشهٔ ظلم بریدند و گویند که قیس بن اشعث پیرهنش از تن بی سر برکشید و حبیب بن بدیل انگشتر او گرفت و شمر با همراهیان خود بقصد خیمهٔ اهلبیت عفت و طهارت نموده بتاراج پرداخت علی بن الحسین که بر بستر بیماری افتاده بود همین که نظر شمر بر حالش افتاد خواست که او را بکشد که شخصی دستش گرفت و گفت که مسلمانان اطفال کفار را نکشند و تو این کودک بیمار مسلمان را می کشی شمر جواب داد که امیر یعنی ابن زیاد فرموده است که نرینه از آل عبا نباید گذاشت او گفت که اینهمه را پیش امیر باید فرستاد تا هر چه خواست او باشد بعمل آرد پس شمر و ابن سعد گفتند که اسپان را بر تن حسین و انند چنانچه بیست کس از سواران جسم شریف و عنصر لطیف حسین را پامال سم اسپان ساختند چندانکه استخوان تن مبارک ریزه ریزه شده بشکست و سر مبارک را بر نیزه کرده با بشیر بن مالک و خولی بن یزید بکوفه پیش ابن زیاد فرستادند و زنان اهلبیت را بر شتران بی پرده سوار کرده و علی بن حسین بیمار را بر شتری انداخته روانه بکوفه ساختند و گویند که ابن سعد یک روز در کربلا مقام کرده کشتگان خود را در گور نموده و تن حسین و همراهیانش تا سه روز همچنان افتاده ماند و کسی دفن نمیکرد تا آنکه مردم غاضریه که آن قبیله است بر کنار فرات فراهم شده تن حسین را در یک گور و دیگر بنی هاشم را در جنب او و باقی شهدا را یکجا کرده دفن کردند حالا اسامی شهدای اهلبیت که با جناب سید الشهدا

اسامیان شهدا علیه السلام

دفن حسین ... [illegible]

درکربلا شہید شد دمادر تپید وسرشک غم از دیدہ ریزم درماتم این حیار اہل عالم
باید بارید واستشہد معہ رضی اللہ عنہ خمسۃ من اخوتہ
العباس بن علی وعثمان بن علی ومحمد بن علی وعبد اللہ بن
علی وجعفر بن علی وثلثۃ من ولد الحسن اخیہ القاسم
بن الحسن وعبد اللہ بن الحسن وعمر بن الحسن وقیل
ابوبکر بن الحسن وقتل معہ ابناہ علی الاکبر وابنہ قاتل
بین یدی ابیہ حتی قتل سہیدا وعبد اللہ قتل صغیرا
بکربلاء جاءہ سہم سعی وھو فی حجر ابیہ فقتلہ وقتل
معہ محمد وعون ابناء عبد اللہ بن جعفر وعبد اللہ و
عبد الرحمن وجعفر بنو عقیل بن ابی طالب فھؤلاء
مع الحسین ستۃ عشر رجلا او سبعۃ عشر رجلا
من خیار اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
قد استشہدوا یومئذ وشہید شدند با حسین علیہ السلام پنجکس
از برادران او عباس بن علی وعثمان بن علی ومحمد بن علی وعبد اللہ بن علی
وجعفر بن علی وسہ کس از پسران حسن برادر او قاسم بن حسن وعبد اللہ
بن حسن وعمر بن حسن وگفتہ شد ابوبکر بن حسن وشہادت یافتند ہمراہ سید الشہدا
دو پسر او علی اکبر پس ہمراہ پدر او مقاتلہ کرد بحضور پدر خود تا آنکہ کشتہ شد در
معرکہ وشہادت یافت وعبد اللہ شہید شد در صغر سن بکربلا رسید بحلق او
تیر بے حتی درحالیکہ او کنار پدر خود بود پس کشت او را وشہید شد با امام مظلوم
محمد وعون ہر دو پسر عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب وعبد اللہ وعبد الرحمن و
جعفر پسران عقیل بن ابی طالب پس این جماعہ ہمراہ حسین علیہ السلام شانزدہ

یا هفده مرد از بهترین اهلبیت رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم تحقیق
شهید شدند آن روز بجملگی پنج کس از برادران جناب سید الشهدا
یعنی عباس و علی و محمد و عبد الله و جعفر ابنای علی مرتضی علیه السلام
و قاسم و عبد الله و عمر و نیز و بعضی ابو بکر نیز از فرزندان حسن
بن علی برادر بزرگ او و دو کس از فرزندانش یکی علی اکبر که
بحضور پدر بزرگوار در معرکه جنگ با لشکر کفار رخت کارزار گشاده
و دیگری عبد الله که بعضی او را علی اصغر گویند در خورد سالگی
از صدمه تیر یا تیغ از بدبختان فوج اعدا که بر حلق معصوم رسیده
در کنار پدر جان داده و محمد و عون دو کس از پسران عبد الله
بن جعفر بن ابی طالب و عبد الله و عبد الرحمن و جعفر هر سه
پسر عقیل بن ابی طالب این جماعت نزده یا هفده کس از خیار
اهلبیت رسالت در معرکه کربلا همپای سید الشهدا محرز قصبات السبق
در مضمار شهادت گشتند و دیگر از اولاد مهاجرین و انصار نیز دران
روز شهید شدند و علی اوسط که لقب شریف او زین العابدین است
در واقعه کربلا بیمار و بس زار و نزار بوده بعد شهادت برادر خویش
یعنی حضرت علی اکبر بخدمت امام آل عبا حاضر شده عرضه داشت که اجازت
رود تا با دشمنان جنگ کرده در حضور اقدس شرف شهادت یابم
آنجناب فرمود که ای فرزندم تو یادگار رسول خدا و بقیه آل عبا هستی
اگر تو هم کشته شوی نسل رسول بالکلیه منقطع و دوحه رسالت از بیخ و بن
برکنده شود باش که هنوز با تو حسابها است و عقب من با دشمنان
محاربه نسازی و همواره با صبر و شکر بپردازی بایدوالنسف

در اولاد شریف حضرت امام حسین علیه السلام اختلاف است از صفة الصفوة
ابن جوزی منقول است که امام حسین را پسر مسمی بعلی اکبر و علی اصغر و جعفر و دو
دختر فاطمه و سکینه بودند و ابن الاخضر در معالم العترة گفته که چهار پسر و دو دختر بودند
و عبد الله را از ایشان پسر زیاده بوده و حافظ محب الدین ابو العباس در ذخائر
العقبی گفته که اولاد امام حسین شش پسر و سه دختر بودند و پسر که زیاده بود علی
اوسط و محمد است و دختر زینب و بعضی علی اصغر لقب امام زین العابدین است
و بعضی ایشان را علی اوسط گویند و محمد و جعفر را حال معلوم نیست شاید قبل
بلوغ وفات یافته باشند و باقی از پسران آنحضرت در واقعه کربلا فقط علی زین العابدین
مانده و حق تعالی آنچنان برکت در اولاد شریف حضرت ایشان بخشید که تمامی
عالم از اولاد امجاد ایشان پر است و تا قیام قیامت زمانه خالی ازین فیض و
برکت نخواهد ماند و در بعضی از مکاتیب جناب مصنف علامه علیه الرحمة مرقوم است
که حضرت امام حسین علیه السلام وقتیکه در کربلا تشریف آوردند همراه ایشان
سه پسر بودند علی اوسط امام زین العابدین که در آن وقت بیمار بودند پسر دوم علی اکبر
بیست و دو ساله عمر داشتند جنگ کرده شهید شدند پسر سوم در نام ایشان
اختلاف است بعضی عبد الله و بعضی علی اصغر گفته اند ایشان نیز شهید
شدند شیرخواره بودند حضرت امام ایشان را بسبب غلبهٔ تشنگی بر کنار گرفته
زبان خود برای تسکین عطش در دهان ایشان میدادند که ناگاه تیری از
جانب اشقیا بحلقوم معصوم رسیده در کنار پدر جان داد و یک دختر همراه
حضرت امام علیه السلام بود سکینه نام و نسبت او با حضرت قاسم منسوب بود و
در آن وقت هفت ساله عمر داشت و در روایت نکاح ایشان با حضرت قاسم غلط
است در آن وقت تربیت این کار نبود و آنکه مشهور است که حضرت سکینه

بیان ازواج امام علیه السلام

در راه شام فوت شدند این هم غلط محض ست چنانکه ایشان تا مدتی ایام زنده
ماندند و با مصعب بن زبیر منکوحه شدند و زبیر عمه زاده حضرت پیغمبر صلی الله علیه و
آله و سلم و حضرت علی کرم الله وجهه ست و دختر کلان حضرت امام علیه السلام که
فاطمه صغری نام داشت همراه شوهر خود که حسن مثنی پسر حضرت امام حسن
علیه السلام بود در مدینه مانده در دشت کربلا نیامد و نام مادر امام زین العابدین
شهربانو ملقب بشاه زنان دختر یزدجرد بن خسرو پرویز بن هرمز بن نوشیروان
ست و نام مادر علی اکبر لیلی دختر ابی مره بن عروه بن مسعود که سردار بنی ثقیف
بود و نام مادر پسر سوم که شیرخواره بودند بیاد نیست اینقدر معلوم ست که از
عرب بود و از نسل بنی قضاعه و نام مادر سکینه رباب دختر امرء القیس بن عدی
که از بنی کلب بود و از جمله ازواج خود حضرت رباب را بسیار دوست میداشتند
و نزد حضرت امام عزت تمام داشت چنانکه در پیش باب شعری هم فرموده اند
شعر لعمری اننی لاحب ارضا یحل بها سکینة و الرباب یعنی قسم
بجان خود که من آن زمین را دوست میدارم که سکینه و رباب در آن بنشینند
و منزل کنند و نام مادر فاطمه صغری که دختر کلان حضرت امام علیه السلام
در مدینه مانده بود ام اسحق دختر حضرت طلحه که یکی از ده یار بهشتی بودند مشهور
و معروف اند و حضرت امام باقر در آنوقت چهار ساله بودند چراکه قبل از واقعه
کربلا که در سنه شصت و یک هجری شده بود چهار سال پیشتر در سنه پنجاه و
هفت هجری پیدا شده بودند و از جمله ازواج حضرت امام در آنوقت همراه ایشان
شهربانو و مادر پسر سوم شیرخواره بودند و حال دیگر ازواج معلوم نیست که در آنجا
زنده بودند یا مرده بر نبرز ندان حضرت امام حسن علیه السلام که شربت شهادت
نوشیدند چهار تن بودند حضرت قاسم و عبدالله و عمرو و ابوبکر و از فرزندان

حضرت امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه یکجا همراه بودند حضرت عباس بن علی و
حضرت جعفر بن علی و حضرت عثمان بن علی و حضرت محمد بن علی و حضرت عبدالله
بن علی و حضرت حسن بن علی شهید شدند عباس بن علی که علمدار بودند از مزار
حضرت امام در کربلا دو سه تیر پرتاب دور مرقد ایشان بدست دیگر شهیدان
کربلا در روضه حضرت امام مدفون اند و آن فرزندان حضرت عقیل حضرت
مسلم قبل از آمدن حضرت امام در کربلا در نتیجه بیوفایی ملت از حضرت
در کوفه شهید شده بودند و ایشان را حضرت امام از مکه پیشتر روانه فرموده بودند
که از مردم کوفه قول و قرار محکم و استوار گرفته اطلاع دهند و دو پسر ایشان همراه بودند
شهید شدند محمد و ابراهیم نام داشتند و عبدالله عبدالرحمن و جعفر پسران عقیل
بن ابی طالب که همراه بودند شهید شدند و از فرزندان عبدالله بن جعفر طیار
برادر حضرت علی کرم الله وجهه دو پسر همراه حضرت امام شهید شدند که محمد و عون
نام داشتند و خواهرزاده‌های حقیقی حضرت امام بودند و مادر ایشان حضرت
زینب که دختر حقیقی حضرت امیرالمؤمنین علی علیه السلام از بطن حضرت بتول
بود و خواهر حقیقی حضرت امام بودند به عبدالله بن جعفر طیار نکاح شده بود
و حضرت امام زین العابدین و عمر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی و دیگر صاحبزادگان
صغیرالسن زنده ماندند و حضرت زینب خواهر حقیقی حضرت امام و شهربانو
زوجه حضرت امام و حضرت سکینه دختر حضرت امام و دیگر زنان اهلبیت همراه
بودند در بلاد شام رفتند انتهی کلامه الشریف ایست حال همراهیان کربلا که
همراه سید الشهداء بودند آمد در سال شهادت سن پنجاه و هفت بوده کان
شهادته یوم عاشوراء سنة احدی وستین من الهجرة
وله یومئذ ستة وخمسون سنة وخمسة اشهر [illegible]

و بعد شهادت آن شاه شهیدان روز عاشورا سال شصت و یکم از هجرت و سن شریف آنحضرت آنروز پنجاه و شش سال و پنج ماه و پنج روز بود پوشیده نخواهد بود که شهادت جناب سید الشهدا شهید دشت کربلا روز عاشورا یعنی دهم محرم بروز جمعه بعد زوال آفتاب سال شصت و یکم از هجرت اتفاق افتاده و سن عمر شریف در آن روز پنجاه و شش سال و پنج ماه و پنج روز رسیده بود چه ولادت باسعادت پنجم شعبان سال چهارم از هجرت و شهادت روز عاشورا سنه شصت و یکم از هجرت است پس عمر شریف بی کم و کاست پنجاه و شش سال و پنج ماه و پنج روز است اگرچه درین باب اختلاف روایات بسیار است لیکن صحیح و معتمد همین است که بر آن اختصار افتاد القصه چون سر مبارک سید الشهدا و دیگر شهیدان دشت کربلا با اسیران اهلبیت مقتول خدا بکوفه رسید سرهای آن شهیدان نزد ابن زیاد بسر وقت و در زمان مصطفی رفت شمه از آن ارشاد می شود و

أمر الشقي ابن زياد بالرأس المكرم فدير به في سكك الكوفة ثم أرسله مع رؤس سائر الشهداء وسبايا أهل البيت إلى يزيد بن معاوية مع شمر ذي الجوشن وكان بدمشق ثم وجه ذرية الحسين ورأسه مع علي بن الحسين عليهما السلام إلى المدينة

إنا لله وإنا إليه راجعون حکم کرد ابن زیاد شقی در خصوص سر مکرم امام اکرم که گردانیده شود در کوچه های کوفه پس فرستاد سر مبارک را با سرهای باقی شهیدان و اسیران اهلبیت بسوی یزید بن معاویه با شمر ذی الجوشن و بود یزید پلید بدمشق بعد از آن روانه کرد یزید ذریت حسین و سر مبارک او را با علی بن حسین علیهما السلام بطرف مدینه ایراد ای خدا بحق و باسم او تعالی بازگشت کلهم برا ظفرین کتب مهر روایت و ما برین اسنا آثار اخبار شنی و تحقیق نموده باشد که هرگاه اسیران اهلبیت رسالت و بندیان دودمان نبوت و سالت با سر مبارک سید الشهدا و سائر شهیدان اهلبیت را داخل کوفه نمودند ابن زیاد لعنه الله

الی یوم التناد قصر امارت خود بیاراست با هیبت و وقار در کوشکی نشسته و درجاه را
بار عام کرد چون جمیع دشمن لعین از مردم کوفه حاضر آمدند سبایای اهلبیت مصطفی
و ذکور و اناث ذریت رسول خدا را با سر مبارک سید الشهدا بحضور خود طلبید
همین که سر مبارک حضرت امام حسین علیه السلام پیش نظرش رسید بار بار بدید
تبسم میکرد و چوبی که بدست داشت بر لب و دندان مبارک می زد زید بن ارقم
که از صحابه کبار و دران مجلس حاضر بودند گفت که ای ابن زیاد چوب خود را از
دندان حسین بردار و بار دیگر بدان مزن بخدا که من بارها دیده ام که رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم لب و دندان حسین را می بوسید بعد از ان زید بن ارقم
خود را بدست گریه سپرده سیلاب خون از جوی هر دو دیده روان کرد ابن زیاد
ملعون چون سخن زید بن ارقم شنید و حال گریه او را بچشم خود دید گفت بخدای که
چشمت ترا آب دارد اگر تو پیر نمی بودی و بسن خرافت نمی رسیدی من ترا
می کشتم و گردنت میزدم پس زید بن ارقم گفت که ای ابن زیاد حدیثی کنم یا
چیزی را که ترا غصه دهنده تر و آزرده کننده تر از و سابق باشد که دیدم رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم که حسن را بر ران راست و حسین را بر ران چپ نشانید
و دست مبارک بر سرهای ایشان مالیده فرمود که ای بار خدایا من ایشان را
بتو و مومنان صالح امانت سپردم پس ای ابن زیاد بگو که با امانت پیغمبر خدا چه کردی
و گفت که ای مردم حق سبحانه و تعالی از شما خوشنود مباد که ابن فاطمه زهرا را کشتید
و این مرجانه یعنی ابن زیاد را بر خود امیر کردید گویند که در همین حال ابن زیاد بر
سر منبر رفت و خطبه خواند که شکر خدا را که اظهار حق نمود و امیر المومنین یزید و لشکر
او را فتح داد و کاذب ابن کاذب را کشت و دیگر الفاظ کفریه بر زبان راند که عبد الله
بن عفیف از جای خود برجست و گفت که ای دشمن خدا و عدوی مصطفی تو

ند و خلو هستی و پدر تو با آنکس که ترا امیر ساخته او نیز در دروغگو است و ای بر حال خسران
آن که اولاد پیغمبر را کشتی و اهلبیت رسول خدا را ذلیل و خوار کردی و بر سر منبر که مقام
صدیقان است ایستادی و از خدا شرم نداری که چنین دروغ قبیح میگویی و راه
کذب قبیح می پویی روایت کرده اند که دیگر اسیران اهلبیت را بحضور ابن زیاد
حاضر کردند گفت الحمد لله الذی اکذب و اکرب شکر خدا را که سختی داد به دشمنان و سختی داد
حضرت ام کلثوم جواب دادند الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد و طهرنا تطهیرا شکر خدا که گرامی
کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت کیف رایتم قدرت الله
چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند سیجمع الله بیننا و بینکم و ینصف
بیننا و بینکم زود است که جمع کند خدای تعالی میان ما و شما و انصاف فرماید در میان
ما و شما یعنی در روز قیامت ابن زیاد ازین جواب با صواب برآشفت و گفت که
هنوز این قدر دلیری و تندی در کلام است خواست که عقوبت کند گفتند سخن
سخنان زنان را اعتباری نیست پس نگاه ابن زیاد بر علی بن حسین افتاد پرسید
که این پسر کیست گفتند که پسر حسین بن علی است گفت که این پسر را نیز بکشند که دوست
ندارم که از نسل فاطمه کسی باقی ماند شحنه شهر خواست که علی بن حسین را کشیده بیرون
بیرون قصد کشتن کند که حضرت زینب ورا در کنار گرفته خود را سپر کرده گفت که
اگر می کشید مرا بکشید که از بنی فاطمه یک کس باقی مانده است که محرم زنان اهلبیت
است اگر او را هم می کشید با جماعه زنان بدون محرم بمانیم ابن زیاد را از کلام حضرت
زینب جبینش درگرفت و از سر خون علی بن حسین درگذشت گویند که چون زنان
اهلبیت بر شتران بی پرده و پیراهن دریده در کوفه رسیدند کوفیان بسال خرابی
زدوبان بهیجت ونیز درگریستند ام کلثوم گفت که ای مردم کوفه الابا ای چه
گریه می کنید اینهمه بیداد که بر سر ما رفت از دست شما رفت ما را اتش ... باز

می‌گریید و این ابیات بر زبان عصمت بیان راند **ابیات** ماذا تقولون اِذْ
قال النبی لکم ماذا فعلتم و انتم خیر الامم بعترتی و باهلی بعد مفتقدی منهم
اساری و منهم ضرجوا بدم ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم ان تخلفونی بسوء
فی ذوی رحمی **حاصل ابیات** جواب چیست شما را اگر سؤال کند محمد عربی
شما بروز جزا که آن چه بود که با اهل بیت من کردید چو من ز ملک فنا رفتم از
میان شما جزای آنکه شما را من بودم راه بر روا بود که چنین با من باز رسد شما
المختصر ابن زیاد بعد ملاحظه حال اسیران اهلبیت حکم داد که ایشان را در زنجیرها
دارند و سر حسین را بر نیزه گذاشته در کوچه‌های کوفه بگردانند چنانچه دست علی
بن حسین بسته و زنان اهلبیت را گرفته داخل زندان خانه کردند و سر حسین را
بر سر نیزه سوار کرده خانه بخانه در سکک و شوارع کوفه گردانیدند آورده‌اند که از
مروی است که چون سر حسین بر در خانه من گذشت دیدم که بر نیزه بود و من در
غرفه نشسته بودم همین که مقابل من شد شنیدم که این آیه میخواند ام حسبت
ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا دیدم این قسم گوید که هرگاه
گوید اگر با آن سر مبارک گوش کنم چون دیدم تمامی موها بر تن من برخاست
و گفتم که یا ابن رسول الله حقیقت حال تو عجیب تر از آن است بعد از آن
سر سید الشهدا و سایر شهیدان دشت کربلا و جمله اسیران اهلبیت را با شمر ذی الجوشن
بسوی دمشق پیش یزید بن معاویه فرستاد پس قافله زنان و یتیمان اهلبیت
بر شتران بی پرده سوار و سر حسین بر سر نیزه در هر شهر و دیار که میرسید فریاد وا
واحسیتا از زمین تا آسمان میرسید تا آنکه بعد قطع منازل و طی مراحل قافله اسیران
اهلبیت بدمشق رسید همین که یزید پلید را از این قصه خبر شد قصر امارت را آراسته و
فماش خود پرداخته در زیر اینکه جمله عظمای شام پیش او حاضر بودند حکم با حضار

روانه با علم همراهی شهدا با زنان و یتیمان اهلبیت بجلو رش (؟) آوردند چنانچه سفر
... یک یک سر از شهیدان دیدن و حال صاحبان آن سر پرسیدن آغاز کرد چنانکه
شمر ذی الجوشن سر مبارک حضرت سید الشهدا علیه السلام را پیش او گذاشت و او اظهار
با جرائی جنگ با تعیلات (؟) و افتخار پرداخت با صفای (؟) واقعه کربلا و مشاهده صورت
حال سرهای سعادت شهدا [illegible] استبشار و فرح و انبساط از ناصیه حال آن خسران
مآل می تابید چنانچه ابیات ابن الزبعری یعنی ع لیت اشیاخی ببدر شهدوا
تا آخر میخواند و از کمال بی حیائی از فرط نشاط بر خود می بالید و بچوب خیزران لب و دندان
شاه شهیدان را میزد و میگفت که ای ابوعبدالله مرا گمان نبود که سنین عمرت
تا اینجا (؟) رسد و سر و ریش تو از خضاب محفوظ باشد در مناقب السادات منقول
است که دران ساعت که سر مبارک حسین پیش یزید پلید بردند لعین در شادی میشد
و خمر میخورد و سر مبارک را با انواع اهانت میکرد و خبر به بعض صحابه رسول صلی الله علیه
وآله وسلم برفت گریه آمدند و گفتند ای ملعون چه میکنی ایشان را قتل کردی و
صحابه را آن روز گردن بزد گویند که سمره بن جندب از صحابه که حاضران مجلس
بود چون ضرب خیزران بر لب و دندان شاه شهیدان ملاحظه کرد از دست ضبط
برآمده با یزید پلید مخاطب شده گفت قطع الله یدیک که چوب بر لب و دندان این سر
که بوسه گاه رسول خدا علیه الصلوة والثنا بود مزن یزید ملعون بغضب رفته
گفت که ای سمره اگر شرف صحبت تو با رسول خدا مانع نمیشد این وقت گردنت
میزدم سمره گفت سبحان الله که در حق من ملاحظه صحبت رسول می کنی با جگر گوشه
رسول و فرزندان بتول چنان معامله کردی که هیچ کافری با مسلمانی نکند این گفت
و از ان مجلس برخاست و نیز گویند که تاجری از یهود اندران مجلس حاضر بود و هرگاه
سر حسین را دید پرسید که این سر کیست یزید گفت که سر آنکس [illegible] که [illegible] تعالی [illegible]

با علیه و اراده خلافت برای خود کرده تا آخر گفت مگر صاحب این سر شریف اوتی و رشید
که هوای داعیه خلافت در سر میداشت یزید گفت که آری از اشراف بنی هاشم بوده
یهودی پرسید که صاحب این سر را چه نام دیده و مادرش کدام یزید گفت نام او
حسین و نام پدرش علی بن ابی طالب و نام مادر او فاطمه یهودی گفت فاطمه دختر کدام بود یزید گفت
دختر محمد رسول الله یهودی گفت معلوم شد که سر فرزند نبی شماست گفت آری
یهودی بعد سماع این حرف انگشت حیرت بدندان گزیده و دست تاسف مالیده
گفت که ای یزید میان من و حضرت داود پیغمبر را سلسله هفتاد پشت میرود و همه
یهودان تعظیم مرا مرعی میدارند و عزت و احترام من بجا می آرند و بعد رسول شما
که وی در سال ازین جهان رفته شما امروز چنین معامله با ذریت و اهلبیت او کردید که
نه گوش کسی شنیده و نه چشم کسی دیده وای بر شما که بدگمانید دیگر گویند نامیکه یزید
پلید بی ادب با سر مبارک سید الشهدا میکرد رسول قیصر روم حاضر بود گفت که در
بعضی از جزائرستان سم خر حضرت عیسی باقی است ترسایان هر ساله بزیارت آن میرویم
و نذرها از جواهر و لآلی و زر و سیم همراه می بریم و مراتب تعظیم و تکریم آن بجا می آریم
چنانکه شما تعظیم خانه کعبه می کنید و حرمت و احترام آن بجا می آرید حیف که شما
فرزند و ذریت نبی خود را کشتید و زنان و یتیمان او را اسیر کردید یزید گفت اگر
تو رسول قیصر روم نمی بودی ترا می کشتم رسول قیصر گفت که شریعت نمی آید که
احترام رسول قیصر نگاه داشتی و حرمت رسول خدا و اولاد او نگذاشتی یزید جواب
بجز سکوت ندیده متوجه بطرف زنان و یتیمان اهلبیت شده زینب و کلثوم
و علی بن حسین را در یک جا طلبید چشم حضرت زینب چون بر سر مبارک شاه شهیدان
افتاد گفت واجداه وا محمداه بعد از ان خطاب به یزید کرده گفت که هیچ میدانی
که زنان خود را در سراپرده عزت و حجاب نشانیدی و دختران رسول خدا را

باین بی پردگیها بر شتران سوار کردی و در جمع مردان پیش خود طلبیدی فردا
قیامت از عهده عمل خود چه جواب توانی داد یزید پرسید که این کدام زن ست
گفتند زینب خواهر حسین و دختر فاطمه زهراست پس ازان ام کلثوم بی تابانه بر سر
حسین افتاده لب و دندان خود را بران لب و دهان چندان مالید که بیهوش شد
بزمین غلطید چون بهوش آمد دعای بد در حق یزید کرد و گفت که ای یزید تمتع
از دنیا نیابی و چنانکه ما را در بلا افگندی تو هم در دنیا و عقبی بروی رحمت نبینی
یزید پلید گفت مگر این زن هم خواهر حسین ست گفتند آری این ام کلثوم دختر فاطمه
ست پس متوجه بسوی امام زین العابدین کرد و پرسید که این پسر کیست گفتند که
این علی بن حسین پسر حسین بن علی ست گفت که شنیدم که علی بن حسین کشته شد
گفتند که حسین را سه پسر بود علی اکبر و علی اوسط و علی اصغر علی اکبر و علی اصغر هر دو
کشته شد و علی اوسط که بیمار بود او را اسیر کرده آوردیم یزید گفت ای کودک
میدانی که پدرت میخواست که بر مسند خلافت نشیند و بر سر منبر ما خطبها خوانده
شود الحمد لله که بمراد خود نرسید علی بن حسین گفت که ای یزید بگو این منبرها پدران
ما نهاده اند یا پدران تو خلافت و امامت ازان پدران ما بوده ست که در راه خدا
جهاد کردند یا از پدران تو که شرک با خدای نمودند روز جزا معامله ما و شما فیصل
شدنیست و کریمه سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خوانده ختم کلام نمود
پس یزید حکم داد که سبایای اهلبیت را بفرودگاه ایشان برند و سر حسین را بر دروازه
دمشق آویزان نمایند چنانکه گویند که تا سه روز سر مبارک بر دروازه دمشق آویزان
ماند بعد ازان ذریت حسین را با سر مبارک او روانه مدینه کرد تا اینجا این روایات و
امثال آن گو بعضی ازان خالی از ضعف نبوده باشد لیکن درین شکی نیست که یزید
باین امر راضی و مستبشر از قتل حسین علیه السلام بوده و همین ست مذهب مختار جمهور

اہل سنت و جماعت چنانچه در کتب معتبره مثل مصباح السجاد میرزا محمد حسین مناقب السادات
ملک العلماء قاضی شهاب الدین دولت آبادی و شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین
تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دهلوی و غیر آن از اسفار معتبره ما
شواهد و دلائل مذکور و مسطور است و لهذا لعن آن ملعون به حجج قاطعه و براهین
ساطعه ثابت کرده اند و مختار راقم الحروف و اساتذه معروفی و معصومی قائلین
ست که یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسین بوده و مستحق لعنت ابدی و ذل
و نکال سرمدیست و اگر تامل بکار رود تصریح مجرد لعنت در حق آن ملعون
ضروری نیست که مقصود بران ساید بود چنانچه استاد البریه صاحب تحفه اثنا عشریه
علیه الرحمه در رساله حسن العقیده در حاشیه که بر کلمه علیه ما یستحقه تعلیق فرموده اند
افاده می نماید که علیه ما یستحقه کنایه است از لعنت والکنایة ابلغ من التصریح
از قواعد مشهوره عربیت است مهذا در ابهام ما یستحقه تعمیمی و تشبیهی ست که در
تصریح بلفظ لعنت فوت میگردد چنانچه در تفسیر فغشیهم من الیم ما غشیهم مذکور
می شود و حق اینست که اکتفا بمحض لعنت در حق یزید قصور ست زیرا که
این قدر را جزاء مطلق قتل مومن مقرر کرده اند قال الله تعالی ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها و غضب الله علیه و لعنه و اعد له عذابا عظیما
و یزید را درین عمل زیادتی ست که غیر او را نیست مداوه و آن زیادت را جز سبحانه
او حواله نتوان کرد که علم بشر از معرفت خصوصیت آن عاجز ست والله اعلم
و علمه احکم انتهی کلامه الشریف آمدیم برآنکه در دفن سر مبارک حضرت امام حسین
علیه السلام اختلاف و آنچه تحقیق ست اینست که سر مبارک را بمدینه منوره بردند
بالبقیع مدفون کردند چنانچه از قرطبی منقول ست که یزید سر مبارک امام حسین علیه السلام
را بمدینه فرستاد و والی آن داده بود حضرت فاطمه علیها السلام دفن کردند و بجا نهادند

مروی ست که جسد مبارک حسینؑ در کربلاست و سر مبارک او در مدینه
بمکان البقیع بپهلوے حسنؑ مدفون ست و آنچه گویند که سر مبارک
را در کربلا برده دفن کرده اند صحت ندارد و بعضے گویند که سر مبارک
در خزانهٔ یزید بوده تا آنکه سلیمان بن عبد الملک بادشاه شد اورا
خبر کردند چون سر مبارک را پیش خود طلبید دید که استخوان سفید باقی
ست پس اورا خوشبو مالیده و کفن داده در مقبرهٔ مسلمانان دفن کرد و گویند
که سلیمان بن عبد الملک پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم را بخواب دید که ملاطفت
و ملائمت بحال او میفرمایند چون تعبیر این خواب از حضرت حسن بصری پرسید
فرمودند که شاید از تو احسانی بحق اهلبیت آنحضرت علیه الصلوة والسلام بظهور
آمد گفت آری سر حسینؑ که در خزانهٔ یزید بود او را کفن داده و نماز بران خوانده
دفن کرده ام حسن بصری گفتند که البته این کار تو موجب خوشنودی آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم بوده باشد همچنین روایت ها کرده اند لیکن صحیح و معتمد
همان قول اول ست که سر مبارک آنجناب در مدینهٔ منوره بمکان البقیع مدفون ست
منقول ست که چون یزید علیه ما یستحقه اهلبیت رسول و ذریت بتول را بعد از
بمدینه منود نعمان بن بشیر را با جماعتی از سواران مقرر کرد که اینها را بمدینه رساند
چنانچه امام علی بن حسینؑ سر سید الشهدا و سرهای دیگر شهیدان دشت کربلا
فرا گرفته همراه زنان و یتیمان اهلبیت روانه مدینهٔ منوره شد و این روانگی هم
عاری از جملهٔ ذلت و خواری نبود چنانکه کلام ابن جوزی محدث دال بر آنست
جائیکه گفته که از جور و بیداد ابن زیاد که نسبت به اهلبیت نبوی بعمل آورد
عجب نیست که او محکوم و منقاد یزید بود لیکن از گمراهی یزید خبیث عجب ست
که چوب بر دندان حسینؑ زده و اهلبیت را بر شتران نے پرده بذلت و خواری

سوار کرده با سر مبارک اشرف به مدینه فرستاد گفته که هیچ مقصود از این نبوده مگر نصیحت
کردن اگر در دل او کینه با اهلبیت و عداوت کشته شدن امرای او که روز بدر از کفار
کشته شدند می بود دیگر آئینه تعظیم و تکریم سر مبارک می کرد و کس صیاد دوش می شناخت
نیکوئی با آل رسول و رعایت جهل می نمود القصه چون قافله اهلبیت نبوت از
دمشق عازم مدینه شد نعمان بن بشیر که از طرف یزید متعین بوده به داعیه سعادت
ازلی بجنس خدمت در راه با ذریت حسین پیش آمده مراتب طاعت و تعظیم و تکریم
و اعزاز و احترام چنانکه باید از جانب خود بجا آورده به مدینه رسانید و در زمانی که خبر
مراجعت اهلبیت رسالت به مدینه رسید اولاد مهاجر و انصار و دیگر اهالی مدینه از صغار
و کبار به استقبال دویدند چون که ذریت رسول و جگرگوشه های بتول را مبتلا به مصیبت دیدند
حالتی از غم و اندوه و گریه و زاری بر ایشان گذشت که خارج حیله شرح و بیان است گویند که مصیبتی که بعد
وفات حضرت سرور کائنات علیه افضل من الصلوات التحیات اهل مدینه گذشته بود بهمان مصیبت آن روز گذشت
که امام زین العابدین با زنان و یتیمان اهلبیت نبوت و سر مبارک سید الشهدا
علیه التحیة والثنا از دمشق به مدینه برگشت فریادی عجیب و شورشی غریب در مدینه
برپا بود که یاد از هنگامه قیامت میداد جمله زنان مدینه در ماندوه و درد درین ماتم
از کمیت و همین از غم و غصه حزین بودند و حالتی که عارض حال ام المومنین حضرت
ام سلمه گشته از آن چه توان گفت که عرد ی فرد ی زنان و یتیمان اهلبیت نبوت
را یکبار در بغل گرفته و میگریست تا آنکه همراه ذریت بتول متوجه روضه مقدسه حضرت
رسول صلی الله علیه وآله وسلم شده زار زار ضیاالیه و بزبان حال می گفت ابیات

یا رسول الله سر آر از روضه سر تا نگری	اهل بیت خویشتن را زار و غمناک و حزین
دربلای دشمنان دین گرفتار آمده	کس مبادا در جهان یا رب گرفتار این چنین

پوشیده مباد که بیان واقع کربلا و مصائب اهل بیت مصطفی علیه الصلوة والثنا

که دل قلم از تحریرش خون و دیده دوات از تقریرش جیحون است آنچنان نیست که
در حیطه احصا گنجد یا بیان آن استیفا سنجد و نیز تفصیل روایات را خالی از تفریط و
افراط نگذاشته و بیان واقعی را عاری از خلط و اخلال نگذاشته اند لهذا جناب
مصنف علامه علیه الرحمة به تحریر مجملی از آن اکتفا ورزیده و دست و قلم از تفصیل
آن کشیده بیان اخبار یکه درین واقعه هائله واقع ست میفرمایند و از الجمله آنچه
مشهور و متواتر ست نقل می نمایند چنانکه ارشاد می رود اَمّا اِخبارُ النَّبیِّ
صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ بِهٰذِهِ الْوَاقِعَةِ الْهَائِلَةِ مِنْ جِهَةِ
الْوَحْیِ بِوَاسِطَةِ جِبْرَئِیْلَ وَ غَیْرِهٖ مِنَ الْمَلَائِکَةِ فَمَشْهُوْرٌ مُتَوَاتِرٌ
اما خبر دادن نبی صلی الله علیه و آله و سلم باین واقعه هولناک از جهت وحی بواسطه
جبرئیل و غیر او از ملائکه پس مشهور و متواتر ست یعنی اخبار مرویه از آن حضرت
صلی الله علیه و آله و سلم که منبی از واقعه هائله کربلا و مشعر به شهادت جناب سید الشهدا
است بکثرت طرق از درجه شهادت درگذشته و مشترک با تواتر معنوی پیدا
کرده است مِنْ ذٰلِکَ مَا اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ
عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ
اَنَّ ابْنِیَ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بَعْدِیْ بِاَرْضِ الطَّفِّ وَ جَاءَنِیْ بِهٰذِهِ
التُّرْبَةِ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهَا مَضْجَعُهٗ از آن جمله است آنچه روایت کرده طبرانی
از عائشه رضی الله عنها که البته پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که خبر داد
مرا جبرئیل علیه السلام بآنکه فرزند من حسین کشته شود پس مرگ من بزمین
طف و آمد نزد من این خاک را یعنی خبر داد مرا که آن مرقد او باشد پوشیده
نماند که طف بالفتح و تشدید فا موضعی ست قریب بکوفه که حالا مشهور بکربلا ست
وَ مِنْهَا مَا اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ الْحَاکِمُ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ

أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال أتاني جبرئيل فأخبرني أن أمتي
ستقتل ابني هذا يعني الحسين وأتاني بتربة من تربته حمراء وامام حاكم
ست آنرا روایت نمود ابوداود و حاکم از ام الفضل دختر حارث یعنی مادر عبد الله بن عباس
رضی الله عنهما که هر آیینه پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود که آمد نزد من جبرئیل پس خبر
داد مرا بآنکه امت من قریب است که بکشند این پسر مرا یعنی حسین را و داد مرا خاکی از خاک
سرخ یعنی خاک سرخ زمین قتل او پس وأخرج أحمد أن النبي صلى الله عليه و
آله وسلم قال لقد دخل علي البيت ملك لم يدخل علي قبلها
فقال لي إن ابنك هذا يعني حسينا مقتول وإن شئت أريتك
من تربة الأرض التي يقتل بها فأخرج تربة حمراء روایت نمود
امام احمد که پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم فرمود که هر آیینه بتحقیق درآمد در خانه من فرشته
که نیامده بود نزد من پیش از این پس گفت بمن که پسر تو که این است یعنی حسین کشته شود
واگر خواهی بنمایم ترا از خاک زمینی که کشته شود بران پس برآورد خاک سرخ را
وأخرج البغوي في معجمه من حديث أنس قال استأذن ملك المطر
ربه أن يزور النبي صلى الله عليه وآله وسلم فأذن له والنبي صلى الله
عليه وآله وسلم في بيت أم سلمة فقال يا أم سلمة احفظي
علينا الباب لا يدخل أحد فبينا هي على الباب إذ دخل الحسين
عليه السلام فاقتحم فوثب على رسول الله صلى الله عليه وآله
فجعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يلثمه ويقبله فقال له الملك أتحبه قال نعم قال إن
أمتك ستقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل به
فأراه فجاء بسهلة أو تراب أحمر فأخذته أم سلمة فجعلته في
وأخرجه أيضا أبو حاتم

فی صحیحہ وفی روایۃ احمد فی زیادۃ المسند قال فحز نا ولنی
کفا من تراب احمر ا و بیاورد بغوی یعنی امام محی السنۃ در معجم خود از حدیث
انس گفت اجازت خواست فرشتہ موکل باران از پروردگار خویش بانکہ زیارت
کند پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم را پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خانہ ام المومنین ام سلمہ
بود پس گفت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ای ام سلمہ نگہدار بر ما در را چنانکہ
ہیچکس در نیاید پس درین اثنا ام سلمہ بر در نگہبان بود کہ ناگاہ در آمد حسین ابن علی
داخل شد در خانہ پس بر جست بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پس بوسید پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم او را و در کنار گشید در روی او می بوسید پس گفت آن فرشتہ با آنحضرت
کہ آیا دوست میداری این را فرمود آری گفت فرشتہ کہ ہر آینہ امت تو زود باشد کہ
بکشد این محبوب ترا و اگر بخواہی بنمایم ترا مکانی کہ کشتہ شود در آن پس نمود آنرا
پس آورد خاک نرم یا خاک سرخ پس گرفت ام سلمہ آنخاک را پس بست آنرا در پارچہ
خود گفت ثابت کہ راوی این حدیث ست کہ بودیم ما کہ می گفتیم آن زمین کربلا است
و نیز ہمان روایت حدیث را ابوحاتم در صحیح خود و در روایت امام احمد در زیادت مسند
آمدہ کہ گفت پس حاضر آورد ابن کفی ست از خاک سرخ یعنی در زیادت مسند امام احمد بجای
فجاء بسہلۃ او تراب احمر عبادت ثم ناولنی کفا من تراب احمر واقع ست بالجملہ این حدیث
را امام محی السنہ در کتاب معجم خود از حدیث انس برآوردہ و ابوحاتم در صحیح خود نیز
روایت کردہ و در زیادت مسند امام احمد ہم بتغییر یسیر وارد شدہ واخرج الحاکم
والبیہقی عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما بالحسین فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت
منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھریقان
من الدموع فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی

هذا اتانی جبرئیل من تربته من تربة حمراء آورد و برآورد حاکم
و بیهقی از ام الفضل بنت حارث که گفت ام الفضل که آمدم روزی نزد پیغمبر خدا
صلی الله علیه و آله و سلم حسین را و نهادم او را در کنار آنحضرت باز یکبار اتفاق
افتاد از من التفاتی با آنحضرت پس ناگاه نگریدم چشم پیغمبر را صلی الله علیه و آله
و سلم میریخت اشک ها را پس فرمود که آمد مرا جبرئیل و خبر داد مرا که بدرستیکه امت
من خواهند کشت این فرزند مرا و داد مرا خاکی از خاک سرخ مقتل او و اخرج
ابن راهویه والبیهقی وابو نعیم عن ام سلمة ان رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وهو
خائر وفی یده تربة حمراء یقلبها قلت ما هذه التربة یا رسول الله
قال اخبرنی جبرئیل ان هذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وهذه
تربتها و برآورده اسحق بن راهویه و بیهقی و ابونعیم از ام المؤمنین ام سلمه که آنحضرت
پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم بپهلو خوابید روزی پس بیدار گشت در حالیکه
اندوهگین و متأسف بوده و در دست آنحضرت خاکی سرخ بوده که زیر و بالا میکرد
آنرا گفتم که این چه خاک است یا پیغمبر خدا فرمود که خبر داد مرا جبرئیل که تحقیق این
فرزند یعنی حسین کشته شود در زمین عراق و این خاک آن مقام است و اخرج
البیهقی وابو نعیم عن انس قال استاذن ملک المطر ربه ان
یاتی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاذن له فدخل الحسین
فجعل یقع علی منکب النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال
الملک اتحبه قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم نعم
قال فان امتک تقتله وان شئت اریتک المکان الذی یقتل
فیه فضرب بیده فاراه ترابا احمر فاخذته ام سلمة فصرّته

فِی تُرْبَتِهَا وَکُنَّا نَسْمَعُ اَنَّهٗ یُقْتَلُ بِکَرْبَلَاءَ و برآورد بیہقی و ابونعیم از انس
که گفت اجازت خواست فرشته موکل باران از پروردگار خود باینکه بیاید نزد
پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم پس اجازت داد او را پس دران حال درآمد حسینؓ
پس سوار شد بر دوش پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم پس گفت آن فرشته آیا دوست
میداری این را فرمود پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم آری گفت آن فرشته
بتحقیق است تو بکشد این را و اگر خواهی بنمایم ترا مکانی را که دران کشته شود
پس برد دست خود را پس بنمود آنحضرت را خاک سرخ پس بگرفت آن را ام سلمه
وبست آنرا در پارچه خود راوی گوید که بودیم ما که می شنیدیم که بتحقیق او یعنی
حسینؓ کشته شود در کربلا واَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ
عَنْهَا قَالَتْ کَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَلْعَبَانِ فِیْ بَیْتِیْ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ
فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ وَاَوْمٰی اِلَی
الْحُسَیْنِ وَاَتَاهُ بِتُرْبَةٍ فَشَمَّهَا ثُمَّ قَالَ رِیْحُ کَرْبٍ وَّبَلَاءٍ فَقَالَ یَا اُمَّ
سَلَمَةَ اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ ابْنِیْ قَدْ قُتِلَ
فَجَعَلْتُهَا فِیْ قَارُوْرَةٍ و برآورد ابونعیم از ام سلمه رضی الله عنها که گفت امام حسنؓ
و حسینؓ بازی میکردند در خانه من پس فرود آمد جبرئیل پس گفت ای محمدؐ
هرآینه امت تو بکشد پسر ترا که اینست بعد از تو و اشاره کرد بسوی حسینؓ و آورد
خاکی را پس بوئید آنحضرت علیه الصلوة والسلام آنرا پس فرمود که بوی کرب و بلا
ست و فرمود که ای ام سلمه هرگاه متحول بخون شود این خاک پس بدانی که پسر
من یعنی حسینؓ هرآینه کشته شود پس نگاهداشت ام سلمه آنخاک را در شیشه
پوشیده نماند که در بعضی از روایات از حضرت ام سلمه منقول ست که روزیکه حسینؓ
کشته شد آنخاک خون گشت و در بعض روایت بجای لفظ خاک لفظ سنگریزه

وارد شده چنانچه مروی است که چون خصمان بقتل حسین راضی شدند آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم آنحضرت بام سلمه سپردند و فرمودند که هرگاه این سنگریزها
خون جاری شود بدانی که حسین کشته شد پس ام سلمه گوید که چون روز عاشورا
شد آن شیشه را گشادم دیدم که ازان سنگریزه خون جاری بود و نیز از ام سلمه
منقول است که چون شب قتل حسین در رسید آوازی شنیدم و گوینده را ندیدم
که میگفت شعر ایها القاتلون جهلا حسینا ✿ ابشروا بالعذاب والتنکیل
قد لعنتم علی لسان داود ✿ و موسی و حامل الانجیل ✿ یعنی ای کشندگان
حسین از روی جهل و نادانی مژده باد شما را بعذاب و رنج و بند و قید
بودن بتحقیق لعنت کرده شده است شما بر زبان داود و بر زبان موسی و حامل
انجیل یعنی عیسی یعنی قاتلان حسین را حضرت داود و موسی و عیسی علیهم السلام
لعنت کرده اند ✿ اخرج ابن عساکر عن محمد بن عمرو بن حسن قال کنا
مع الحسین بنهر کربلاء فنظر الی شمر ذی الجوشن فقال
صدق الله ورسوله قال رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دم اهل بیتی وکان شمر
ابرص ✿ الغرض روایت کرد ابن عساکر از محمد بن عمرو بن حسن گفت که بودیم همراه حسین در
نهر کربلا پس نظر کرد حسین بسوی شمر ذی الجوشن پس گفت
راست گفت خدا و رسول خدا فرمود پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم گویا می بینم
بسوی سگی ابلق که دهن می اندازد در خون اهلبیت من و بود شمر ابرص یعنی
مرض پیسی داشت که بدنش مثل داغهای سفید و رنگی پیدا گردیده بود و فی الواقع
که این ملعون سگ است بلکه از آن زیاده تر زیرا که دشمن اهلبیت بود چنانکه خبر داده بود
علیه السلام ✿ [illegible] ✿ واخرج ابن السکن والبغوی

فی الصحابة وابو نعیم من طریق سحیم عن انس بن الحارث
رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
یقول ان ابنی هذا یقتل بارض یقال لها کربلاء فمن شهد
ذلک منکم فلینصره فخرج انس ابن الحارث الی کربلاء
فقتل بها مع الحسین رضی الله عنه و بر آورد ابن السکن و امام بغوی
در کتاب الصحابه و ابو نعیم از طریق سحیم از انس بن الحارث گفت که شنیدم پیغمبر خدا
صلی الله علیه وآله وسلم را که می گفت بتحقیق که این پسر من یعنی حسین کشته شود
بزمینی که آنرا کربلا میگویند پس کسیکه حاضر شود از شما درین واقعه پس باید که
یاری کند اورا پس بر آمد انس بن حارث که راوی این حدیث هست به کربلا
پس کشته شد در آنجا همراه حسین علیه السلام مخفی مباد که این حدیث از احادیث
اجاویست پس کسیکه این کلام حیرت نظام را از زبان مخبر صادق علیه الصلوة
والسلام شنید امتثال بمضمونش برو ندا و لازم افتاد لهذا انس بن الحارث بانچه
واجب الانقیاد بود عمل نمود و اخرج البیهقی عن ابی سلمة بن عبد الرحمن
ان الحسین دخل علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم وعنده
جبرئیل فی مشربة عائشة فقال له جبرئیل ستقتله امتک
وان شئت اخبرتک بالارض التی یقتل فیها واشار جبرئیل
بیده الی الطف بالعراق واخذ تربة حمراء فاراه ایاها
واخرجه من طریق آخر عن ابی سلمة عن عائشة موصولا
و بر آورد بیهقی از ابی سلمه بن عبد الرحمن که هر آئینه حسین در آمد بر پیغمبر خدا صلی الله
علیه وآله وسلم و نزد آن حضرت جبرئیل بود بالاخانه عائشه رض بود پس گفت جبرئیل
بآنحضرت علیه الصلوة والسلام که زود قتل کنند او را یعنی حسین را امت تو

واگر بخواهی حضر دیهم ترا آن زمین که کشته شود دران و اشاره کرد جبرئیل بدست
خود بسوی طف که موضعیست در عراق قریب بکوفه پس گرفت خاک سرخ را
پس بود آن خاک اما آن حضرت و برآورد بیهقی این حدیث را از طریق دیگر
از ابی سلمه از عائشه موصول یعنی مذکر راوی حدیث از آنحضرت صلی الله علیه
واله وسلم و آن راوی درین حدیث ام المومنین عائشه است پس این حدیث موصول
است و حدیث اول مرسل است که دران ذکر راوی از آنحضرت صلی الله علیه
واله وسلم نیست وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ
فَاُخْبِرَ اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ تَوَجَّهَ اِلَی الْعِرَاقِ فَلَحِقَهُ فِیْ مَسِیْرَةِ لَیْلَتَیْنِ
مِنَ الرَّبَذَةِ فَقَالَ لَهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَیَّرَ نَبِیَّهُ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
وَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ وَلَمْ یُرِدِ الدُّنْیَا وَاِنَّکُمْ بَضْعَةٌ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا یَلِیْهَا اَحَدٌ
مِنْکُمْ اَبَدًا وَمَا صَرَفَهَا اللّٰهُ عَنْکُمْ اِلَّا لِلَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ لَکُمْ فَارْجِعُوْا
فَاَبٰی فَاعْتَنَقَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰهَ مِنْ قَتِیْلٍ و برآورد
بیهقی از شعبی گفت که ابن عمر درآمد در مدینه پس خبر یافت که امام حسین متوجه بسوی
عراق شد پس ابن عمر ملاقات کرد با امام حسین بمسافت دو شب از ربذه ربذه
بفتح رای مهمله و بای موحده و دال معجمه بنای هوز رسیده موضعیست سه منزل
از مدینه بجانب عراق پس گفت ابن عمر با امام حسین که بتحقیق خدای تعالی اختیار
داد پیغمبر خدا را میان دنیا و آخرت پس اختیار فرمود پیغمبر آخرت را و نخواست
دنیا را و شما جگر پاره آن حضرت هستید قسم بخدا که والی و متصرف نگردد دنیا را کسی
از شما گاهی و باز نداشت دنیا را خدا از شما مگر برای چیزی که آن بهتر است در حق شما
پس باز گردید پس انکار کرد امام حسین پس در بر گرفت ابن عمر امام حسین را و گفت
که می سپارم ترا بخدا که قتیل و شهید باشی یعنی هرگاه ابن عمر هنگام قدوم مدینه خبر روانگی

حضرت امام حسین از مکہ بجانب عراق شنید بیتابانہ دویدہ بمسافت دو شبانہ از زیدہ ملاقی شدہ عرض ممانعت از عزیمت کوفہ نمود و گفت کہ شما جگر گوشہ ہای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہستید کہ باوصف تخییر در دنیا و آخرت اختیار آخرت بر دنیا فرمودہ و ہمین شریف را بلوث حطام دنیوی نیالودہ و ازانجا کہ نعیم اخروی را برای شما عوض زخارف دنیوی قرار دادہ اند احدی از اہلبیت نبوت تمتع از متاع دنیای دنی نخواہد یافت پس صواب دید ہمین ست کہ انعطاف عنان عزیمت فرمودہ سلوک طریق مراجعت بمکہ معظمہ نمایید چون آنحضرت ہدف سہام تقدیر گشتہ و گردن تسلیم بقضای الٰہی خم کردہ تن برضای خدا دادہ بود و میدانست کہ سائق و قائد مشیت ایزدی مناصی بجز رضا بالقضا ندارد عرض ابن عمر را بسمع قبول ناشنیدہ فسخ عزیمت اختیار نکرد و ابن عمر ہنگام استبداع حضرت امام حسین را در بر گرفتہ و کلمہ تاسف و تلہف بر زبان حسرت ماندہ بخدا سپرد و این نمیدانست کہ در ہمین سفر پر خطر کارگذاران قضا و قدر امضای احکام تقدیر خواہند کرد والا از شرف رفاقت خود را بکلیہ نمیکشید بلکہ باختیار معیت محرز سعادت ابدی میگردید و ہمین عذر از جانب دیگر خواص مثل عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن جعفر و محمد بن الحنفیۃ وغیرہما قابل قبول ست والا از ہمچو ابن عباس و دیگر اہلبیت رسالت باوصف علم بشہادت سید الشہدا در مقام کربلا تقاعد از رفاقت ہنگام عزیمت کوفہ امکانی نداشت و دلیل بر مطلب کہ ارشاد می شود و اخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ماکنا نشک واھل البیت متوافرون ان الحسین یقتل بالطف و برآورد حاکم از ابن عباس رضی اللہ عنہ گفت کہ شک نمیکردیم ما و اہلبیت کثیرہ درینکہ بتحقیق حسین کشتہ شود در طف کہ موضعی در زمین کربلا ست بدیہی ست کہ ابن عباس و دیگر اہلبیت اگر میدانستند کہ درہمین سفر سابقہ ازلی کار خود خواہد کرد اصلا

هنگام عزیمت او کوید دست از رفاقت برشته سپس بحضرت امام حسین برادر
وقت عزم عراق تمنا می گذشتند. واخرج ابو عبید عن یحیی الحضرمی انه
سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبرا ابا عبد الله
بشط الفرات قلت وما ذاک قال ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم
قال حدثنی جبرئیل ان الحسین یقتل بشط الفرات وارانی قبضة
من تربته. و برآورد ابو نعیم از یحیی حضرمی که بتحقیق که او سیر کرده همراه رکاب امیر المؤمنین
علی کرم الله وجهه بسوی صفین و آن موضعیست مشهور بر کنار آب فرات که در آنجا
جنگ عظیم میانه امیر المؤمنین علی علیه السلام و معاویه واقع شد پس هرگاه محاذی
نینوی شدند ندا کرد که صبر و شکیبائی کن ای ابو عبد الله یعنی حسین بر نهر فرات
راوی گوید گفتم چه چیز است یعنی این چه گفتی گفت که بتحقیق پیغمبر خدا صلی الله
علیه وآله وسلم فرمود که حدیث کرد و خبر داد مرا جبرئیل مایکه هر آینه حسین کشته شود
بر نهر فرات و نمود مرا مشتی از خاک آن مکان از ین روایت پیدا است که جناب
مرتضی کرم الله وجهه را علم بمقتل حسین علیه السلام از حدیث پیغمبر صلی الله علیه وآله
وسلم حاصل بود و تفصیل این اجمال ست آنچه ابو نعیم از اصبغ بن نباته روایت کرده
چنانکه میفرمایند. واخرج ابو نعیم عن اصبغ بن نباتة قال اتینا مع علی
رضی الله عنه علی موضع قبر الحسین فقال ههنا مناخ رکابهم
وموضع رحالهم ومهراق دمائهم فتیة من آل محمد یقتلون
بهذه العرصة تبکی علیهم السماء والارض و برآورد ابو نعیم
از اصبغ بن نباته گفت که آمدیم همراه رکاب علی رضی الله عنه بر موضع قبر حسین پس
فرمود علی که اینجا جای خوابانیدن شتران ایشان ست و موضع خیمه گاه ایشان
و مکان ریختن خون ایشان جوانان چند که از آل محمد کشته شوند درین میدان

که گریبد برایشان آسمان و زمین و اخرج الحاکم و صححه عن ابن عباس
رضی الله عنهما قال اوحی الله تعالی الی محمد صلی الله علیه و آله
وسلم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن
بنتک سبعین الفا وسبعین الفا وبرآورد حاکم و تصحیح کرد این حدیث
را از ابن عباس رضی الله عنهما گفت که وحی فرستاد خدای تعالی بسوی محمد
صلی الله علیه و آله وسلم که بتحقیق من کشتم بانتقام یحیی بن زکریا هفتاد هزار
را و بتحقیق من خواهم کشت در انتقام فرزند دختر تو هفتاد هزار و هفتاد
هزار را و اینجا عظمت و جاهت جناب خاتم الانبیا علیه الصلوة و الثنا آگاه
کرد لیست که بعوض انتقام خون حضرت یحیی بن زکریا هفتاد هزار کشته شود
و بعوض انتقام خون حضرت سید الشهدا دو چند آن یعنی یک لک و چهل هزار
مقتول گردد و مصداق این خبر اولا در عهد مختار ثقفی و ثانیا در اوایل دولت
عباسیه بزبان علی سفاح بظهور آمد و اخرج احمد والبیهقی عن ابن
عباس رضی الله عنهما قال رأیت النبی صلی الله علیه و آله
وسلم فی النوم ذات یوم نصف النهار اشعث اغبر بیده
قارورة فیها دم فقلت ما هذا قال دم الحسین واصحابه
لم ازل التقطه منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فوجدت
قد قتل ذلک الیوم و برآورد احمد و بیهقی از ابن عباس رضی الله عنه گفت که دیدم
پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم را روزی در خواب بوقت نیم روز پریشان
مو غبار آلوده در دست مبارک او شیشه که دران خون ست پس گفتم که
این چیست فرمود که خون حسین و یاران او ست که چیدم و بر داشتم آنرا
بر مرد قتل او ابن عباس گوید که پس نگاه داشتم آن وقت را باز دریافتم که بتحقیق

گفته شد حسین همانروز یعنی روزیکه من این خواب دیده بودم و اخرج الحاکم
والبیهقی عن ام سلمة قالت رأیت رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب فقلت ما لک یا
رسول الله قال شهدت قتل الحسین آنفا و برادر و حاکم و بیهقی از ام سلمه
گفت که دیدم پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم را در خواب و حال آنکه سر و ریش مبارک
آنحضرت خاک آلوده بود پس گفتم که چه حال است ترا ای پیغمبر خدا فرمود که اینک در
مقام قتل حسین حاضر بودم بر ناظرین اسفار اخبار و آثار مخفی و مستتر نخواهد بود
که چون صدای نالهٔ عباس که در بدر ایشان را همراه کفار یکه اسیر کرده بودند جناب
رسالت مآب صلی الله علیه وآله وسلم را تمام شب از خواب باز داشت حال
ملال جناب رسول خدای متعال را در معرکهٔ کربلا قیاس کرد بایست که از تشنگی
عترت طاهره و نسل و تمع نونهالان گلشن رسالت و نبالت خاصه گل سرسبد چمن
نبوت و امامت یعنی امام حسین علیه السلام و رفتن اهلبیت بر شتران جهاز بی پالان
و در دل مصائب بیکران بی وقت زنان و یتیمان بر روح مقدس سرور پیغمبران
چه گذشته باشد پس از پریشانی موی سر مبارک و غبار آلودگی جسم مقدس فی التقاط
خون حسین و یاران او از زمین و در شیشه ریختن و خاک آلوده بودن سر و ریش
آنحضرت و حاضر شدن به قتل حسین چنانکه در روایت ابن عباس و ام سلمه است چه
عجب که هرگاه آثار گریه حسین در طفلگی آنحضرت را ایذا رسانیده و حضرت
سیدة النساء را درین خصوص بخطاب سیدانی که گریه حسین مرا ایذا میرساند
مخاطب گردانیده سموم ساحه کربلا را چه باید گفت که از ابتدای آدم تا اینندم جسم
معاملات حسین بدیده ندیده و بگوش نشنیده اگر قیام قیامت موقت بوقت خودش
نمی بود جای آن بود که آن روز گر آسمان پاره پاره شده باشد قطرات سطرات

چکیدی و دامن زمین همچو گلستان از ماه چاک چاک گردیده از آسمان پاشیدی خون باریدن
آسمان و سیاه شدن جهان و غیر آن از حوادث زمان که بیانش بیرون از حیطه
حساب است وَاَخرَجَ البَیهَقِیُّ وَاَبُو نُعَیمٍ عَن بُصرَةَ الاَزدِیَّةِ قَالَت لَمَّا
قُتِلَ الحُسَینُ مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا فَاَصبَحنَا وَحِبَابُنَا وَجِرَارُنَا وَکُلُّ شَیءٍ
لَنَا مَلآنُ دَمًا و بیاورد بیهقی و ابونعیم از بصره ازدیه گفت که هرگاه شهید شد
حسین خون بارید آسمان پس صبح کردیم بانحال که خمهای ما و سبوهای ما و هر
ظرفیکه از آن ما بود پر از خون بود وَاَخرَجَ البَیهَقِیُّ وَاَبُو نُعَیمٍ عَنِ الزُّهرِیِّ
قَالَ بَلَغَنِی اَنَّهُ یَومَ قُتِلَ الحُسَینُ لَم یُقلَب حَجَرٌ مِن اَحجَارِ بَیتِ المَقدِسِ
اِلَّا وُجِدَ تَحتَهُ دَمٌ عَبِیطٌ و بیاورد بیهقی و ابونعیم از زهری که گفت که بمن
رسید که بتحقیق روزیکه کشته شد حسین گردانیده نشد سنگی از سنگهای بیت المقدس
مگر یافته شد زیر آن خون تازه در غایت سرخی وَاَخرَجَ البَیهَقِیُّ عَن اُمِّ حِبَّانَ
قَالَت یَومَ قُتِلَ الحُسَینُ اُظلِمَت عَلَینَا ثَلَاثًا وَلَم یَمَسَّ مِنَّا اَحَدٌ مِن
زَعفَرَانِهِم شَیئًا یَجعَلُهُ عَلَی وَجهِهِ اِلَّا احتَرَقَ وَلَم یُقلَب
حَجَرُ بَیتِ المَقدِسِ اِلَّا وُجِدَ تَحتَهُ دَمٌ عَبِیطٌ و بیاورد بیهقی از ام
حبان گفت روزیکه کشته شد حسین تاریک شد دنیا بر ما تا سه روز و مس نکرد
یکی از ما از زعفران خود چیزی را که بمالد بر روی خود مگر میسوخت و گردانیده نمی شد
سنگ بیت المقدس مگر یافته می شد زیر آن خون تازه در غایت سرخی و نیز مروی است
که آنروز هیچ سنگی در دنیا برداشته نشد که زیر آن خون تازه بغایت سرخی نبوده
وَاَخرَجَ البَیهَقِیُّ عَن عَلِیِّ بنِ مُسهِرٍ قَالَ حَدَّثَتنِی جَدَّتِی قَالَت کُنتُ
اَیَّامَ قَتلِ الحُسَینِ جَارِیَةً شَابَّةً فَکَانَتِ السَّمَاءُ اَیَّامًا تَبکِی لَهُ و بیاورد
بیهقی از علی بن مسهر گفت که خبر داد مرا جده من گفت که بودم من در ایام شهادت حسین

و چهل روز آسمان میگریست و آثار در وی پدید آید از سبب که روایات عتیقه
در باب گریهٔ آسمان از سلف منقول است جامع این حروف از این سرخی وحشت کرد
که از بعد قتل حسین تا سه روز دنیا تاریک ماند و بعد از آن سرخی در آسمان ظاهر شد و از
ثعلبی منقول است که آسمان بر حسین گریه نمود و گریهٔ آسمان سرخی او است و گویند
که آسمان تا شش ماه سرخ بماند و ابن سیرین گفته که سرخی شفق که کنارهٔ آسمان که مرئی
در جهان است بعد قتل حسین عادت شد قبل از آن این سرخی نبودی و وجود این آسمان
نداشت و از ابن سعد مروی است که سرخی شفق پیش آسمان قبل از شهادت
شاه شهیدان دیده نمی محسوس نبود و ابن جوزی گوید که حکمت در سرخ شدن آسمان
اینست که چون از عروض غضب خون بجوش می آید موجب سرخی رنگ چهره میگردد
و ذات باری جل اسمه که منزه از جسم و لوازم آن است نشانهٔ غضب خود را بذریعه
سرخی کنارهٔ آسمان ظاهر کرد و این سرخی نشان دلیل و تنبیه بر عظمت معصیت
قاتلان حسین و ظهور رنگ غضب الهی بر ایشان باشد و بعضی گویند که بعد قتل حسین
تا هفت روز آسمان گریه کرد و گریهٔ او بمرتبه رسیده بود که از سرخی آسمان دیوارها
و عمارتها برنگ لحاف معصفر گشته بود و کواکب و شواهب از آسمان چندان
باریدند که بیکدیگر افتاد و روز قتل حسین خون از آسمان بارید که تا مدتی نشان آن
زمین باقی ماند و هر قولی و لباسی که رنگین بخون آسمان گردید سرخی رنگ آن
تا پاره پاره شدن روی زوال ندیده و بعضی روایت کرده اند که در قتل حسین از
آسمان خون بارید که از جامه ها و کوچه های خراسان و شام و کوفه روان بوده و سر
حسین را که بدار الاماره کوفه آوردند و نهادند از دیوارهای خون روان گردید و
برآمدن خون تازه بنهایت سرخی از زیر احجار بیت المقدس و احتراق زعفران
در متن رساله بروایت زهری و امام حسان مذکور است و مرتبیست که بعد قتل حسین

آفتاب کسوف گرفت که ستاره‌ها در نیمروز نمودار شد و مردمان گمان بردند که
قیامت قائم گشت و این از اعاظم علامات ست و دیگر از جملهٔ آثار و علامات
که ارشاد میشود و اخرج البیهقی عن جمیل بن مرة قال اصابوا ابلا
في عسكر الحسين يوم قتله فنحروها وطبخوها فصارت مثل
العلقم فما استطاعوا ان يسيغوا منها شيئا و برآورد بیهقی از جمیل
بن مره گفت که بغارت بردند لشکریان یزید شتران را که در لشکر حسین بودند
روز قتل آنحضرت پس ذبح کردند شتران را و بختند آنها را پس گردید گوشت
شتران مانند حنظل در تلخی پس نتوانستند که از حلق فرو برند از آن چیزی
را و از تتمه صواعق منقول ست که قافلهٔ پر از ورس از یمن بسوی عراق میرفت
چون با لشکر یزید که نیز بآنجانب میرفت مرافقت کردند شتران که پر از ورس
بودند ورس آنها تمامی خاکستر شد و بعضے گویند که ورسی که در لشکر قاتلان بود
روز قتل حسین همه خاکستر شد و شتران را که حلال کردند از گوشت آنها آتش
برمی آمد و همچو سوانح برای عبرت سامعان و بصیرت ناظران بوده و آنچه برای
تعذیب قاتلان ست بپایانش میرود و اخرج ابو نعیم من طریق
سفيان عن جدته قالت شهد رجلان قتل الحسين فاما
احدهما فطال ذكره حتى كان يلفه واما الاخر فكان
يستقبل الراوية بفيه حتى ياتي على اخرها فما يروي
و برآورد ابو نعیم از طریق سفیان از جدهٔ خود گفت حاضر شدند دو مرد قتل
حسین را پس یکی از آنها پس عضو تناسل وی دراز شد تا آنکه می پیچید آنرا و
گویند که در کمر می بست و گویند که بگردن همچو ریسمان می پیچید و اما دیگری پس
حالش بجایی رسید که استقبال میکرد پکهال پر از آب را بدهن خود تا آنکه تمام

نوحه شنید آنرا و سیر نیامد تا جنیان تا آنکه گرداب و کمال مبتلا شده مرد شد
جماعه مدتی ازان اگرچه ذکر این است در خاتمه مذکور شود و باقی را آنجا و علامات
نوحه جن ست آنرا با ما شنیده اَخْرَجَ اَبُو نُعَیْمٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ
قَالَ سَمِعْتُ الْجِنِّیَّةَ تَنُوْحُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَهِیَ تَقُوْلُ شعر مَسَحَ
النَّبِیُّ جَبِیْنَهٗ ÷ فَلَهٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ ÷ اَبَوَاهُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ
وَجَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ ÷ و بیرون آورد ابو نعیم از حبیب بن ثابت گفت
که شنیدم زنی را از جنیان که میگریست بر حسین در حالیکه میگفت که مسح کرد
و بوسید پیغمبر پیشانی او را پس بود برای او نور و لمعان در رخسارها پدر و مادر
بودند از عمدگان قریش و بود جدش بهترین جدها یعنی جنیه نوحه میکرد بر حسین
و میگریست بر آن و میگفت این مرثیه را بیت وَاَخْرَجَ اَبُو نُعَیْمٍ مِنْ طَرِیْقِ
حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نَوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ
قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا اللَّیْلَةَ وَمَا اَرٰی
اِبْنِیْ اِلَّا قَدْ قُتِلَ یَعْنِی الْحُسَیْنَ فَقَالَتْ لِجَارِیَتِهَا اُخْرُجِیْ وَاسْاَلِیْ فَاَخْبَرَتْ
اِنَّهٗ قَدْ قُتِلَ وَاَنَّ الْجِنِّیَّةَ تَنُوْحُ شعر اَلَا یَا عَیْنُ فَانْهَمِلِیْ بِجُهْدٍ
وَمَنْ یَبْکِیْ عَلَی الشُّهَدَاءِ بَعْدِیْ ÷ عَلٰی رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَایَا
اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَبْدٍ ÷ و بیرون آورد ابو نعیم از طریق حبیب بن ثابت
از ام سلمه گفت نشنیدم نوحه و گریه جن را از روزیکه وفات یافت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وآله وسلم مگر امشب نمی بینم مگر اینکه پسر من بتحقیق کشته شد یعنی حسین پس گفت
فرمود کنیز خود را که بیرون رو پس بپرس پس خبر داد کنیز با اینکه بتحقیق کشته شد
حسین و جنیه نوحه میکند و میخواند آگاه باش ای چشم پس کوشش کن بسیار
بکن و کوشش تمام و کیست که گریه کند بر شهیدان بعد از من بر گروهی که کشید

ایشان را اسباب موت بسوی ظالم سرکش در سلطنت زمان من و گویند که حضرت
ام سلمه بعد دریافت این ماجرا آنقدر گریست که از هوش رفت و تا دیر غشی بر او طاری
ماند و اخرج ابو نعیم عن مزیدة بن جابر الحضرمی عن امه قالت
سمعت الجن تنوح على الحسين وهي تقول **شعر** انعی حسینا
هبلا ۞ کان حسینا جبلا ۞ و برآورد ابو نعیم از مزیده بن جابر حضرمی از
مادر خود گفت که شنیدم که جن را که بآواز بلند گریه میکرد بر حسین و میگفت که خبر
مرگ حسین میرسانم غمگین شده بود حسین با جمال و کوه صبر و استقلال پوشیده نماند
که سابق گذشت که مراد از نوحه درین مقام گریستن بیاد کرد اوصاف حمیده
و خصال پسندیده حضرت امام حسین علیه السلام است نه نوحه متعارف و مرسوم
اهل بدعت و عمل زنان جاهلیت که آن باتفاق علما حرام و در احادیث صحیحه
وعید شدید بران وارد است و اخرج ابو نعیم من طريق لهيعة عن
ابي قبيل قال لما قتل الحسين احتزوا راسه وقعدوا في
اول مرحلة يشربون النبيذ فخرج عليهم قلم من حديد
فكتب سطرا بدم شعر اترجو امة قتلت حسينا ۞ شفاعة جده
يوم الحساب ۞ و برآورد ابو نعیم از طریق عبد الله بن لهیعه که محدث مشهور است
از ابی قبیل گفت که هرگاه شهید شد حسین بریدند سر او را و نشستند در اول
منزل می نوشیدند نبیذ را پس برآمد برایشان قلمی از آهن پس نوشت سطر
از خون آیا امید میدارند گروهی که کشتند حسین را شفاعت جد او بروز حساب
یعنی چون سر مبارک جناب سید الشهدا را بریده پیش یزید بن معاویه بسوی شام
می بردند همین که در اول منزل رسیدند و بخوردن نبیذ مشغول شدند دیدند که قلم
آهنی از غیب پدیدار شد و سطری یعنی بیت مرقوم را بخون نوشت و بعضی گویند

چون زنان اهلبیت را بر شتران نشاندند و سرهای شهیدان را بر نیزه‌ها کرده بطرف
شام روانه شدند بمنزلی رسیدند و در آنجا دیری بود و در نزدیکی آن فرود آمدند دیدند
که بر دیوار آن دیر بیتی مرقوم است از راهب آن دیر پرسیدند که نویسنده
این بیت کدام است راهب گفت که ما نمی‌دانیم که این بیت بر این دیوار
مدت پانصد سال قبل البعثت نبی تماما نوشته شده است و بعضی گویند که دیوار
دیر شگافته شد و سپس قلمی از آن بیرون آمده این بیت تا آخر چون نوشت
و گویند که چون راهب حال اسیران اهلبیت دید و یافته سر مبارک سید الشهدا
را بر نیزه دید با خود گفت که این قوم پسر کسانند که پسر پیغمبر خود را کشتند و اهلبیت
او را ذلیل و خوار کردند پس با آن جماعت اشقیا مخاطب شده گفت که ده هزار
درهم از من یک بگیرید و این سر که بر نیزه دارید یکشب پیش من بگذارید
یزیدیان که از بس حریص آتش طمع بودند قبول نمودند پس آن راهب سر مبارک
از دست ایشان گرفته بخلوت برده غسل داد و خوشبو مالید و بر ران خود نهاده مشاهده
انوار خدا و جمال حق تماشا کرد و بدیده سر خود معاینه می‌نمود که انوار تجلیات از سر
مبارک تا آسمان می‌رود و طبقات نورانی در پی تا صبح از آسمان به سر مبارک
می‌رسد و بملاحظه این حال مسلمان شد و بقیه عمر خود را در خدمت و ولای اهلبیت
و اتقیا و احکام اسلام گذرانید و بایفای موعود چون آن ده هزار درهم را آن گروه
بجنبان داد هر گاه آن بد مآلان درهم را از کیسه بیرون کشیدند که میان خودها
قسمت نمایند دیدند که آن دراهم خاکستر بودند و بر یک طرف از آنها آیه ولا تحسبن الله
غافلا عما یعمل الظالمون و بر طرف دیگر کریمه و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
مرقوم بود و بر ارباب بصیرت و اصحاب معرفت پوشیده و پنهان نبوده باشد که همه آثار
عجیبه و شواهد غریبه که بالنسبه فوق رسالت ساطع و حجت قاطع بر عظمت واقعه کربلا

شهادت سید الشهدا است لیکن هر که عجیب تر از آن مشهور است که جون
حق ملبوس با پشمینه که ارشاد میرود و ختم کلام بران می‌شود اخرج ابن عساکر
عن المنهال بن عمرو قال انا والله رأیت رأس الحسین حین حمل وانا
بدمشق وبین یدی الرأس رجل یقرأ سورة الکهف حتی بلغ
قوله تعالی ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من
آیاتنا عجبا فانطق الله الرأس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکهف
قتلی وحملی و برآورد ابن عساکر از منهال بن عمرو گفت که من بخدا دیدم سر حسین را
وقتیکه برداشته شد بر نیزه و من بدمشق بودم و پیش سر مبارک مردی میخواند سوره
کهف را تا آنکه رسید باین آیه که معنی آن اینست آیا پنداشتی که اصحاب
کهف و رقیم از اعجوبه نشانهای قدرت ما بودند پس گویا کرد خدا تعالی سر مبارک را
به زبان تیز فصیح پس گفت عجیب تر ازین کشته شدن من و بر نیزه برداشته
شدن سر منست پوشیده نماند که قصه اصحاب کهف که تا سیصد و نه سال بخواب در
خواب رفتند و چون بیدار شدند یک روز یا پاره از آن مقدار خواب خود را پنداشتند
هر چند مشتمل عجائب قدرت الهی هست چنانچه تفاصیل این قصه در تفاسیر قرآن
و کتب تواریخ بجای خود مذکور است لیکن قتل شاه شهیدان و حمل سر مبارک بر
نیزه عجیب تر از آن ست نمی بینی که جماعت یزیدیان با وصف تفوه بکلمه شهادت
و اقرار نبوت خاتم الرسالت و انتحال رسم اسم اسلام بطمع خام حطام دنیوی
بقتل فرزند رسول و جگر گوشه بتول پرداختند و دودمان رسالت را پامال خود
و آفات ساختند سر سردار نوجوانان بهشت را به تیغ و خنجر بریده بسر نیزه کشیدند
و مستورات سراپرده عصمت و طهارت را بی پرده بر پشت شتران نشانیده شهر بشهر
گردانیدند و دیگر از دست بیداد آن بیدادیان هر چه بسر تست اهل بیت نبوت رفت

بیان شمه از آن بر زبان قلم گذشت و با اینهمه مدعیان دین اسلام بودند و خود را
مومن و مسلمانان ظاهر می نمودند فاعتبروا یا اولی الابصار ان هذا لشیء عجاب حکایت
در بیان حال قاتلان جگر گوشه آل پیغمبر کسانیکه تصفح کتب تاریخ نموده اند مخفی نبوده
باشد که هر کس که ساعی قتل و سهیم و شریک قاتلان و راضی و خورسند بشهادت
شاه شهیدان گردید قطع نظر از عذاب و نکال اخروی که مستحق و سزاوار آنست در این
دار ناپایدار بسزای کردار خود رسید چنانچه از زهری منقول است که هر کسیکه در
معرکه کربلا بغرض مقابله حضرت سید الشهدا بود بلی ویلی بعذاب کشیدن جزای
اعمال بدار دنیا نرفت بعضی بقتل رسیدند و بعضی نابینا شدند و بعضی را روی سیاه
گشت و بعضی را در اندک فرصت ملک و دولت از دست رفت و بعضی بتشنگی
مردند و بعضی بدیگر عقوبات مبتلا گشتند و مروی است که جماعتی باهم گرد
میبودند که هیچکس از دشمنان حسین ندیدیم که بدون ابتلا مصیبت و بلا از
دنیا رفته باشد که پیرمردی از آن جماعت گفت که من شریک قتل حسین بن علی
بودم و هنوز مصیبتی پیرامون حالم نگشت در این سخن بود که برای راست کردن
فتیله چراغ از جای خود برخاست شعله چراغ او را در گرفت و سوختن در نهاد پس
افتاد که در آن جماعت میگشت و میگفت که سوختم سوختم تا آنکه رفته رفته خویشتن را
بدریا انداخت چون این آتش افروخته قهر الهی بود آب دریا بکارش خاصیت روغن
گرفته چنان او را سوخت که وجودش حطب جهنم شد و از سدی روایت کرده اند
که شخصی مرا ضیافت طلبید و مردم دیگر هم شریک مجلس بودند که میانه کلام تذکره
معرکه کربلا بزبانها رفت گفتند که هر که شریک قتل حسین گشت بعقوبتی مبتلا
شده مرد میزبانی که امیر مجلس بود بلی گفت که من حاضر معرکه کربلا بودم و
هیچ آفتی بمن نرسید هنوز این حرف بانجام نرسیده بود که شعله از چراغ جست

وبر بدنش افتاد و آنکس را تمام سوخت راوی گوید بخدا که من بچشم خودش دیدم
که گویا انگشت سوخته افتاده بود و نیز مروی ست که مردی از لشکریان ابن زیاد
که سر حسین را با فتراک بسته بود و اشتهاری در نکومنظری داشت بعد ازینکه دیدند
روی او تیره و تاریک تر از قیر گشته گفتندش تو که خوبترین مردم در حسن و جمال
بودی چه شد که رونیت باین روز سیاه نشسته گفت از روزیکه سر حسین را بفتراک
بسته ام دو کس هر روزه می آیند و هر دو بازو گرفته کشان کشان بسر آتش میبرند
و واژگون بران می آویزند و باز می آرند ازین رو رویش سیاه و حالش تباه
ست آخر آنکس بهمان عذاب مبتلا مانده بهگرای وادی جهنم شد و از واقدی
منقول ست که پیر مردی از حاضرین مقتل حسین بود چون نابینا گشت از وی سبب
پرسیدند گفت که رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم را بخواب دیدم که آستین
تا بازو چیده و در دست مبارکش شمشیری بود کشیده و در روبروی آنحضرت فرش
چرمین گسترده ده تا قاتلان حسین را ذبح ساخته بر سر آن فرش انداخته اند
همین که نظر آنجناب بران پیر افتاد نفرین کرد و میلی از خون در چشم کشید که کور
شد و گویند شخصی در شام از قتله حسین بود که رویش همچو روی خنزیر شده عبرتگاه
مردم گردیده و روایت کرده اند که آنکس که تیری بگلوی عبدالله که مشتهر بعلی اصغر
ست زده بود بمرضی مبتلا گشت که جانب پیش حرارتی و پس پشت برودتی
پیدا شد که هر چند به روی او باد بیزن میکشیدند و عقب او تنور آتش می افروختند
همچنان واویلا می کرد و آنقدر تشنگی میداشت که سبو سبو آب میخورد و فریاد
العطش از کام و دهان او بلند بود آخر شکمش شق شد و بهمان عقوبت بمرد
اینست شمه از حال مردم عوام که حاضر معرکه کربلا بودند اما خواص پس از حال
یزید پلید و ابن زیاد منبع فساد و ابن فساد شمر بدسیر و نظرای ایشان مجملا [illegible]

که یزید پلید ناسخته چون از قتل حسین دل خوش کرد حق تعالی آن بهر آیه اختیار را
قلع نظر از امراض جسمانی که هرچند شاق تر باشد لیکن بلحاظ سرای آخرت
احتمال آن سهل است بارتکاب افعال شنیعه مبتلا کرد که صورت عذاب الهی تا آخر
مکلفت از ناصیه حال آن بدمآل هویدا بود منجمله آن تخریب مدینه منوره است
که از دست بیدادش تا سه روز عوام و خواص سکنه آن بلده طیبه از قتل و غارت
امان نیافتند و هفتصد کس از صحابه کشته شدند و خانه ام المومنین حضرت
ام سلمه را تاراج نمودند و تا سه روز بجاریان بیحرمت نماز در مسجد نبوی بستند
و سگ و گربه بر منبر منیف در مسجد شریف جا دادند و دیگر اعمال قبیحه که قلم از
تحریرش بحال خود می لرزد یزیدیان در مسجد نبوی که مهبط جنود ملائکه مقدسه
بود بظهور آوردند و از آن جمله هتک حرمت کعبه معظمه که از سنگ منجنیق تمام
صحن حرم محترم پر گشت و ستونهای مسجد شکست و لباس کعبه را سوختند و پرده
که بر در کعبه کشیده بود آن را همه تنور ساختند تا آنکه بعد چند جا به کعبه بی لباس
و اهل بیت الله را ایذا و هراس رسانیدند و از آن جمله است حلت و اباحت منهیات شرع
از قبیل زنا و لواطت و شرب خمر و تسمیع مزامیر باجهار و مثال آن که دلیل صریح
بر تأیید کفر و کافری اوست و تفصیل این سوانح و حوادث بجای خود مصرح است
المختصر آن شوربخت سه سال و هفت ماه با ابتلای خسران و عقوبات از بادشاهی خود
دم زده تا پانزدهم ربیع الاول در مقام حمص که شهری از بلاد شام است واصل جهنم گشت
و سنین عمرش بسی و نه سال رسیده بود که بالطوق لعنت و سلاسل ... از دنیا
برفت و از اتفاقات است که در ... هتک حرمت کعبه از جور و تعدی ... بظهور آمد
همان ... آن شقی ذخیره خسران ... نوشته راه عاقبت کرده ... است ...
از دنیا بدوزخ گشتند و چون یزید بن معاویه بمرد معاویه پسر یزید را که در حیات ...

ولی عهد و خلیفه ساخته بود و بر تخت سلطنت نشاندند همین که معاویه پادشاه شد بر منبر
رفته بعد حمد خدای جل و علا و نعت سرور انبیا علیه الصلوة و الثنا گفت که
خلافت آئین منصوب خدا و حق خلفای با صفاست جد من معاویه بن ابی سفیان
از راه خلاف با علی مرتضی که احق و الیق بخلافت بود نزاع و جدال کرد بعد از
پدرم که هیچگونه اهلیت و استحقاق نداشت بر تخت سلطنت نشست و برای
استحکام حکومت خود همچو حسین بن علی فرزند رسول را کشت آخر جوان مرد و نکال
و وبال این بطمع حکومت چند روزه همراه خود برد و بعد ازین زار زار گریست و گفت
که من میدانم که محاربه با حسین بسیار بد بود که پدرم خود بازگشت او بسوی جهنم
که اولاد رسول خدا را قتل کرد و شراب را مباح ساخت و تخریب مدینه طیبه برو است
و هتک حرمت خانه کعبه را روا داشت من درین خلافت لذتی نمی یابم از اولاد ابو سفیان
هر کسی را که راضی شوید امیر گردانید من عقد بیعت خود را از گردن مسلمانان برداشتم
پس از منبر فرود آمد و بعزلت نشسته در خانه خود را بر روی خلائق ببست بعد از
بجوار رحمت حق پیوست اما حال خسران مآل ابن زیاد شقاوت بنیاد پس از آن بدبخت
در قتال مختار بن عبید ثقفی کشته شد و ابن سعد و شمر را نیز مختار بعد تسلط خود بر کوفه
بکشت مرویست که چون مختار تسلطی بر کوفه یافت عرض اسیران در خواست فرمان
داد که کسانیکه در لشکر ابن سعد شریک قتال حسین بن علی بودند یک یک را پیش کشند
و بسیاری چنانچه چند کس را نشان دادند همه را گردن زده بدار کشید و مختار غلام حاضر
خود را فرمود تا ابن سعد را حاضر کند حفص بن سعد حاضر شد مختار پرسید که پدرت
کجاست گفت در خانه نشسته است مختار گفت که حالیا از حکومت ری و اعمال
آن دست برداشته چگونه بخانه نشسته در قتل حسین چرا خانه نشینی اختیار نکرد و حکم کرد
تا سر ابن سعد ببریدند و پسرش را نیز کشتند و شمر اهل البیت نیز گردن زدند و سرهای

مهار ا پیش محمد بن حنفیه فرستاد و بشتر حکم داد که بقیه مردمان که شریک ابن سعد در
معرکهٔ کربلا بودند هر کرا بیابند بکشند چون مردم دانستند که مختار در صدد قصاص
حسین ست ازو قصد گریز به بصره کردند لشکر مختار عقب ایشان افتاد هر
کرا دستیاب می شد می کشتند و نعش می سوختند و خانه او را غارت میکردند چون
خولی بن یزید را اسیر کرده پیش مختار آوردند فرمود که اول هر دو دست و پای او
ببریدند بعد ازان بدار کشیدند پس نعش با آتش سوختند و همچنان دیگران را
که از لشکریان ابن سعد یافتند بعقوبت کشتند القصه چون مختار از قتل ابن سعد
و شمر و خولی بن یزید علیهم اللعن و العذاب الی یوم الحساب خاطر جمع کرد در صدد
قتل ابن زیاد افتاد چنانچه ابراهیم بن مالک اشتر را با جماعتی از سپاه بمقابله
ابن زیاد فرستاده همین که ابراهیم بسر حد موصل واصل شد ابن زیاد بکنار دریا
که معامله پنج فرسنگ از موصل واقع ست لشکر کشیده بنای مقابله انداخت تا
آنکه دم صبح محاربه از طرفین بظهور آمده هنگام نماز شام سپاه ابراهیم لشکر شام
را که همراه ابن زیاد بود شکست داد چون فوج ابن زیاد هزیمت خورده رو بفرار نهاد
لشکر ابراهیم تعاقب فراریان افتاد و ابراهیم حکم داد که از فوج مخالف هر کس را
که یابند زنده نگذارند چنانچه بسیاری را از همراهیان ابن زیاد از جان کشتند و ابن زیاد
هم کشته شد تا سر ابن زیاد بریده پیش ابراهیم حاضر کردند ابراهیم آنرا پیش مختار بکوفه
فرستاد چون سر ابن زیاد بکوفه رسید مختار برسم خود آراسته با اهل کوفه یکجا ساخته دار الاماره
جلوس نموده فرمود که سر ابن زیاد حاضر کنند چون سرش حاضر کردند گفت که ابیت
سر ابن زیاد ای سر مرگ و مصیبت که عباس چون حسین ابن زیاد را دیده نگذاشت و کار
مفتاح النجاة منقول ست که در واقعه مختار هفتاد هزار کس از مردم شام بقتل رسیدند
و این واقعه روز عاشورا سال شصت و هفت هجری بعد شش سال از معرکه کربلا اتفاق افتاد

و بروایات صحاح مروی ست که هرگاه سر ابن زیاد و سر اران او را پیش مختار حاضر کردند
ناگاه ماری در آمد میانه سرها شده در سوراخ بینی ابن زیاد رفت و اندکی قرار
گرفته از دهن او بر آمد باز در بینی رفت تا غائب شد گویند که مار بار عنیسان سلیه
آمد و رفتی کرد و بالجمله ابن زیاد و ابن سعد و شمر ذی الجوشن و عمر بن الحجاج و قیس
بن اشعث کندی و خولی بن یزید و سنان بن انس نخعی و عبدالله بن قیس
و حکم بن طفیل و یزید بن مالک و غیر ایشان از اعیان یزید بعقوبت ها مبتلا شده
بقتل رسیدند و تنهای اینها را زیر سم اسپان گذاشتند و اسپان را بر آنها
دوانیدند چند انکه استخوانها ریزه ریزه گردیده با خاک برابر شد و پوشیده مبلو
که در کتب تاریخ اختلاف ست در بعضی ذکر قتل ابن سعد و شمر و غیره قبل از قتل ابن زیاد
است و در بعضی بعد از ان و کیفما کان منتقم حقیقی حسب وعده که بیانش در ضمن
اخبار واقعه کربلا بروایت حاکم مقدم شد سزای اعمال قتل حسین را از دست مختار
بکنار آنها نهاد کو شقاوت ازلی بنهایت کار ظهور در ناصیه اعتقاد مختار کرده چنانچه تفصیل
حال بدبآلش در کتب تاریخ مسطور ست و هرگاه مختار بر کوفه و اطراف و جوانب آن
مسلط شد داعیه محاربه با عبدالله بن زبیر در سرش جا کرد عبدالله بر اراده مختار
وقوف یافته مصعب بن زبیر برادر خود را بمحاربه مختار نامزد کرد چون مصعب از
بصره بمحاربه مختار روان شد میانه مصعب و مختار طرح جدال و قتال افتاد و فتح
نصیب مصعب گردید و مختار درین معرکه بقتل رسید همین که مصعب بن زبیر
بر کوفه و الا احی آن استیلا یافت عبدالملک بجنگ مصعب برخاسته هنگامه
قتال گرم ساخت و فتحیاب شد و مصعب بن زبیر و ابراهیم بن مالک اشتر بقتل
رسید از ابن عمیر لیثی منقول ست که با عبدالملک گفت که مرو اولا سر حسین را
بدار الاماره روبروی ابن زیاد دیدم بعد از ان سر ابن زیاد را پیش مختار و بعد از ان

سر مختار را در پیش مصعب بعد از آن سر مصعب را بمجلس تو می بینم پس از این تا

نگاه به چه کس که بد تکامیست که بار گشت سرهای رئیسان باینجا می شود عبدالملک

با معنای این سخن از مجلس برخاست گفت که بنای این قصر مبارک ا

از یاد درآمد هما برگاه عبدالملک بر مصعب ظفر یافت و مصعب کشته شده

کوفه و نواحی آن در تصرف او درآمد خواست که سپاه برای قتال عبدالله بن زبیر

بمکه فرستد در اول هله هیچکس اجابت نکرد که در حرم خدا که جدال و قتال در آن

حرام است چگونه محاربه بعمل آید ... حجاج ثقفی پیش عبدالملک حاضر شده گفت که

من دوش بخواب دیده ام که سلخ ابن زبیر را از تنش بریده ام عبدالملک دانست

که حجاج راضی بقریست بمکه برای مقابله ابن زبیر است فوج خود را بای تأمر حجاج

کرده بمکه فرستاد حجاج از راه طائف به وجوه بهانجا رسید سپاه دیگر

جمع ساخته متوجه مکه شده نائره قتال را با ابن زبیر باشتعال آورد و

گستاخی ها کرده و بی محافظت آداب کعبه را بسنگ از دست اعتقاد گذاشت

تا آنکه تمامی حرم محترم رنگین بخون کشتگان گردید و عبدالله بن زبیر شربت

شهادت چشید بعد از آنکه این مرحله هم طی شد حکومت مروانیان در شام و عراق

و حجاز و دیگر ممالک استقرار گرفت تا هزار ماه بر دوام و استمرار یافت و آنچه در تفسیر

سوره انا انزلناه فی لیلة القدر ذیل کریمه لیلة القدر خیر من الف شهر از حضرت

امام حسن علیه السلام مرویست که مراد از هزار ماه مدت ملک و سلطنت بنی امیه است

بظهور آمده است ... وقایع که بترتیب نحو مخصوص جاری شده بود حوالگی تمام بود

و بعد از این آنچه جلوه شهود گرفت بخوف اطناب کلام طی کشتیم از بیان نگارش

الحمد لله والمنه که کتاب ... در بیان شهادت حضرات خمسه ... سلام الله علیهم ... سنه ...

در مطبع ... مطبوع الطبع گردید تمت